پانسو برس کی راہ ہے اور کوہ قاف کے اُس پار سات زمینیں مشک کی اور سات کافور کی اور سات
چاندی کی [illegible] ہیں اور ستر ہزار عالم ہیں اور نیچے ہر عالم کے ستر ہزار فرشتے ہیں راوی نے پھر عرض کی یا رسول اللہ بعد
اُسکے کیا ہے فرمایا ایک اژدہا ہے طول اُسکا دو ہزار سالہ راہ ہے ۔ اور یہ عالم اُس کے حلقہ میں ہے اور فرمایا کہ ساتویں
زمین پر فرشتے اور چھٹی زمین پر شیطان اور اُسکی اولاد اور پانچویں زمین پر دیو اور چوتھی پر سانپ اور تیسری پر جانور
گزندہ اور دوسری پر پریاں اور پہلی زمین پر سب آدمی ہیں اور نیچے ساتویں زمین کے ایک گائے ہے اُس کے
چار ہزار سینگ ہیں ایک سینگ سے دوسری تک پانصد سالہ راہ کی مسافت ہے اور یہ سات طبق زمین اُسکی
سینگوں کے درمیان ہے اور وہ گائے کھڑی ہے ایک مچھلی کے مُہرہ پشت پر اور وہ مچھلی پانی پر ہے عمق اُس
پانی کا چہل سالہ راہ اور وہ پانی ہوا پر معلق ہے اور ہوا تاریکی پر اور تاریکی دوزخ پر اور دوزخ ایک سنگ آسمانی پر
اور وہ سنگ ایک فرشتے کے سر پر ہے اور وہ فرشتہ ہوا پر استادہ ہے اور ہوا قدرت قادر سے ادھر ہے اور
قدرت اُسکی بے پایاں ہے عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ تحت الثریٰ نام ہے گل تر کا وہ ساتویں زمین کے نیچے
ہے اور نیچے ثریٰ کے دوزخ ہے اُسمیں ایک سردار ہے نام اُسکا مالک اور انیس فرشتے مالک کے زیر حکم ہیں قولہ تعالیٰ
علیہا تسعۃ عشر دہنی طرف ہر فرشتے کے ستر ہزار ہاتھ اور بائیں طرف بھی ستر ہزار ہاتھ ہیں۔ اور ہر ہاتھ پر ستر ہزار
ہتھیلی اور ہر ہتھیلی پر ستر ہزار اُنگلیاں اور ہر اُنگلی پر ایک ایک اژدہا ہے اور ہر اژدہے کے سر پر ایک سانپ ہے کہ
درازی اُسکی ستر ہزار سالہ راہ ہے اور ہر سانپ کے سر پر ایک بچھو ہے اگر دوزخیوں کو ایک ڈنک مارے تو ستر برس تک
درد سے لوٹتے رہیں اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ایک ایک ستون آتش کا ہے اگر ایک ستون حشر کے [illegible] ڈالا جائے
اور سب جن و انس مل کر اُسے ہلانا چاہیں تو ہل نہ سکے ان فرشتوں کو حکم ہوا کہ تم دوزخ کے اندر جاؤ اُنہوں نے
عرض کی کہ خداوندا ایسی آتش سوزاں میں کس طرح جاویں جبرئیل نے بحکم رب جلیل ایک خاتم بہشت سے لا کر اُنکی
پیشانیوں پر اُس سے داغ دئے اُس خاتم پر لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تا دوزخ کی آنچ اُنپر اثر نہ کرے
پس وہ انیس فرشتے دوزخ میں گئے قیامت تک وہیں رہینگے جو مومن پیشانی اور دل پر داغ محمدی رکھے گا
تو ہرگز آتش دوزخ کا الم و صدمہ اُسے نہ پہونچیگا اور دوزخ کے سات دروازے ہیں ہر دروازہ کے لئے اُنمیں سے ایک گروہ
تقسیم کیا گیا ہے طبقہ اول جحیم دوسرا جہنم تیسرا سقر چوتھا سعیر پانچواں لظیٰ چھٹا ہاویہ ساتواں حطمہ مروی ہے
کہ ایکدن جبرئیل نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں وحی گذرانی تھی کہ یکایک زلزلہ سخت
ہوا ہے زمین و پہاڑ ہل گئے اور اُس کے ساتھ ہی ایک [illegible] چہرہ مبارک کا

جبرئیل سے پوچھا کہ یہ آواز کیسی تھی جبرئیل نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آدم علیہ السلام
سے ایک پتھر ہزار من کا دوزخ میں ڈالا گیا تھا آج تک وہ نیچے چلا جاتا تھا ابھی وہ قعر حطمہ میں پہنچا پھر آنحضرت
صلعم نے پوچھا وہ کسکی جگہ ہے عرض کیا کہ منافقوں کی قولہ تعالیٰ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ
اور چھٹے درجہ میں مشرکین رہینگے اور پانچویں درجہ میں بت پرست اور چوتھے درجہ میں مجوس اور تیسرے درجہ
میں ترسا اور دوسرے درجہ میں جہود اور پہلے درجہ میں تمہاری اُمت کے گنہگار رہینگے اور دوزخ کا ایک دروازہ ہے
دوسرے دروازہ تک ستر برس کی راہ ہے اور ایک سرپوش سنگین کہ جسکا عرض پانصد سالہ راہ ہے دوزخ کے منہ پر
رکھا ہے اور دوزخ کے نیچے ایک پتھر ہے اسکے نیچے ایک فرشتہ پتھر کی پیٹھ پر کھڑا ہے اس کے نیچے ایک مچھلی ایسی بڑی ہے
کہ دم اسکی ساق عرش سے لگی ہے اور ایک گاے فردوس اعلےٰ کی کہ ستر ہزار اس کے سینگ ہیں اور زمین میں گڑے
ہیں اس مچھلی کی پیٹھ پر کھڑی ہے اگر وہ لغزش کرے تو تمام عالم تہ و بالا ہو جاوے روایت ہے عبداللہ بن عباس سے
کہ ہر آسمان پر بیشمار فرشتے ہیں وے سب بحکم خدا تعالیٰ تسبیح و تقدیس و تہلیل و تحمید و تمجید و تکبیر میں مشغول
ہیں اگر ایک پل یاد الٰہی سے غافل ہوں تو تجلے انوار آلہی جل بھن کر خاک ہو جاویں یہ فرشتے بعضے گاے
کی شکل ہیں بعضے سانپ کی بعضے گدھ کی اور بعضوں کا آدھا بدن برف کا اور آتش کا۔ بعضے قیام
میں بعضے رکوع میں بعضے سجود میں اور بعضے قعود میں ہیں باوجود اس عبادت کے قیامت کے دن عذر
خواہی کرینگے سُبْحَانَکَ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ پھر خالق نے یہ سات دن پیدا کئے یکشنبہ کے دن حاملان
عرش کو پیدا کیا دوشنبہ کے دن سات طبق آسمان سہ شنبہ کو سات طبق زمین چہارشنبہ کو تاریکی پنجشنبہ کو منافع
زمین جمعہ کو آفتاب و ماہتاب و تاروں کو اور سب آسمانوں کو جنبش دیا اور روز شنبہ کو تمام جہان کی خلقت
سے فراغت کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ریگ کو پیدا کر کے ہوا کو حکم کیا تو ایک حصہ اسکا زمین پر اور
ایک حصہ کو زیر زمین لیگئی بعدہٗ آتش بیدود پیدا کر کے اس سے قوم بنی جان کو مخلوق کیا جنو نسے جہان بھر گیا۔
اُنپر اللہ تعالیٰ نے ایک پیغمبر یوسف نام بھیجا جنوں نے اُس پیغمبر کی نصیحت نمانی بلکہ اسے مار ڈالا اور زمین پر ظلم
کرنے لگے تب حقتعالیٰ نے عزرائیل کو اور فرشتوں کو ساتھ بھیجا انہوں نے سب کو مار کر جہان کو انکی آلائش
سے پاک کیا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

ذکر حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا۔

راویان معتبر
سے روایت ہے کہ جب ارادہ الٰہی واسطے خلافت حضرت آدم علیہ السلام کے بموجب آیۃ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً
ظہور ریاست بنی آدم کے متعلق ہوا تب حضرت عزرائیل کو حکم ہوا۔ کہ ایک مٹھی خاک ہر قسم کی

اور سفید اور سیاہ زمین سے لاویں عزرائیل ایک مٹھی خاک رنگا رنگ تمام روی زمین سے جمع کر کے لائے اور بموجب حکم الٰہی کے درمیان مکہ اور طایف کے رکھی اللہ تعالیٰ نے باران رحمت اُس مٹی پر برسایا اور اپنی قدرت کاملہ سے پتلا حضرت آدم علیہ السلام کا اُس مٹی کے خمیر سے بنایا اور چالیس برس تک وہ قالب بیجان وہاں پڑا رہا جب عنایت الٰہی نے چاہا کہ ستارہ اقبال حضرت آدم علیہ السلام کا روشن ہو اور رتبہ شرافت بنی آدم کا تمام مخلوق پر مبین ہو ارواح پاک کو حکم صادر ہوا کہ کالبد میں آدم کے در آئے روح لطیف نے خاک کثیف میں جانیکا انکار کیا حکم رب الارباب کا روح کو پہونچا ادۡخُلۡ اَیُّھَا الرُّوۡحُ فِیۡ ھٰذِہِ الۡجَسَدِ یعنی اے جان داخل ہو اس بدن میں جب روح قالب میں آدم کے سر مبارک کی طرف سے داخل ہوئی جس جگہ روح پہنچتی تھی بدن خاکی جو مانند ٹھیکرے کے تھا گوشت اور پوست سے بدلتا جاتا تھا جب روح سینہ مبارک تک پہنچی تو حضرت آدم نے ارادہ اُٹھنے کا کیا دہین زمین پر گر پڑے اسواسطے حقتعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کَانَ الۡاِنۡسَانُ عَجُوۡلًا یعنی ہے انسان جلد باز اور اُسی حالت میں حضرت آدم نے چھینکا اور الہام الٰہی سے کہا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اُس کریم اور رحیم نے اپنی رحمت سے فرمایا کہ یرحمک اللہ سب سے اول جلوہ رحمت الٰہی کا شامل حال حضرت آدم کے ہوا اور بھید تسبقت رحمتی علی غضبی کا اُنکے طفیل سے نصیب بنی آدم کے ہوا بعد اُسکے ایک فرشتہ بموجب حکم الٰہی کے ایک جوڑا مرصع بہشت سے لایا اور حضرت آدم کو ساتھ تشریف خلعت الٰہی کے مشرف کیا اور تخت عزت اور عظمت پر بٹھایا نقل ہے کہ فرشتے ابتدائی پیدایش آدم علیہ السلام کے آپس میں کہتے تھے کہ جسکو تئیں جو خدا تعالیٰ خاک سے پیدا کر کے مسند خلافت پر بٹھاویگا۔ تو وہ ہمسے خدا کے نزدیک زیادہ عزیز نہ ہوویگا اور ہم جو بارگاہ علام الغیوب میں حاضر رہتے ہیں علم ہمارا اُس سے زیادہ ہوویگا حقتعالیٰ نے بموجب حکم آیہ عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ تمام چیزونکے نام حضرت آدم کو الہام کر کے حکم کیا کہ فرشتوں سے ان چیزونکے نام پوچھو جب حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا اَنۡۢبِئُوۡنِیۡ بِاَسۡمَآءِ ھٰۤؤُلَآءِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ یعنی خبر دو مجھے بنام اُن چیزوں کے اگر تم سچے ہو تب فرشتے جواب سے عاجز ہوئے اور اپنے قصور کے معترف ہو کر بولے سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ یعنی پاک ہے تو اور نہیں علم ہمارے تئیں مگر جو تو نے سکھایا ہمکو اور تو عالم اور دانا ہے تب اللہ تعالیٰ نے آدم کو کمال ظاہر اور باطن سے آراستہ کر کے واسطے زیادتی تعظیم اور تکریم کے ملائک عظام کو جو آدم علیہ السلام کے تخت کے گرداگرد صف باندھے ہو دب کھڑے تھے اُسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ اَبٰی وَاسۡتَکۡبَرَ وَکَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ یعنی سجدہ کرو آدم کے تئیں بموجب حکم الٰہی کے

سب فرشتوں نے بلا عذر اور تکرار حضرت آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس ملعون نے انکار کیا اور بولا کہ میں آدم سے بہتر
ہوں اسواسطے کہ میرے تئیں آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے اس نافرمانی سے شیطان ملعون ابدی
ہوکر راندہ گیا اور فرشتوں سے نکالا گیا حضرت آدم بہشت میں رہنے لگے طبیعت انکی مشتاق ایک جلیس ہمدم
اور انیس محرم کی ہوئی تب حضرت آدم پر خواب نے غلبہ کیا وقت خواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے
آدم علیہ السلام کے پہلوی چپ سے حضرت حوا کو پیدا کیا جب حضرت آدم علیہ السلام بیدار ہوئے تو دیکھا
کہ ایک عورت پاکیزہ انکے پاس بیٹھی ہے انکی طبیعت ہمایوں اور صورت میموں کو دیکھکر نہایت خوش
ہوئے اور پوچھا کہ تو کون ہے حضرت حوا نے فرمایا کہ میں تیرے بدن کا جزو ہوں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے تیری
پسلی سے مجکو پیدا کیا ہے نقل ہے کہ حسن اور جمال حضرت حوا کا اسقدر تھا کہ تمام عالم کی خوبی سو حصہ تھی اسمیں سے
نوے حصے حسن حضرت حوا کو اور دس حصے باقی عالم کو عنایت فرمایا تب آدم سجدہ شکر کا بجالائے جناب الٰہی نے
عقد روبرو حاملان عرش اور مکان سموات الٰہی کے باندھا اور ان دونو کو حکم ہوا کہ ای آدم و حوا تم دونوں
اس بہشت میں رہو اور سب میوے اس بہشت کے کھاؤ مگر اس درخت کے نزدیک مت جاؤ یعنے گیہوں کے
درخت میں سے کچھ مت کھاؤ جب ابلیس لعین نے آدم کو نہ سجدہ کیا اور راندہ گیا اور فرشتوں سے نکالا گیا اس
سبب سے آتش کینہ اور حسد انکے باطنمیں شعلے مارتی تھی اور ہمیشہ اس تدبیر میں رہتا تھا کہ کسی صورت سے بہشت میں
پہنچے اور آدم کو وہاں سے نکلوا دے پہلے تو طاوس سے دوستی کی کہ میری دوستی کے حق تیرے اوپر ثابت ہیں اور
آگے ہم اور تم ایک مکان میں رہتے تھے یہ التماس تجھسے ہے کہ مجکو اپنے بازو پر بٹھا کر بہشت میں پہونچا دے کہ میں
اپنے دشمن سے بدلا لوں طاوس نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ تو یہ بات سانپ سے کہہ تب شیطان سانپ کے
پاس گیا اور اپنے فریب کے منتر سے اسکو فریفتہ کیا سانپ اسکو منہ میں رکھکر بہشت میں لیگیا اور نگہبان بہشت کو
مطلق خبر نہوئی پھر ابلیس حضرت آدم اور حوا کے پاس گیا اور رونا شروع کیا حضرت آدم اور حوا نے پوچھا کہ کیوں
روتا ہے اور انہوں نے شیطان کو نہیں پہچانا تب شیطان نے کہا میں تمکو نصیحت کرتا ہوں مجکو تمہارے حال پر رونا آتا
ہے کہ تم اس بہشت سے نکالے جاؤگے اور یہ بہشت کی نعمتیں سب تمسے لیجاوینگی اور لذت حیات سے درد موت
کا چکھوگے ان دونو کو اس بات کے سننے سے بہت غم ہوا ابلیس نے کہا اگر تم میرا کہا مانو تو میں تمکو ایک درخت
بتادوں اگر تھوڑا میوہ اسکا تم کھاؤ تو ہمیشہ زندہ رہوگے اور صورت موت کی ہرگز نہ دیکھوگے حضرت آدم نے
پوچھا وہ درخت کونسا ہے شیطان نے کہا وہی درخت ہے کہ جسکے کھانیسے حق سبحانہ نے منع کیا تھا حضرت آدم

نماز جنازہ کی پڑہی۔ اور حضرت آدم کو دفن کیا اسواسطے نماز جنازہ کی روز قیامت تک اولاد آدم کیواسطے مقرر ہوئی۔

ذکر حضرت شیث علیہ السلام کا

جب حضرت آدمؑ ہابیل کی مصیبت میں بیقرار رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو انکی تسلی خاطر غمگین کے واسطے بھیجا کہ حقتعالیٰ تیرے تئیں ایک فرزند رشید عنایت کریگا کہ اسکی نسل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سردار نبی آدم کا پیدا ہوگا۔ چنانچہ ہابیل کے مرنے سے پانچ برس کے بعد حضرت شیث پیدا ہوئے حسن صورت میں اور خوبی اور سیرت میں مشابہ حضرت آدمؑ کے تھے اور تمام اولاد سے حضرت آدم کے نزدیک محبوب تھے چنانچہ حضرت آدمؑ نے قبل از وفات انکو اپنا ولیعہد بنایا اور بطریق وصیت کے فرمایا کہ جب حادثہ طوفان حضرت نوح کے زمانے میں واقع ہوا گر تو اس زمانے کو پاوے تو میری ہڈیونکو کشتی میں رکھوا ئیو جو غرق سے محفوظ رہیں یا اپنی اولاد کو وصیت کریو کہ اسطرح سے عمل میں لاوے اور حضرت شیثؑ اکثر اوقات حضرت آدمؑ کی زبان سے احوال بہشت کی لذت کا سنتے تھے اور آسمانی صحیفوں کا مضمون بھی دریافت کرتے تھے۔ اسیواسطے روبرو حضرت آدمؑ کے تجرد خلق سے اور انس حق سے کیا تھا۔ اور لوگوں سے تنہا ہوکر دنیا کی لذتیں چھوڑکر اکثر اوقات وظایف اور طاعت میں مشغول رہتے تھے اور نفس کی ریاضت اور تہذیب اخلاق ہمیشہ ان کو مدنظر رہتا تھا۔ اور حضرت شیثؑ کے زمانے میں بنی آدم دو قسم کے تھے۔ بعضے متابعت حضرت شیث کی کرتے تھے اور بعضے قابیل کی اولاد کی تابعداری میں مشغول تھے اور حضرت شیثؑ کی نصیحت سے بعضی تو راہ راست پر آئے اور بعضے بدستور نافرمانی کی راہ پر قائم رہے جب نوسو اور بارہ برس انکی عمر گذرے تو روح بدن مبارک سے پرواز کرکے عرش معلیٰ کو پہونچی اور حضرت شیثؑ کی بعضی نصیحتو نمیں یہ ہے کہ مومن حقیقی وہ ہے کہ یہ خصلتیں اسمیں ہوں اول تو خدا پہچاننا دوسرے نیک اور بد کو جاننا تیسرے بادشاہ وقت کا حکم بجالانا چوتھے ماں باپ کا حق پہچاننا اور انکی خدمت کرنا پانچویں صلہ رحم یعنی اپنی اپنا بیت کے لوگونسے نیکی اور محبت کرنا چھٹے غصے کو حد سے زیادہ نہ بڑھانا ساتویں محتاجوں اور مسکینوں کو صدقہ دینا۔ اور ترحم کرنا آٹھویں گناہوں سے پرہیز اور مصیبتوں میں صبر کرنا نویں شکر نعمت آلہی کا کرنا +

ذکر حضرت ادریس علیہ السلام کا۔

نام مبارک انکا زبان عبری میں اخنوخ ہے جب اولاد قابیل کی عزازیل کے بہکانے سے گمراہ ہوئی اور کفر اور شرک میں پڑی یہانتک کہ رسم نکاح کی موقوف کرکے حرامکاری اور طرح طرح کی نابکاری کرنے لگی۔

حقتعالی نے حضرت ادریس کو نبوت کی شرافت عطا کر کے اُنپر بھیجا بہت لوگ اُن کی ہدایت اور دلالت سے انکار اور عناد چھوڑ کر راہ راست پر مستقیم ہوئے اور شفاعت ازلی سے نجات پا کر سعادتمند ہوا اور جو لوگ کہ بسبب فسادت قلبی کے کفر اور شرک سے خوگیر ہو گئے تھے اُن کے دلوں پر حضرت ادریس کی نصیحت کارگر نہوئی لوگونکو توحید اور عدالت اور عبادت کی راہ پر دعوت کرتے تھے اور جسقدر نماز اور روزہ انکی شریعت میں مقرر تھے اور زکوٰۃ مال اور غسل جنابت سو امر فرماتے تھے اور حضرت ادریس آپ اپنی عبادت کرتے تھے کہ ہر روز تیس ہزار تسبیح کہتے اور فرشتے اُنکی صحبت میں آتے جاتے تھے اور اعمال صالح اور افعال حسنہ اُنکے تمام مخلوقات کی عبادت کے برابر آسمانپر لیجاتے تھے حضرت عزرائیل یہ حال دریافت کر کے جناب آلہی کی اجازت سے زمین پر آئے اور بصورت انسان اُنکی صحبت میں چند روز رہے حضرت ادریس نے دیکھا کہ یہ شخص نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے شاید یہ فرشتہ ہے جب حضرت ادریس کو معلوم ہوا کہ یہ ملک الموت ہے تب حضرت ادریس نے فرمایا کہ چاہتا ہوں کہ شربت موت کا مجکو چکھاؤ حضرت عزرائیل نے خالق ارواح سے اجازت لیکر اُنکی روح کو قبض کیا اور پھر اُنکی جان پاک کو اُنکے قالب میں ڈالا پھر حضرت ادریس نے فرمایا کہ مجکو بہشت اور دوزخ دیکھنے کا شوق بدرجہ کمال ہے حضرت عزرائیل نے خدا کے امر سے اُنکو اپنے پروں پر بٹھا کر اول دوزخ کی سیر کروائی۔ اور بعد اُس کے تماشائے نعیم بہشت کی نوبت آئی حضرت ادریس جب سیر حور و قصور اور تماشائے دلبران اور غلمان کے سے فارغ ہوئے حضرت عزرائیل نے کہا اب میرے ساتھ بہشت سے باہر چلیے اور اس مکان سے نکلیے حضرت ادریس تو قانون آلہی سے بخوبی واقف تھے ایک درخت کے تنہ کو پکڑ کر کھڑے ہو رہے اور فرمایا کہ جبتک سید اکرم نوالا بہشت دوزخ کا اس مکان سے مجکو نہ نکالیگا تو میں ہرگز باہر نہ جاؤنگا حقتعالی نے ایک فرشتے کو اُن دونوں کے قصے کے فیصلے کیواسطے بھیجا اول حضرت عزرائیل نے تمام احوال ظاہر کیا پھر حضرت ادریس نے جواب دیا کہ میں نے بمقتضائے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ کے موت کو زہر کا شربت تلخ چکھا اور بموجب مضمون وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا کے دوزخ میں بھی وارد ہوا اور بموجب حکم ارحم الراحمین کے جو بہشتیوں کے حق میں فرمایا وَمَا ھُمْ مِّنْھَا بِمُخْرَجِیْنَ فقط حضرت عزرائیل کے کہنے سے بغیر حکم خدا کے ہرگز باہر نہ نکلونگا اُسیوقت ندای غیبی پہنچی بِاِذْنِیْ دَخَلَ وَبِاِذْنِیْ فَعَلَ ھٰذَا یعنے میرے حکم سے داخل ہوا اور میرے حکم سے یہ کام کیا ہے اور حق بجانب اُسکے ہے کعب الاحبار روایت ہے کہ مراد اس آیت سے کہ وَرَفَعْنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا پہونچانا حضرت ادریس کا ہے اس مکان عالیشان میں بعد اُسکے ادریس بہشت سے باہر آئے اور چھٹے آسمان میں فرشتوں کے ساتھ عبادت میں مشغول ہوئے اور وہاں موجود ہیں

جب تلک ارادہ خدا ہو حضرت ادریسؑ بہت خوبصورت تھے اور گندمی رنگ اور قد مبارک مناسب تھا اور اکثر اوقات
خاموش رہتے تھے اور چلنے کیوقت نظر مبارک قدموں پر پڑتی اور آنحضرتؑ نے فرمایا ہے کہ بہتر نیکیوں کا تین چیزیں ہیں
غصے کیوقت میں بردباری کرنا اور تنگی میں بخشش کرنا اور قابو پانے پر معاف کرنا اور فرمایا ہے کہ عقلمند وہ آدمی
ہے کہ تین قسم کے آدمیوں سے ہلکاپن نہ کرے ایک تو بادشاہوں سے اور دوسرے عالموں سے اور تیسرے دوستوں
سے اسواسطے کہ گستاخی بادشاہونکی تلخی عیش شیریں کی ہے اور حقارت عالمونکی نقصان دین ہے اور ہلکاپن دوستونکا
بمروتی اور موجب نفرین ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ مصیبت میں تحمل اور قرار کرے اور درجہ بلندی

بیشمار کرے	ذکر حضرت نوح علیہ السلام کا	میں تواضع

جب حضرت ادریسؑ نے آسمان پر قیام کیا۔ تو عالم دنیا کو شیطان نے فسق و فساد سے بے انتظام کیا اور
روز بروز تمرد اور عصیان کا ظہور ہوا اور بہت گناہوں سے عالم بے نور ہوا جناب الٰہی نے حضرت نوحؑ کو واسطے انتظام
احوال عالم کے اور اصلاح اعمال بنی آدم کے مبعوث کیا اور نوسو پچاس برس کی عمر پائی اور اسی برس کے بعد وحی
آسمانی کی خبر آئی تمام عمر ادائے دعوت میں مصروف تھے اور کفار اور فجار میں ساتھ امر معروف اور نہی منکر کے معروف
تھے ہر چند کہ جناب الٰہی میں انکی ہدایت کی دعا کرتے تھے پر وہ سنگدل نہایت کفر اور انکار سے فریب اور دغا
کرتے تھے باوجود اس محنت اور مشقت اور وعظ اور نصیحت کے تمام عمر میں سوائے اسی آدمیوں کے کوئی اسلام
نہ لایا اور حضرت نوحؑ کا ارشاد انکے کام نہ آیا مفسرین نے آیت شریف وما امن معہ الا قلیل کی تفسیر میں حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے فرمایا ہے اور اسقدر اکثر اہل تواریخ کی معتبر کتابوں میں آیا ہے۔ اور ہمارے
پیغمبر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے اتنی اذیت نہیں اٹھائی ہے جتنی
حضرت نوحؑ نے اپنی امت کے ہاتھوں سے مصیبت پائی ہے وہ کافر ہمیشہ ڈرلتے تھے کہ ان باتوں سے باز آؤ
اور ہمارے بتونکی بدی سے ہاتھ اٹھاؤ بار ہا مجلس وعظ میں انکے مارنے سے بیہوش ہو جاتے تھے اور ان کے
صاحبزادے خبر پاکر وہاں سے اٹھا کر لے آتے تھے کفار وقت مرنے کے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے تھے اور اپنے کو
کفر کے عقیدے پر مستحکم کرکے مرتے تھے کہ بیٹو ہرگز اپنے باپ اور دادا کے دین سے انحراف نکرنا اور نوحؑ کے کلمات
پر اعتراف نکرنا جہانتک ہو سکے حضرت نوحؑ کو دکھ اور ایذا دیجیو اور اپنا ٹھکانا جہنم میں کیجیو جب ایسی مصیبت میں
سات قرن حضرت نوحؑ پر گذرے اور حضرت نوحؑ دلتنگ اور ناامید ہوئے تو حضرت رب العٰلمین سے وحی نازل
ہوئی اور حضرت نوحؑ کے دل غمگین کو تسکین حاصل ہوئی کہ اے نوحؑ تو دل تنگ مت ہو اور آیندہ ان پر

سنگدلوں کے سنگ مت ہو جو ایمان لائے سو لائے باقی ایمان نہیں لاوینگے یہ تو شقی ازلی ہیں سب جہنم کو
جاوینگے حضرت نوح نے عرض کی کہ خدایا انکی نسل سے بھی کوئی ایمان لاویگا یا نہیں حکم ہوا یہ تو ایمان نہ لاویں گے
انکا دل ہے سنگ اور آہن پھر بھی حضرت نوح نے بسبب کمال شفقت کے اور واسطے قطع کرنے الزام اور حجت کے
فرمایا کہ اے لوگو اگر ایمان نہ لاؤ گے تو یہ سمجھو کہ عذاب الٰہی آیا قوم نے کہا کہ ہم تو محبت ودّ اور سواع اور یغوث اور
یعوق کی جو ہمارے بت ہیں ہرگز نہ چھوڑینگے اور تمہارے برعکس حکم کے اپنے سرونکو پتھروں کی پرستش میں چھوڑینگے
اور تو جو ہمسے بہت نزاع اور جدال کرتا ہے اور ہمارے بتونکی تکذیب میں دن رات قیل وقال کرتا ہے اگر سچا ہے تو
ہمکو عذاب دکھلا اور اپنی تہدید اور تخویف بے اصل کی تاب دکھلا جب حضرت نوح مایوس ہوئے اور کفار اپنے
کفر میں منحوس حضرت نوح نے کمال عجز اور انکساری اور تضرع سے جناب ایزدی میں پکارا کُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ
لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْا اَصَابِعَهُمْ فِیْ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا یعنی جب
میں انکو دعوت اسلام کرتا ہوں تو یہ انگلیاں کانوں میں ڈالتے ہیں اور کپڑے سر سے باندھتے ہیں اور میری بات
نہیں سنتے ہیں اور اپنے کفر پر ثابت رہتے ہیں اب تو یہ بندہ ناچار ہے اور تو خداوند قہار ہے الٰہی غارت کر ان سب
کفار کو اور مت چھوڑ انکے ملک اور دیار کو بارے تیر دعا کا نشانے پر واصل ہوا اور خطاب الٰہی واسطے استجابت
کے نازل ہوا کہ ہم اس قوم کو طوفان سے ہلاک کرکے پانی کی راہ سے آتش دوزخ میں ڈالینگے اور تجھکو اور تیری امت
مومنین کو کشتی میں رکھ کر آفت طوفان سے سلامت نکالیں گے جب حضرت نوح کی دعا سے اس قوم پر قحط پڑا
اور توالد اور تناسل انکا موقوف ہوا بعد اسکے بموجب حکم الٰہی کے جبرائیل امین نے درخت ساج کے بونیکا حکم کیا
اور بیس برس کے عرصہ میں اس درخت کو محکم کیا اور جبرئیل کے کہنے سے اسکو چیر کر کشتی کا بنانا شروع کیا اور
جناب الٰہی میں لیل و نہار خضوع اور خشوع کیا کفار گاہ گاہ بطریق ہنسی نوح کو ستاتے تھے اور بیچ وقت کشتی
بنانے کے یہ گستاخی کی باتیں سناتے تھے کہ اے نوح اب تم بعد مرتبے نبوت کے نجار ہوئے اور پیغمبری کا ہو
بیزار ہوئے کشتی تو بناتے ہو پر پانی کہاں اور اس بیابان خشک میں تراوت کی نشانی کہاں حضرت نوح نے فرمایا
کہ تم اپنے برے اعمال سے غافل اور عاقبت کی مصیبت سے جاہل ہو تم دنیا میں غرق اور عقبے میں حریق ہو
جب حضرت نوح نے کشتی بنانے سے فراغت پائی اور تختوں کے جوڑ پر ہر ایک طبقے میں روغن قیر لگایا اور بموجب
فرمان الٰہی کے شمشاد کے تختوں کا تابوت حضرت آدم کے جسم مبارک کے واسطے بنایا اور اس سبب سے حافظ حقیقی نے
انکے جسم کو آفت طوفان سے بچایا پھر حضرت جبرئیل نے ہر جنس کے جانور جوڑے جوڑے زمین میں تھے حضرت نوح

کے پاس جمع کئے اور قسم قسم کے وحوش اور طیور اور چرندے اور پرندے مجتمع کئے حضرت نوح نے ہر ایک جانور کا ایک ایک
جوڑا لیکر کشتی پر چڑھایا۔ اور ہر ایک رفیق حضرت نوح کا کشتی پر چڑھ آیا جب یہ اسّی لوگ کشتی میں داخل ہوئے اور
تمام سامان واسباب انکے واصل ہوئے تب غضب آلہی کا شیوع ہوا اور تنور سے فوارہ پانی کا نکلنا شروع ہوا حضرت
نوح کی منکوحہ اور اُن کا بیٹا کنعان کشتی پر نہ آئے اور اُس جناب کا فرمان نہ بجالائے کنعان بولا کہ میں پناہ لونگا پہاڑ
کی حضرت نوح بولے کہ فائدہ تجھے نہ دیگی پناہ پہاڑ کی نہ جھاڑ کی۔ اسی عرصہ میں ایک موج نے اسکو ڈبایا اور حضرت
نوح کو اسکے غرق ہونے پر رحم آیا عرض کی کہ یہ بیٹا میری اہل سے ہے اور تو اپنے وعدے کو وفا کریگا۔ اہل سے۔
حکم ہوا کہ اہل وہ ہے کہ جس کے نیک اعمال ہوں وہ نااہل ہے جس کے بدافعال ہوں آسلئے تو پیغمبرزادگی بغیر عمل نیک
کے بیکار ہے اور عمل نیک کا بغیر نسب عمدہ کے بھی فائدہ بیشمار ہے پھر تو چالیس دن تک باران طوفان کا آسمان سے گرا۔ اور
پانی چشموں زمین سے نکلا تمام کافر اور انکی عمارت اور سب باغات غرق ہوئے تمام عالم اور روے زمین دریا ہوا
اور پانی سب درختوں اور پہاڑوں سے چالیس گز بالا ہوا اہل کشتی شدت باد اور کثرت امواج سے بدحواس ہوئے
اور خوف غرق اور اندھیری رات کے سبب زندگی سے بے آس ہوئے حکم آلہی ہوا کہ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا
جو کوئی ورد زبان کریگا حقتعالی اسکی سب مشکلات آسان کریگا اللہ تعالی نے اپنے اسم کی برکت سے اُن کو ڈوبنے سے بچایا۔
اور طوفان کے موقوف کرنیکا حکم فرمایا کہ اے زمین تو ابھی پانی کو تھام اور اے آسمان اب نہیں پانی کا کام جب کشتی
سے نکلنے کا وقت نزدیک آیا حضرت نوح نے کوّے کو فرمایا کہ جلد پانی کا احوال معلوم کر کے اعلام کرے ایسا ہوکہ کہ تو
وہاں ہی مقام کرے کوّا جاکر اپنے مُردار کے کھانے میں مشغول ہوا اور حضرت نوح کے فرمانیکو مقبول رہا اسی واسطے
حضرت نوح کی دعاے بد سے ہمیشہ ذلیل اور خوار ہوا اور بیفرمانی کی شامت سے مُردار خوار ہوا بعد اُس کے کبوتر بموجب
حکم اُڑا اور زیتون کے پتّے چونچ میں لیکر پھر آیا تب حضرت نوح نے جانا کہ درختوں کے سر پانی سے ظاہر ہوگئے اور اس
مژدے سے دل کے غم اور درد با ہر ہوئے پھر تو کبوتر مدام بموجب حکم کے جاتا تھا اور پانی کی کمی کی خبر پہنچاتا تھا۔ ایک روز
کبوتر کے پاؤں میں کیچڑ لگی پائی جب تو یقین ہوا کہ خزان غم کی گئی اور بہار خوشی کی آئی کبوتر کے حق میں دعا کی۔ کہ
تجھ کو خدا مخلوق کے دل میں محبوب رکھے اور ہر شخص کے نزدیک مطبوع اور مرغوب مفسروں نے لکھا ہے۔ کہ حق
تعالی نے حکم کیا کہ میں پہاڑوں پر کشتی کو قرار دونگا اور سب اہل کشتی کو پہاڑوں پر اُتاروں گا سب پہاڑوں نے اپنی
بلندی پر نازاں ہو کر سر بلند کیا مگر کوہ جودی نے نہایت شکستگی اور فروتنی سے اپنے تئیں مستمند کیا حقتعالی نے اُسکی شکستگی
اور عاجزی پر اکرام اور کشتی نوح کا اسی کوہ جودی پر مقام کیا اُس پہاڑ کے نیچے ایک گاؤں آباد کیا۔ طوفان کے غم سے چھوٹ کر

بلکوشاد کیا نام اُس گاؤں کا سوق الثمانین کیا اور اُس کے پایہ کو بہت مستحکم اور متین کیا جب اُن اسّی آدمیوں نے اُسکے
نا کو تمام کیا وبلائے عام نے ایکبارگی سب کو تمام کیا سوائے حضرت نوح اور تین فرزند اور اُن کے قبیلوں کے سب
فوت ہوئے حام اور سام اور یافث باقی رہے حقتعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں نے تیری قوم کو بسبب کفر اور عصیان کے ہلاک کیا
بعد اُس کے اُنکو جو باقی ہیں بسبب طوفان کے عذاب کرونگا اور ایسے قہر عام سے انکو عقاب نکرونگا حضرت نوح
کی نسل میں اللہ نے ایسی برکت رکھی کہ چالیس برس کے عرصہ میں ہزاروں شہر بنا ہوئے اور بیحد و نہایت گاؤں برپا ہوئے
حضرت نوح نے ملک شام و جزائر فارس کے اور خراسان اور عراق سام کو عنایت کیا اور ملک مغرب اور حبش اور ہند
اور سندھ حام کو مرحمت کیا اور چین اور ترکستان اور سقلاب یافث کو بخشا ایکدن جبرئیل وعزرائیل نے حضرت نوح سے پوچھا
باوجود اس عمر دراز کے تمنے اس جہان فانی کو کیسا پایا کہا مانند خانہ دو در کے کہ ایک لحظہ توقف کر کے ایک در سے پیٹھا
اور دوسرے در سے نکل آیا جب حضرت نوح سقیم ہوئے اور جاں بحق تسلیم ہوئے فرزندان عالی مقدار نے اُنکے قالب
بزرگوار کو بیت المقدس میں دفن کیا اور درد فراق و جدائی سے اپنے دلوں کو محزون کیا اور لقب حضرت نوحؑ
کا آدم ثانی اور شیخ الانبیا اور نجی اللہ تھا اور وہ پیغمبر برحق سوائے دعوت قوم کے ہمیشہ مصروف عبادت اللہ تھا۔ اور
دن رات میں سو رکعت نماز ادا کرتے تھے اور حضور آلہی میں مدام عجز اور نیاز کرتے تھے **فایدہ** روایت ہے کہ اہل کشتی
بہت بدبو سے اور نجاست سے ایذا اُٹھاتے تھے اور اُس کے دفعیہ کا کوئی علاج نہیں پاتے تھے حضرت نوحؑ نے
جناب الٰہی میں سوال کیا اور اُس مصیبت کی دفع کرنیمیں قیل وقال کیا حکم ہوا کہ تم اپنا دست مبارک ہاتھی کی پیٹھ
پر دھرو اور ہماری قدرت کا تماشا دیکھو حضرت نوح کے ہاتھ پھیرتے ہی ایک خنزیر وجود میں آیا اور جہاز کی سب
نجاست کو اُسنے کھایا لیکن چوہوں کی کثرت سے بہت حیران تھے اور انکی ایذا سے نہایت پریشان جونہی حضرت نوح
نے حکم رب سے شیر کی پیشانی پر ہاتھ ڈالا قدرت کاملہ سے بلی نے نکلکر چوہوں کا کیا نوالا جب نوحؑ نے دنیائے فانی
سے رحلت کی تین سو برس تک نقا رہی اُنکی ملت اور شریعت کے بسبب مدت دراز کے اکثر لوگ گمراہ ہوئے اور
اپنے عقائد جہالت سے تباہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو پیغمبر کیا اور اُس زمانکی خلق کا انکو رہبر کیا

ذکر حضرت ہود علیہ السلام کا۔

حقتعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو قوم عاد پر بھیجا وہ قوم دراز قد اور چوڑے جسم اور قوت ناک تھی سب سے
لنبا انمیں سو گز اور ٹھگنا ساٹھ گز کا بت پرستی اُن سب کا رہتا اور خدا پرستی سے ہر ایک بیزار تھا۔ سنگ تراشی
کر کے پہاڑوں میں مکان بناتے تھے اور اپنی سنگدلی سے بتوں پر ایمان لاتے تھے مگر ایک فرقہ ایمان لایا تھا اور

کافروں کے خوف سے ایمان اپنا چھپایا تھا۔ جب حضرت ہودؑ کے نصائح حد سے زیادہ ہوئے تب سب کفار واسطے
ایذا دینے کے آمادہ ہوئے مسلمانوں نے حضرت ہودؑ سے اس بات کی اطلاع کی حضرت ہودؑ نے جناب آلہی میں
کفاروں کو بددعا کی۔ برسات موقوف ہوئی۔ اور باغ وزراعت سوکھ گئی سات برس تک قحط کی بلا میں گرفتار ہوئے
مارے بھوک پیاس کے اپنی زندگانی سے بیزار ہوئے حضرت ہودؑ نے بہت شفقت سے فرمایا کہ ایمان لاؤ اور اپنے تئیں
دنیا کی آفت اور قیامت کی آتش سے بچاؤ یہ سب آفتیں بسبب کفر کے تم سب پر نازل ہیں اور یہ مصیبتیں بت پرستی سے
واصل ہیں کافر اپنی شامت سے اُن باتوں کو جھوٹ جانکر اپنے کفر پر ثابت رہتے تھے اور بے ادبی سے ہمیشہ یہ بات کہتے
تھے کہ ہم تیرے کہنے سے بتوں کو نہ چھوڑینگے اور اپنے دین باطل سے منہ نہ موڑینگے اُس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جس پر
بڑی مشکل آتی تھی اور مہم سخت منہ دکھلاتی تھی تو حرم میں مکہ کے جاکر التجا کرتے تھے اور جناب آلہی میں عاجزی سے
دعا کرتے تھے اور دعا انکی قبول ہوتی تھی۔ اُن دنوں میں قوم عمالقہ کی مکہ میں رہتی تھی اور اپنے تئیں شریف اور رئیس مکہ
کا کہتی تھی جب قوم عاد اُن بلاؤں میں گرفتار ہوئی تو ستر آدمی رئیسوں میں سے وہاں جانیکو تیار ہوئے سب قوم
نے انکو یہ وصیت کی اور مکہ میں جاکر دعائے استسقا باراں مانگنے کی نصیحت کی جب یہ سب منزلیں قطع کرکے
مکہ میں پہونچے اور معاویہ بن بکر کے گھر میں اُترے وہ اُن سب کے طعام وشراب کی ضیافتیں کرنے اور
مجلس عیش وعشرت میں راگ گانیوں کا سنوانے لگا یہ تو مصیبت بھوک اور پیاس کی بھول گئے انکی دعا اور
کیسی استسقا وہ تو سننے لگے دن رات راگ اور غنا یہ نیت بھوکا ملحد جبکہ دیکھے خوان کو پھر کب وہ لاوے دھیان میں
رمضان کو۔ جب وکیلوں نے قوم عاد کے معاویہ کے گھر میں قرار کیا اور اُس کو رات دن کی ضیافتوں سے بیزار کیا اُسنے
دلمیں کہا کہ لوگ تو شراب وکباب میں مشغول ہوئے اور ہم سب لوگ انکی ضیافتوں سے ملول ہوئے کچھ اشارہ کنایہ
کرتا ہوں تو مجھکو بخیل کہینگے اور اپنی قوم میں جاکر لئیم اور ذلیل آخر اُس نے ایک غزل بنائی اور اُن گانیوں کو
سکھائی مضمون اُسکا یہ تھا کہ تم اپنی قوم کی مصیبت سے غافل ہورہے ہو اور برسات کی دعا مانگنے سے کاہل
ہوئے جب اُن گانیوں نے یہ غزل اُنکو سنائی اُنکو اپنی قوم کی مصیبت یاد آئی پھر تو ایکدوسرے کو ملامت کرنے
لگے اور غفلت پر لعنت کرنے لگے پھر تو رات دن دعا مانگنے کا استعمال کیا اور اپنی قربانیوں کے ذبح کرنیکا اشتغال کیا
مرثد بن سعد انہیں پوشیدہ مسلمان تھا اور حضرت ہودؑ پر اُسکا کامل ایمان تھا اُس قوم سے بولا کہ جب تک حضرت
ہودؑ پر ایمان نہ لاؤ گے تو اپنا مدعا کبھی نہ پاؤ گے اُن لوگوں نے اُسکو مسلمان سمجھ کر اُس سے جدائی کی اور خدا کی درگاہ
میں دہائی کی اس عرصہ میں تین ٹکڑے بادل کے سپید اور سیاہ اور سرخ پیدا ہوئے اور اُن بادلوں سے یہ آواز آئی

کہ انمیں سے ایک ٹکڑا اختیار کرو اور بعد اس کے خدا کے حکم کا انتظار کرو۔ قوم ابر سفید اور سرخ سے روگردان ہوئی اور ابر سیاہ سے امیدوار باراں ہوئی ہاتف نے آواز دی کہ اختیار کی تم نے کالی راکھ باقی نہ چھوڑیگی قوم عاد کی خاک۔ نہ باقی رہے وال نہ ولد ہلاک ہووینگے سب نگاہ اور بلد جناب الٰہی نے اس ابر سیاہ کو ملک عاد پر روانہ کیا۔ اور کافروں کو بلائے آسمانی کا نشانہ جب عادیوں نے دیکھا کہ بدلی سیاہ آئی تو انہوں نے خوش ہوکر دھوم مچائی کہ اس باران سے ہماری امید کا باغ پرآب ہوگا۔ اور درخت تمنا کا شاداب ہوگا لیکن یہ گمان انکا بیجا تھا اس ابر میں عذاب الٰہی برپا تھا۔ یہ کافر حضرت ہود سے تمسخر کیا کرتے تھے کہ اگر تو سچا ہے تو ہمکو عذاب دکھا اسواسطے اللہ تعالیٰ نے عذاب الیم آندھی کا اس ابر سے نمود کیا اور ایک آفت عظیم کو ان کے ملک پر موجود کیا۔ جب حضرت ہودؑ نے دیکھا کہ اس قوم کی خدا نے خرابی کی انکے شامت اعمال سے عذاب کی شتابی کی تو بموجب حکم الٰہی کے چار ہزار اہل ایمان کو اپنے ساتھ لے اور باہر نکلکر مومنوں کو اسطرح ارشاد کیا کہ یہ خط جو مدور ہے میں نے اپنے انگشت سے بنایا ہے اور تمکو بموجب حکم الٰہی کے اسمیں بٹھایا ہے جو کوئی اس خط کے اندر رہیگا تو اس قہر کی پون سے نڈر رہیگا۔ قوم عاد اس بلا کو دیکھکر جمع ہوئی اور اپنے اہل و عیال کو لیکر حلقہ باندھکر مجتمع ہوئی اول تو اس باد صرصر نے انکے لوگوں اور عورتوں اور چارپایوں کو زمین سے اڑا کر آوارہ کیا۔ اور نہایت زور و شور سے زمین پر پٹک پٹک کر پارہ پارہ کیا عادی اس حادثہ عجیب کو دیکھ کر اپنے گھروں میں پوشیدہ ہوئے اور اپنے مال اور اولاد کے مرنے سے آبدیدہ ہوتے بعضے تو حویلیوں کے گرنیسے دیواروں کے تلے دبکر گرفتار ہوئے اور بعضے باہر بھاگ کر زانو تک زمین میں پاؤں گاڑ کر برپا ہوتے سات دن اور رات میں اس غضب کے پون نے سبکو منعدم کیا اور انکے مکانوں کو زمین سے برابر کر کے کالعدم کیا اور حضرت ہودؑ کے ہمراہیوں پر جب پون واصل ہوجاتی تھی تو وہ باد تند دائرہ میں آکر نسیم معتدل ہوتی تھی جب قوم عاد غضب الٰہی میں گرفتار ہوگئی اور مکان اور باغات انکے خراب اور مسمار ہوگئے حضرت ہودؑ اپنے ہمراہیوں کو امانت اور سلامت لیکر باہر آئے اور ایک جانب کو اپنے رہنے کے مکان بنائے جب سن حضرت ہودؑ کا چار سو چونسٹھ سال کا ہوا تب دار الفنا سے دار البقا کی طرف انکا انتقال ہوا۔

احوال شداد کا

اکثر علماے تاریخ نے شداد کا ذکر بعد حضرت ہودؑ کے بیان کیا ہے بسبب اس کے کہ وہ بھی قوم عاد سے تھا اسواسطے میں بموجب پیروی اہل تاریخ کے اس حال عجیب اور قصہ غریب کو لکھتا ہوں کہ اہل ایمان کو اس احوال کے سننے سے حیرت ہو اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھنے کی نصیحت شدید اور شداد دو بھائی قوم عاد میں صاحب جاہ تھے اور ہفت اقلیم کے بادشاہ۔ ملک شام میں انکا مقام تھا۔ شب و روز حکومت رانی سے انکا کام تھا۔ شدید اور اسکے لوگ اگرچہ حالت شرک میں بیتے تھے لیکن اسکے عدل سے شیر اور بکری

ایک جگہ پانی پیتے تھے ایک نقل اُسکے انصاف کی بیان کرتا ہوں اور اُسکے عدل کی تاثیر عیاں کرتا ہوں۔ کہ دو شخص
اُس کے محکمۂ عدالت میں آئے اُن دونو نے احوال عجیب سُنائے ایک شخص بولا کہ میں نے اس سے ایک قطعہ زمین
کا لیا ہے اور قیمت دیکر اپنا قبضہ کیا ہے میں نے اُس زمین میں خزانہ پایا ہے سو اس کو دیتا ہوں یہ کہتا ہے کہ میں نے
زمین کو بیچا ہے اب میں ہرگز نہیں لیتا ہوں دوسرا بولا کہ میں نے تو زمین خریدی ہے نہ خزانہ اب یہ اُسکے لینے میں کرتا ہے حیلہ
اور بہانہ جب حاکم نے پوچھا کہ تمہارے دونو کے کچھ اولاد ہے یا عمر تمہاری لاولدی سے برباد ہے بولے کہ ایک کی بیٹی اور
ایک کا بیٹا ہے حکم کیا کہ اُن دونو کا آپس میں نکاح باندھکر یہ مال اُنکو تسلیم کرو اور بموجب حصہ کے ہر ایک کو تقسیم
کروا ایسے انصاف سے اُنکا قضیہ انجام کیا اور اپنے تئیں دنیا میں نیکنام کیا۔ ہر چند کہ حضرت ہودؑ نے اُس کو دعوت
ایمان کی پر وہ ایمان نہ لایا اور مُشرک مرا بعد اُسکے شداد کو خُدا نے مسند حکومت پر بٹھایا اور حضرت ہودؑ نے واسطے ایمان
لانے کے فرمایا وہ بولا اگر میں تمہارا دین قبول کرونگا۔ تو کیا فائدہ وصول کرونگا حضرت ہودؑ نے فرمایا۔ کہ حق تعالے انعام
تجکو اُسکے عوض میں بہشت جاودانی عنایت کریگا اور ہمیشہ اپنا فضل اور مہربانی مرحمت کریگا شداد بولا کہ میں اس
جہان میں بہشت بناؤنگا اور دن رات وہاں عیش مناؤنگا پھر شداد نے بہشت بنانے کا عزم کیا۔ اور اس کام پر
جزم کیا اور اپنے ملک کے عاملوں کے پاس قاصد بھیجے اُنہوں نے بموجب حکم کے سونا چاندی جواہرات بھیجے
اور حکم کیا کہ جتنے مُشک اور عنبر اور مروارید ہاتھ آویں سو سب بہم پہنچا کر ایکبارگی ساتھ آویں بعد حاصل کرنے
اسباب کے ایک جگہ دلکشا اور ایک منزل جان فزا کی تلاش کی اور ایسے مکان بینونشان کے کھوج میں بہت
جان خراش کی آخر بڑی تلاش اور کوشش سے ایک مکان کہ ہوا اُسکی مثل روضۂ رضوان تھی ٹھیرایا۔ اور تمام
جواہرات اور آلات وہاں جمع کرایا بڑے بڑے اُستاد چابکدست دُور دُور سے بلائے اور اُس عمارت محکم اساس کی
بنا ڈلوائی۔ طول اُسکی دیواروں کا مفلسی کی اُمید سے لمبا اور عرض اُسکا کریموں کی ہمت سے چوڑا بلندی اُس کی
فلک دوار سے واصل اور صفائی اُسکی مہر زر نگار سے مقابل ابتدائے عالم سے ایسا مکان کہیں نہ ہوا بنیاد دلیل
اُسکی صدق کلام اللہ میں ہے لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ دیوار اُسکی سونیکی اور چاندیکی اینٹوں سے بلند کی۔ اور
سقف اُسکی سونے کے پتروں سے مرصع کرکے ارجمند کی ستون اُسکے بلور مرصع سے مضبوط کئے اور ہر ایک جگہ
اپنے اپنے قرینے سے مربوط کئے اُسکی نہروں میں سنگریزوں کی جگہ موتی انمول بچھوائے اور اُسکے درختوں کو طلائے
احمر سے مجوف بنا کر مُشک اور عنبر سے بھروائے جسوقت ہوائے خوش اُن درختوں پر چلتی تھی تو اسطرف کے رہنے
والوں کے دماغ معطر کرتی تھی اُسکی زمین پر بعوض خاک کے مشک اور عنبر بچھوایا اور بارہ ہزار کنگورے اُس کے

محلوں کے گرداگرد بنوائے اُن کنگوروں کو زر سرخ سے ترتیب دیکر مرصع کیا یہانتک کہ صرف واسطے نمود کے
اُسپر ملمع کیا معشوق دلکش اور ماہرو پری وش کو ملک ملک سے تلاش کرکے وہاں مقیم کیا اور اُن غیرت حور اور رشک
پری کو ایک جا بٹھایا پانسو برس کے عرصہ میں وہ کل تمام ہوا اور تمام عالم کا جواہرات صرف کیا۔ جب اُس کا انصرام
ہوا تب اُس کی تیاری کی خبر شداد کو پہونچی۔ کہ وہ قصر رشک بہشت اپنی مراد کو پہنچا پس شداد نامراد نے بہت
فوج لیکر ایک فرسنگ پر آن کر مقام کیا اور اُس کے دیکھنے کیواسطے بہت اہتمام کیا۔ اُس منزل میں ایک ہرن
اُسکی نظر میں آیا کہ پاؤں اُسکے چاندی کے اور سینگ زر کے اور آنکھیں یاقوت کی تھیں شداد اُسکی زیبائی دیکھکر
حیران ہوا اور اکیلا گھوڑا دوڑا کر اُسکے پیچھے روان ہوا جب لشکر سے علیحدہ ہوا ناگاہ ایک سوار مہیب پیدا ہوا
اور شداد سے کہا کہ کیا اس عمارت کے بنانے سے تجھکو امان ہوگی یا اُسکے رہنے سے تجھکو عیش جاودانی ہوگی
شداد کانپ گیا اور پوچھا کہ تو کون ہے بولا کہ میں ملک الموت ہوں شداد نے نہایت زاری اور بیقراری سے کہا
کہ مجھکو ایک نظر دیکھنے کی امان دے بعد اُسکے فی الفور میری جان لے ملک الموت بولا کہ حکم رب الارباب نہیں
اور ایک آن مہلت دینے کی مجھکو تاب نہیں اُسیوقت اُسکی جان ناپاک ملک الموت نے نکال لی اور اُسکے بدن
کا قبلہ روح سے ہوگیا خالی اور بعد موت شداد کے وہ عمارت رفیع اور مکانات بدیع لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ
ہوگئے۔ ایک نقل تواریخ کی کتابوں میں لکھی ہے کہ جناب آلہی نے عزرائیل سے پوچھا کہ تو مدتوں سے قبض ارواح
مشغول ہے اور ابتدائے آفرینش سے تیرا یہی معمول ہے کبھی تو نے کسی پر رحم کیا ہے اور اُنکی جان نکالنے میں
کرم کیا ہے بولا کہ خداوندا میں سبھی پر ترحم کرتا ہوں لیکن ہر وقت تیرا حکم سب پر مقدم کرتا ہوں فرمایا کہ کسپر زیادہ
ترس کھایا تب عزرائیل نے یہ ماجرا حضور میں سُنایا۔ کہ ایک روز ایک کشتی کو بموجب حکم کے میں نے توڑا اور
اُس کے تختوں کو زور سے مروڑا موج ہوا سے وہ کشتی غرق ہوگئی اور روح اہل کشتی کی سرعت سے مثل بستی
ہوگئی مگر ایک عورت حاملہ کو ایک تختے پر بموجب حکم کے بچایا اور اُس تختی کو ملائک نے ایک جزیرے میں پہنچا دیا
جسوقت اُس عورت کے پیٹ سے لڑکا پیدا ہوا اور ماں کا دل اُسکی محبت میں شیدا ہوا حضور سے حکم پہنچا کہ
اُسکی ماں کی جان نکالو اور اُس لڑکے کو تنہا اُسکے پہلو میں ڈالو اُسوقت میں رو دیا کہ اسکا کیا حال ہوگا تڑپ کر
مریگا اور ندوں کے منہ میں اسکا مآل ہوگا۔ خداوندا تو عالم ہے کہ مینے اُس بچے پر بہت رقت کی اور اُسکی تنہائی
پر نہایت شفقت کی دوسرے شداد پر مجکو رحمت آئی کہ اُس نے کئی سو برس میں عمارت بنائی اور ایک نظر دیکھنے
سے اُسکے وہ محروم ہوا اور دل میں حسرت اور افسوس لیکر دنیا سے معدوم ہوا جناب آلہی نے فرمایا کہ یہ شداد

وہی لڑکا ہے کہ جسپر تو نے رحم کھایا تھا اور میں نے اُسکی ماں کے مرنیکے بعد سورج اور پون کو یوں فرمایا تھا کہ تم اپنی گرد
اور سردی سے مت ستاؤ اور پھولوں کے پتے اُڑا کر اُسکے واسطے فرش بناؤ اور اُس کے دونوں انگوٹھوں سے دُودھ
اور شہد کی نہر بنائی اس نوازش سے میں نے اُسکی جان بچائی اور روے زمین کی سلطنت اُسکو دلوائی اور یہ تجمل اور
حشمت اُسکو عنایت کی اور اُسنے اُس نعمت کی شکریہ میں دعوے خدائی کا کیا اور ہمارے قہر میں مبتلا ہوا نعوذ باللہ من غضب اللہ

ذکر حضرت صالح علیہ السلام کا

حقتعالی نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا ہمنے بھیجا طرف قوم ثمود کے اُن کے بھائی صالح
کے تئیں ثمود ایک طایفہ صاحب مال تہا اور بہت بکریوں اور اونٹوں سے آسودہ حال تھا۔ جب قوم عاد کو حقتعالی
نے غارت کیا قوم ثمود نے اُنکے شکستہ مکانوں کو عمارت کیا یہ لوگ مال اور اولاد کی کثرت سے گمراہ ہوئے۔
اور اپنی دولت کے غرور سے بیراہ ہوئے بتوں کی عبادت میں مصروف ہوئے اور ظلم اور فساد کے کاموں
میں معروف۔ حق تعالی نے اُس قوم کی تنبیہ کے واسطے حضرت صالح علیہ السلام کو پیغمبر کیا اور اُنکے دماغ
کو نبوت کی خوشبو سے معنبر کیا ہر چند کہ حضرت صالح اُنکو نصیحت فرماتے تھے وہ اپنی بت پرستی اور بدمستی سے باز نہ آتے
تھے اور حضرت صالح کی نصیحت دائمی سے پیٹھ پیچھے برا برا بکتے تھے لیکن بسبب قومیت اور برادری کے کچھ نہیں
کرسکتے تھے آخر قوم سنگدل نے اس بات پر اتفاق کیا اور اس بات کو تمام قوم میں شہرہ آفاق کیا کہ اگر اس پتھر میں سے
ایک اُونٹنی فوراً اور دس مہینے کی گابھن پیدا ہو۔ اور بعد اُسکے اُسکا بچہ اُسی تن و توش ڈیل ڈول کا پیدا ہو۔ ہم
اس معجزے کو دیکھکر ایمان لاویں اور ہر ایک امر میں آپکی فرمانبرداری اُٹھاویں۔ حضرت صالح نے درگاہ
ذوالجلال میں مناجات کی اور پتھر سے اونٹنی کے نکلنے کی عرض حاجات کی وہیں جبرئیل امین نازل ہوے اور
پیغام الہی لیکر واصل ہوئے کہ میں نے روز ازل سے اسطرح کی اونٹنی اس پتھر میں بنائی ہے اب اسکے پیدا ہونیکی
ساعت آئی ہے تو بیخوف ان کافروں سے ایمان لانیکا عہد و پیمان کرا اور ہماری قدرت کاملہ پر دھیان کر جب قوم نے
عہد و پیمان موافق کیا اور اپنے قول کو قسموں سے محقق کیا ناگاہ اُس پتھر میں سے آواز آئی اور پارہ ہوا اور
جیسے عورت حاملہ وقت وضع کے روتی ہے آواز پتھر میں سے آئی اور دوبارہ ہوا پتھر کے پھٹنے سے اُسیطرح کی
اونٹنی نمود ہوئی اُسکے دیکھتے ہی حیران قوم ثمود ہوئی اور بعد اُسکے ایک بچہ اُسی جسم اور ضخامت کا پیدا ہوا اُسوقت قادر
پرکمال کی قدرت کا تماشا ہویدا ہوا جندع ابن عمرو تو اس معجزیکو دیکھتے ہی مسلمان ہوا۔ اور دوسرے مؤمنوں کا
دل بھی متوجہ بایمان ہوا لیکن شیاطین الجن والانس نے کہ بتخانے کے خادم اور پیر اپنے کفار تھے کہا کہ یہ الخ

تو بڑا جادوگر ہے۔ یہ معجزہ تو نبوت کا نہیں بلکہ جادو کا اثر ہے وہ بدبخت ان شیطانوں کے قول پر گمراہ ہوئے آخر اُسی بے ایمانی سے خراب اور تباہ ہوئے حضرت صالحؑ نے سب قوم کو وصیت کی اور بڑی تاکید سے نصیحت کی کہ اس ناقہ کی زندگانی ہے تمہاری زندگانی ہے اور اُسکی پریشانی سے تمہاری پریشانی پھر تو یہ بات ٹھیری کہ ایک روز کا پانی اونٹنی پیوے اور ایکدن کا سب حیوان اور اسی مضمون کا حکم خدائے تعالیٰ کا صادر ہوا اور فرمان وَلَکُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُومٍ اِس بات پر سب تو خوش ہوئے۔ مگر کئی شخص مغموم ہوئے جب اونٹنی اپنی نوبت میں پانی پینیکو کوئیں پر جاتے تو تمام پانی کنوئیں کا ایک دم میں پی جاتی پر وہ اونٹنی جسقدر پانی نوش جان کرتی تھی تمام قوم کے باسن اپنے دودھ سے بھرتی تھی اور اونٹنی کی شکل مہیب اور قامت طویل تھی صورت شکل اُسکی حضرت صالحؑ کے معجزہ کی دلیل تھی امام کسائی نے لکھا ہو کہ درازی اُسکی جسم کی سو گز تھی اور بلندی اُسکے پاؤں کی ڈیڑھ سو گز کی تھی جب اونٹنی چرنے کو جنگل میں جاتی تو مواشی مارے ڈر کے گاؤں میں بھاگ آتے اور جب وہ گاؤں میں رونق افروز ہوتی تو سب مواشی جنگل میں بھاگ کر غم اندوز ہوتی اسی سبب سے جو لوگ بہت جانوروں کے مالک تھے نہایت تنگ ہوئے اور اونٹنی کے قتل کے ہم آہنگ ہوئے حق تعالیٰ نے حضرت صالحؑ پر وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہو کہ اس اونٹنی کے قتل سے باز آئیں اور خلاف حکم خدا کے اُسکو نہ ستائیں نہیں تو اس کے عدم سے تمہارا بھی عدم ہوگا پھر بعد اس نافرمانی کے تمپر نہ خدا کا فضل ہوگا نہ کرم ہوگا اس قوم میں ایک بڑھیا تھی کہ مال بے نہایت اور بکریاں اور اونٹ بیشمار رکھتی تھی۔ اور سوا اس کے بیٹیاں پریزاد اور گلعذار رکھتی تھی اور ایک عورت کافرہ بھی نہایت مالدار اور خاوند اُس کا مسلمان اور پرہیزگار اُن دونو عورتوں نے باتفاق وہاں کے رئیسوں کے اونٹنی کا مارنا ٹھیرایا اور قیدار بن سالف اور مصدع بن مہرج کو بلایا۔ اس بڑھیا نے اپنی بیٹی کے نکاح کر دینے کا قیدار سے اقرار کیا۔ اور بالفعل کچھ نقد اور جنس دیکر اُس کے دل کو قرار دیا۔ وے دونو ملعون سات آدمی ساتھ لیکر بسر راہ بیٹھے اور اونٹنی کے انتظار میں چشم براہ جسوقت وہ اونٹنی نکلی پہلے مصدع نے اُس کو تیر کے زخم سے مجروح کیا۔ پھر قیدار ملعون نے اُس کے پاؤں کو زخمی کیا اور ساتوں نے اُس مظلومہ کو جان سے مار ڈالا۔ اور اس ظلم صریح سے اپنی بربادی کا رستہ نکالا۔ اور بچہ اُس ناقہ کا پہاڑ پر بھاگا اور مارے خوف کے پہاڑ کی چوٹی سے لگا۔ حضرت صالحؑ جب اس فعل شنیع سے خبردار ہوئے قوم کی اس حرکت سے نہایت بیزار ہوئے فرمایا کہ اگر اس کے بچہ کو کسی طرح پکڑ کر اپنے درمیان لاؤگے تو شاید غضب الٰہی سے اپنے تئیں بچاؤگے ہرچند قوم نے بہت محنت کی پر وہ بچہ غائب ہوا اور ہر ایک صغیر و کبیر عتاب الٰہی سے معاتب ہوا حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ بعد تین روز کے تم سب تمام ہو جاؤگے۔ جیسے حق تعالیٰ نے فرمایا

تمتعوا فی دارکم ثلثۃ ایام اور علامت عذاب کی یہ ہے کہ پہلے دن تمہارے منہ زرد اور دوسرے دن سرخ۔ اور تیسرے دن سیاہ ہونگے اور چوتھے دن عذاب خدا میں گرفتار ہوکر سب تباہ ہونگے کافروں نے یہ بات سنکر حضرت صالح کے مارنیکا ارادہ کیا اور پوشیدہ جگہ میں بیٹھکر اپنے تئیں مستعد اور آمادہ کیا ملائک کی فوج نے اُن کو سنگسار کیا اسطرح کی بے ادبیوں سے خدا نے ایسے عذاب میں گرفتار کیا۔ سب قوم نے حضرت صالحؑ پر اپنے یاروں کی تہمت لگائی سب برادری کے لوگوں نے حضرت کے قتل پر کمر بندی کرائی۔ بھائی بند حضرت صالح ع کے مسلح ہوکر مقابل ہوئے اور اُن کافروں سے اس بات کے سائل ہوئے کہ اگر بموجب وعدے حضرت صالحؑ کے تم تین روز میں فنا ہوجاؤگے۔ تو اُس بے ادبی سے خدا کی حضور میں زیادہ ایذا پاؤگے اور فرمانا حضرت صالح ع کا خلاف ہویگا جب ہمارا تمہارا اس معاملہ میں انصاف ہویگا۔ قوم نے اس بات کو قبول کیا اور اپنے گھر گئے۔ فجر کو تمام قوم کا چہرہ زعفرانی ہوا اس خوف سے اپنی اپنی موت کا ہر ایک گمانی ہوا سب کے سب جمع ہوکر بولے آخر ہم تو مرینگے لیکن حضرت صالح کو بھی مارکر اپنے آگے کرینگے حضرت صالح یہ خبر سنکر عقیل بن نوفل کے گھر پناہ لیگئے وہ زرد رو پشیمان ہوکر اپنا رو سیاہ لیگئے دوسرے دن فجر کو سب کے منہ مانند خون کے لال ہوئے تب نہایت بیقراری اور فریاد وزاری سے بے حال ہوئے اور شنبہ کے دن رخسار اُن کے مانند زنگیوں کے سیاہ ہوئے سب بے دو دن یہ حال دیکھکر مشغول نالہ وآہ ہوئے حضرت صالح اُسی رات مسلمانوں کو ہمراہ لیکر فلسطین میں آئے اور یہ کافر بتقدیر اُس پیغمبر برحق سے جدا رہے یکشنبہ کی صبحکو قوم ثمود نے کفن اور حنوط تیار رکھکر دل زندگانی سے اٹھایا۔ اور پہر دن چڑھے ایک آواز ہیبت ناک عالم بالا سے اُن کے کانوں میں آئی سب کے دل ٹکڑے ٹکڑے اور جگر پارہ پارہ ہوگئے۔ فاخذتھم الصیحۃ فاصبحوا فی دارھم جاثمین غضب الٰہی سے نہ ضعیف باقی رہا نہ متین حضرت صالح بعد استخار بمقتضائے حب الوطن اُس مکان میں پھر آئے بیفرمانی قوم کی اور تخریب ملک کی یاد کرکے بہت آنسو بہائے بعد مدت اُس زمین سے مکہ کیطرف انتقال کیا اور اُسی جگہ دار فانی سے طرف دار جاودانی کے ارتحال کیا۔ خدا ہی کی ذات پاک ہے فنا اور زوال سے اور بے نیاز ہے تغیر اور انتقال سے

ابیات

یہ دنیا ہی تحقیق دار فنا ۔ تو ہرگز کبھی اسمیں دل مت لگا + نہ آیا کوئی جو کہ باقی رہا + نہ ساغر رہا اور نہ ساقی رہا

ذکر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔

اُس جناب کے باپ کا نام آذر تھا اور اس زمانے میں بادشاہ نمرود نام بڑا کافر تھا جب نمرود مسند حکومت پر جائے قرار ہوا اور اُسکے اقبال کا باغ خلل سے بچا رہمیشہ اپنی رعیت پر انصاف اور عدل کرتا تھا۔ رات اور دن سخاوت

سخاوت اور شفقت کا عمل کرتا تھا بعد مدت کے شیطان نے اسکو گمراہ کیا اور خیالات فاسدہ سے اسکے دماغ کو تباہ کیا اور مرتبہ سلطنت سے گذر کر دعوے خدائی کا کیا اور اسپر جازم ہو کر ارادہ خودنمائی کا کیا۔ اپنی صورت کے بت ہر ایک عبادت خانہ مین بھجوائے اور مخلوق کو اسی طرف سجدے کروائے ایک روز نجومیوں نے ستاروں پر نظر کر کے نمرود سے یہ عرض کی امسال اس شہر میں ایک لڑکا موجود ہوگا کہ تیرا ملک اور دین اسکے سبب سے نابود ہوگا نمرود نے بیقرار ہو کر فرمایا کہ جو لڑکا اس سال میں پیدا ہو سو قتل کیا جاوے جب حضرت ابراہیم کی والدہ پر وضع حمل کی نشانیاں ظاہر ہوئیں تو وہ بی بی شہرت کے ڈر سے گھر سے باہر ہوئیں جب جنگل میں ایک سوکھی نہر میں پہنچیں تب وہ قرۃ العین پیدا ہوا تو والدہ کا دل ان کا دیدار پر انوار دیکھکر شیدا ہوا اور شہر کے اطراف میں ایک غار تھا کہ لوگوں کی آمد رفت سے برکنار تھا۔ وہاں اس شاہد بے نظیر کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دھرا۔ وہاں سے باچشم گریان اور دل بریاں پھر کر منہ طرف گھر کے کیا بعد اس کے جب فرزند جگر پیوند کے دیکھنے کو اس غار پر آئیں انکو زندہ دیکھکر کثرت اشتیاق سے اس بی بی کی آنکھیں بھر آئیں دیکھتی کیا ہیں کہ وہ حضرت ایک انگوٹھے سے دودھ اور ایک سے شہد پیتے ہیں اور حافظ حقیقی کی حمایت سے خوش و خرم اکیلے جیتے ہیں۔ ایسی حالت عجیب کو دیکھکر حیرت کی انگلی دانتوں میں دبائی اور دودھ پلا چھاتی سے لگا ناچاری روتی گھر کو چلی آئیں۔ اسی طرح جب فرصت پاتیں تو ان کو دودھ پلا کر چلی آتیں اور جب کبھی ماں کے پہنچنے میں دیر ہو جاتی تھی۔ تو اپنے انگوٹھے کے دودھ اور شہد سے انکی طبیعت سیر ہو جاتی تھی۔ ماں کا دودھ پلانا تو فقط بہانہ رزاق بے منت کی رحمت سے مدام انکا پینا اور کھانا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم ایک دن میں اتنا بڑھتے تھے۔ کہ جیسے اور لڑکے ایک ہفتے میں اور ایک ہفتے میں اتنی نشو ونما پاتے تھے کہ اور بچے ایک مہینے میں اور ایک مہینے میں اتنی ترقی کرتے تھے کہ اور اطفال سال میں جب ایام دودھ پینے کے آخر ہوئے اور حضرت ابراہیم پر نشان رشد اور دانائی کے ظاہر ہوئے ایک روز انکی والدہ نے رات کو آن کر نظارہ جمال کیا تب حضرت ابراہیم نے اپنی ماں سے سوال کیا کہ اس خانہ تاریک کے سوا کوئی جہان دوسرا ہے اور اس جائے وحشت افزا کے بغیر مکان دوسرا ہے بی بی نے فرمایا کہ دشمنوں کے خوف سے تجھکو یہاں چھپایا ہے اور تیری نگہبانی کو اس غار وحشت آثار میں تیرا گھر بنایا ہے ورنہ سوا اس کے زمین بہت وسیع ہے اور آسمان بڑا رفیع ہے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اب تو مجھکو غار میں آرام نہیں آتا اور اپنا دل تو رہنے کے یہ مقام نہیں پاتا حضرت ابراہیم جب غار سے باہر نکلے اور آسمان پر زہرہ ستارہ کو دیکھا تو فرمایا کہ یہی رب میرا ہے جب وہ غروب ہوا تو فرمایا لا احب الآفلین یعنی زائل ہونیوالی رب پر نہ محبت کروں نہ یقین پھر نظر انور سے ماہتاب جہانتاب کو

دیکھا اور اُسکا نہایت نور اور آب و تاب دیکھا تو فرمایا کہ یہ رب ہے میرا اور اسی سے کام اب ہے میرا جب ماہ بھی اپنے مقام
کو مائل ہوا۔ تو اُسکی خدائی سے بھی انکا اعتقاد زائل ہوا جب صبح نے نقاب اپنے چہرے سے اُٹھایا تب آفتاب نے تمام
عالم پر اپنا نور چمکایا تب بولے کہ یہ خدا میرا اکبر ہے اور اُسکی خدائی اُسکے نور سے ظاہر ہے جب آفتاب نے بھی اپنا سر غروب کی نقاب
سے چھپایا اُس سے بھی حضرت نے اپنا مُنہ بحجاب یاس پھرایا۔ اور بولے اِنِّیْ وَجَّہْتُ وَجْہِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ سوا اُس خدا کے جو بیمثال اور بیزوال ہے نہیں کرتا ہیں کسی پر یقین پھر
حضرت ابراہیم کو انکی والدہ گھر میں لائیں اور سب کیفیت اور باتیں غار کی اُن کے باپ کو سنائیں اور آذر انکی جمال مبارکہ
کو دیکھکر بہت شادمانی کرتے تھے اور دشمنوں سے بچا کر مہربانی کرتے تھے جب حضرت ابراہیم نے بتوں کی مذمت شروع کی اور انکے
پوجنے والوں پر لعنت شروع کی نمرود نے یہ احوال مفصل سُنکر حضرت ابراہیم کو بلایا حضرت ابراہیم بیخوف گئے اور اُنکے دلمیں کچھ نمرود
سے خوف نہ آیا اور برخلاف اہل روزگار کے نمرود کو سجدہ نہ کیا نہ سر جھکایا نمرود نے نہایت غصے سے حضرت ابراہیم کو فرمایا
کہ تجھکو سجدہ کس واسطے نہیں کرتا بولے کہ سوا اپنے پروردگار کے دوسرے کو سجدہ نہیں کرتا نمرود نے کہا کہ تیرا پروردگار کیا ہے
اور کیا اُسکا نام ہے بولے کہ سبکا خالق ہے اور مارتا ہے اور جلاتا ہے نمرود بولا کہ میں بھی مارنے اور جلانے کا مختار ہوں اس واسطے
ان سب خلق کا پروردگار ہوں اور دو قیدیوں واجب القتل کو قیدخانے سے بلوایا ایک کو مار ڈالا اور دوسرے کو قید سے
چھڑایا اور بولا کہ ہمنے بھی ایک کو جلایا اور ایک کو مارا ہم ہیں پروردگار اور یہی ہے کام ہمارا حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ میرا
پروردگار آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے اگر تو سچا ہے تو مغرب کی طرف سے نکال جب میں دیکھوں تیری خدائی کا احوال
نمرود اور اُسکے مصاحب جواب سے ساکت اور حیران ہوئے اکثر خلق اس معاملہ کو دیکھکر مسلمان ہوئی۔ ایکروز حضرت
ابراہیم نے آذر سے پوچھا کہ ای باپ یہ کیا صورتیں ہیں کہ جنکی تم بندگی کرتے ہو اور شب و روز انکے آگے سجدے کرتے ہو آذر
نے کہا کہ یہ ہمارے خدا ہیں حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ کیا بندگی کرتے ہو انکی کہ نہ جنکے کان ہیں نہ بصر اور نہ تمکو نفع پہنچا سکیں
نہ ضرر آذر نے لاجواب ہوکر کہا اگر تو ہمارے خداؤں سے بیزار ہوگا تو البتہ سزا پاویگا اور سنگسار ہوگا بعد اُسکے حضرت ابراہیم
نے اپنے دل میں عزم کیا اور بتوں کی عاجزی ظاہر کرنیکا جزم کیا۔ کہ لوگوں پر ظاہر ہو کہ ان بتوں کو نیک اور بد کی کچھ خبر نہیں اور
اُنکے پوجنے میں کسیکو کچھ نفع اور ضرر نہیں قوم نمرود کی عادت تھی کہ جب عید کا دن آتا تھا تو ہر ایک اپنے تئیں لباس
عمدہ پہنکر آراستہ بناتا تھا اور عمدہ عمدہ کھانے پکا کر بتوں کی روبرو رکھکر عید گاہ کو جاتے تھے ۔ اور ادھر سے پھر کر اُس کھانے کو
سال آئندہ تک رزق فراغت کا سبب جانتے تھے جب عید کا دن آیا تب سب نے حضرت ابراہیم کو ساتھ چلنے کا پیغام
سنایا حضرت ابراہیم نے ستاروں کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں بیمار ہوں اسواسطے تمہاری ہمراہی کرنے سے ناچار ہوں ۔

اور باہستگی فرمایا تاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین یعنی واللہ تمہارے بتوں سے فریب کرونگا اور اُن کو ذلت دیکر تمکو تماشا دکھلاؤنگا جب سب لوگ بتخانہ خالی کر کے عیدگاہ پہونچے حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ناگاہ پہونچے اور بتوں سے بطریق خوش طبعی کے فرمایا کہ ایسا عمدہ کھانا تم نے کسواسطے نہ کھایا وہاں تو سراسر عالم تصویر تھا کون بولتا اور کون تقریر کرتا پھر تو خلیل الرحمن نے تبر لیکر سب کے سر کو توڑا کسیکے ہاتھ کاٹے کسیکا کان مروڑا اگر بڑے بتکو بچا کر تبر اُسکے گلے میں ڈالا اور بتخانہ کا دروازہ بند کر کے جلد اپنے تئیں وہاں سے نکالا لوگ جب عیدگاہ سے مراجعت کر کے بتخانہ میں داخل ہوئے اور چھوٹے بڑے اُس مکانمیں بدستور قدیم واصل ہوئے دیکھتے کیا ہیں کہ کسیکا ہاتھ ہے نہ کسیکا کان بڑی ذلت سے اوندھے پڑے مثل مُردہ بیجان اور بولے کہ کس ظالم نے یہ تماشا ہمکو دکھلایا اور ہمارے معبودوں کا سر توڑ کر ہمارے دلوں کو جلایا حضرت تو ہمیشہ بتوں پر اور بت پرستوں پر طعن کیا کرتے تھے اور اُنکے شرک اور بے ایمانی پر لعن کرتے تھے۔ سب کا عزم حضرت ابراہیم پر بالجزم ہوا اور ہر ایک کا دل حرارت خشم سے اُنکے قتل پر گرم ہوا سب قوم نے متفق ہو کر نمرود سے جا کر فریاد کی کہ حرمت بتخانہ کی ابراہیم نے برباد کی نمرود نے حضرت کے بلانیکو محصل بھجوایا اور بڑی طیش اور غصہ سے حضور میں طلب ایا نمرود اور قوم نے کہا کہ یہ فعل ہمارے معبودوں سے کس نے کیا ہے ابراہیم نے فرمایا کہ بڑے بت نے کیا۔ کہ تم اُسکو جانتے تھے واجب التعظیم تم بڑے بت سے پوچھو وہ تم سے نہیں چھپاویگا وہ تمہارا بڑا معبود ہے۔ ابتا بھی بتاویگا۔ القصہ مشرک اسبات کو سنکر لاجواب ہوئے اور سب اس شرمندگی اور خجالت سے بیتاب ہوئے اور ابراہیمؑ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ بت ہرگز نہیں بولتے اور کسی نیک و بد میں مُنہ نہیں کھولتے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا۔ کہ ایسے معبودوں کی عبادت کا کیا حاصل ہے جو ان بے زبانوں کو پوجے بڑا جاہل ہے اس معاملہ کو دیکھ کر بہت لوگ مسلمان ہوئے اور بہت لوگ یہ بات سنکر مستعد بایمان ہوئے نمرود نے اس معاملہ کو دیکھکر حضرت کو قید کا حکم کیا اور اس پیغمبر مظلوم پر اُس کافر نے بڑا ظلم کیا سب کفار نابکار نے کہا کہ ابراہیم کو آگ میں جلاؤ۔ اور غصہ کی آگ کا شعلہ ہمارے دل سے بجھاؤ۔ پھر تو دامن کوہ میں ایک سو ساٹھ گز کا مکان بنایا۔ اور ملک ملک کی لکڑیوں کو جمع کر کے وہاں جلایا۔ آگ کا ایک ایک شعلہ اس درجہ پر بلند ہوا کہ رستہ پرندوں کے اڑنیکا اُس کے سامنے سے بند ہوا۔ کوئی بنی آدم اُسکے نزدیک نہیں جا سکتا تھا اور حضرت ابراہیم کے ڈالنے کی تاب نہیں لا سکتا تھا۔ پھر تو سب کافر حیران ہوئے اور اُن کے آگ میں ڈالنے کی تدبیر میں سرگردان ہوئے شیطان نے تعلیم کیا۔ کہ تم ایک منجنیق بناؤ۔ اور پہاڑ پر۔ دو تین تھام گڑاؤ۔ مانند جھولے کے جھولا کر آگ میں ڈالو اور اپنے دل کی حسرت اس طرح سے نکالو جب حضرت ابراہیم کو طوق و زنجیر کر کے منجنیق پر بٹھایا۔ تو آسمان و زمین کے فرشتوں نے رو رو کر شور مچایا کہ خداوندا

تیرے خلیل سے کافر یہ معاملہ کرتے ہیں ہم تو اس ظلم کے دیکھنے سے مارے رنج کے مرتے ہیں ہمکو حکم ہو تو ابھی اُن کو
چھوڑادیں اور تیرے دوست کو اُن دشمنوں سے بچادیں حکم ہوا کہ اگر تم سے ابراہیم لگے مددگاری بہت بہتر ہے اُسکی
جاکر کر دیاری۔ دو فرشتے جو باد و باراں پر موکل تھے حضرت کے پاس آئے اور بولے کہ اگر حکم ہو۔ تو یہ ہوا۔ اور
بارش ایک پل میں اُسکو بجھائے حضرت نے ہرگز نہ کیا قبول۔ وہ فرشتے اُنکی حالت دیکھکر ہوتے بہت ملول جب
وہ سلطان المتوکلین منجنیق سے باہر ہوئے جبرائیل امین فی الفور ہوا کی فضا میں آحاضر ہوتے۔ اور کہا کہ کچھ
حاجت ہو۔ تو بولو۔ کہ اس آگ سے ان کافروں کو جلاؤں اور تم کو ان شعلوں سے بچاؤں۔ حضرت ابراہیم نے
فرمایا کہ تم سے تو کچھ احتیاج نہیں اور جو خدا اسمیں راضی ہے تو کچھ علاج نہیں جبرائیل نے عرض کی خدا ہی سے سوال
کرو۔ اور اس مصیبت کے واسطے عرض حال کرو حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ کہ وہ تو خوب عالم ہے میرے حال سے پھر کیا
حاصل ہے اسطرح کے سوال و جواب سے جب بے نیاز نے دیکھا کہ یہ تو راہ توکل ہی میں ہے مستقیم تو فرمایا کہ یانار کونی
بردًا وسلامًا علی ابراہیم۔ حضرت ابن عباسؓ سے نقل ہے کہ اگر کلام الٰہی میں لفظ سلام کا نہ ہوتا تو مارے ٹھنڈ کے
حضرت ابراہیم کو آرام نہوتا۔ ملائک نے بازو حضرت کا پکڑ کر نہایت آرام سے زمین پر بٹھایا اُسی وقت رضوان بہشت
نے خلعت فاخرہ لاکر پہنایا۔ اور بیس بیس گز آس پاس اُنکے جمایا گل اور ریحان اور سبزے اور شگوفہ سے بنایا عجب
بوستان اور ایک چشمہ شیریں وہاں جاری ہوا حضرت کے حال پر کمال فضل باری ہوا اور حضرت اسرافیل کو حکم ہوا
کہ صبح اور شام طعام لذیذ پہونچایا کرے جو کمال خوشی اور بیغمی سے میرا عزیز کھایا کرے۔ جب سات روز اس ماجرے پر
گذرے اور نمرود نے جانا۔ کہ آگ بجھی ایک اونچے محل پر نمرود چڑھکر ہمیشہ دیکھا کرتا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے زندہ رہنے کے خوف سے اپنے دل میں ڈرا کرتا تھا۔ کہ اگر وہ اپنے خدا کی مدد سے سلامت آویگا تو مجھپر اور میرے
ملک پر بڑی آفت لاویگا۔ جب کبھی یہ بھید اپنے دل کا مصاحبوں کے روبرو منہ پر لاتا تھا۔ تو ہر ایک اس کی تسلی کے
واسطے یہ بات سُناتا تھا۔ اگر سنگ خارا بھی اس آگ میں ڈالیں تو پگھل جاوے انسان کی تو کیا بنیاد ہے کہ راکھ
ہوکر نہ جل جاوے ایک روز نمرود نے اپنے محل سے خوب غور کر کے دیکھا کہ ابراہیم کے گرداگرد تو سب گل و ریحان
ہے اور بجائے آتش سوزاں کے تمام گلستان ہے اور چشمہ آب شیریں وہاں جاری ہے ہر دم ہر گھڑی وہاں عیش
و عشرت کی طیاری ہے۔ نمرود اس حال بعید از خیال کو دیکھکر نہایت حیران ہوا اور نہایت اضطراب اور بیقراری سے
سرگرداں ہوا اور بولا کہ اے ابراہیم تو نے ایسی آتش جانگداز سے کیونکر مخلصی پائی اور بہشت ناز و نعمت کی کیسے بنائی حضرت
ابراہیم نے فرمایا کہ یہ اُس قادر بیچون کی قدرت کا ادنیٰ ظہور ہے اُس کے فضل و عنایت کے سامنے ایسا کام کیا دور ہے

نمرود بولا کہ جسکی قدرت کا یہ ادنی آثار ہو وہ فی الحقیقت برا پروردگار ہو پھر تو حضرت ابراہیم بموجب طلب نمرود کے ریگ کے پہاڑوں سے نکل کر تشریف لائے اور از سر نو وعظ اور نصائح کے قول نمرود مطرود کو سُنائے نمرود نے چند روز کی مہلت مانگی اور اس معاملے کو سوچنے کو فرصت مانگی ہاروں نام اس کا وزیر تھا اُس سے مشورت کی اور ایمان لانے کے ارادے میں مصلحت کی اس ملعون نے کہا کہ اتنی مدت تک خدائی کی اب بندگی اختیار کرتا ہو اور تمام عالم میں اپنے واسطے تمسخر اختیار کرتا ہے جب ابراہیم نے بعد مہلت کے پھر تقاضا ایمان کیا۔ نمرود بے بود نے نہایت تملق اور تواضع سے بیان کیا کہ قبول کرنا ایمان کا مجھ پر دشوار ہے مگر قربانی عظیم واسطے پروردگار تیرے کے تیار ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ قربانی بغیر ایمان کے مقبول نہیں۔ اور ایسی قبولیت کا خدا کی درگاہ میں معمول نہیں۔ نمرود نے چار ہزار گائے اور بہت بکریاں اور اونٹوں کو ایک میدان وسیع میں قربانی کیا لیکن ہاروں کی شیطنت سے اپنا ٹھکانا دوزخ میں جاودانی کیا۔ **احوال نمرود کے ہلاک ہونے کا** جب ابراہیمؑ نے نمرود کو فرمایا۔ کہ تو برے کاموں سے ہاتھ کوتاہ کر اور پریشان ہو کر خدا کی درگاہ میں نالہ و آہ کر خدائے تعالےٰ نے تیرے تئیں چار سو برس سے بادشاہی دی اور اسطرح کے معجزوں نے دین حق پر گواہی دی ابتک تو اپنے کفر سے باز نہیں آتا ہے اور اپنی نادانی سے دعوے خدائی کا کئے جاتا ہے اور اُس کا لشکر اور سپاہ اندازے سے قیاس کے باہر نہایت ہو اور تیرے غارت کرنے کو ایک ادنی لشکر اُس کا کفایت ہو نمرود نے کہا میں گمان نہیں کرتا کہ روئے زمین پر سوائے میرے دوسرا بادشاہ ہووے اور میری بارگاہ کے سوا دوسری بارگاہ ہووے اگر آسمان کے بادشاہ کے فوج ہے۔ تو کہو کہ مجھ پہ بھیجے اور میری لڑائی اور حشمت کا تماشا دیکھے حضرت جبرائیل نے بعد دعای حضرت ابراہیم کے نازل ہو کر کہ نمرود سے کہو کہ ہماری فوج آتی ہے تو تیار ہو اور اپنی فوج کو جمع کر کے ایک میدان میں مستعد پیکار ہو۔ نمرود نے تین روز کی مہلت میں لاکھوں فوج بلائی۔ اور ایک میدان وسیع میں سبکی سب جمع کروائی۔ چوتھے دن حضرت ابراہیم تن تنہا نمرود کی فوج کے مقابل ہوئے وہ لوگ اُن کو اکیلا دیکھکر اس طرح سائل ہوئے کہ اے ابراہیم کہاں ہے وہ فوج آسمانی فرمایا کہ کوئی دم میں تم پر پہنچتی ہے بلائے ناگہانی۔ اس گفتگو میں تھے کہ ناگاہ پشوں کی فوج نے نمود کی روشنی آفتاب کی چھپ گئی اور عقل جاتی رہی نمرود کی کہ یکایک بادل سیاہ آسمان پر چھا گیا نمرود کے لشکر کی آنکھوں میں مارے ہیبت کے اندھیرا آگیا۔ نمرود نے کہا کہ نقارے بجاویں اور فوج آسمانی کو نقارہ اسپی و شتری سے ڈراویں جب مچھروں کی آواز نمرود کے لشکر کے کان میں آئی ہوش سب جاتے رہے تمام فوج گھبرائی۔ اور اُنکے گونجنے کا شور تمام عالم میں پڑ گیا چھوٹا بڑا ہیبت الٰہی سے ڈر گیا۔ ایک ایک آدمی پر لاکھوں مچھر

مچھر لپٹ گئے سر سے پاؤں تک مانند کالی بلا کے چمٹ گئے گوشت کی بوٹی اور لوہو کی بوند بدن پر نہ چھوڑی ہزاروں آدمی اور حیوان مرے نہ گھوڑا رہا نہ گھوڑی۔ نمرود بھاگ کر اپنے محلوں میں بیٹھا۔ اور عورتوں میں چھپ کر جا بیٹھا۔ اسی عرصہ میں ایک لنگڑا مچھر آیا نمرود نے اپنی عورتوں کو دکھایا فی الفور اُس مچھر نے دوڑ کر ناک کی راہ سے دماغ میں قرار پایا۔ اور اپنی سونڈ کو اُس کے بھیجے میں جاکر وار پار کیا۔ اُسی گھڑی نمرود کا اُڑ گیا سونا۔ اور آرام۔ اور شب و روز سر پیٹنے سے اسکو رہا کام۔ جبتک اُس کے سر کو کوٹتے تھے تو کچھ درد کم ہوتا تھا۔ اور بغیر کوٹنے کے بیقرار دمبدم ہوتا تھا۔ جو کوئی اُسکی مجلس میں آتا تھا تو بعوض زمین بوس کے اُس کے سر بیمغز پر دھول لگاتا تھا اسطرح نمرود غضب الٰہی میں گرفتار ہوا بعد چالیس روز کے اُسی درد سے مُردار ہوا بعد اُس کے حضرت ابراہیم نے بموجب وحی الٰہی کے ملک شام کی طرف ہجرت کی اور اُس ملک کے رہنے سے بسبب اُنکی نافرمانی کے نفرت کی جب مصر میں ساره کو اپنے ہمراه لیا حاکم مصر کو لوگوں نے حضرت ساره کے حسن و جمال سے آگاه کیا۔ کہ عالم خوبی میں مانند اِس کے انسان نہیں اور رُوے زمین سے فلک تک ایسا ماه تابان نہیں بادشاہِ مصر نے حضرت سے پوچھا۔ کہ اِس عورت سے تیرا رشتہ کیا ہے اور مَیں اُسکو لیا چاہتا ہوں اسکا رشتہ کیا ہے حضرت ابراہیم نے جانا کہ اگر کہوں۔ کہ یہ ہے میری قبیلہ تو وہ کافر البتہ میرے مار ڈالنے کا کریگا حیلہ۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے۔ یعنی دین کی۔ اسطرح بچے آفت سے اُس بیدین کی جب اُس مردود نے حضرت ساره کو اپنے سامنے بلایا۔ اُن کا حسن و جمال دیکھتے ہی اپنا ہوش و حواس گنوایا۔ بے اختیار ہوکر اُس بی بی معصومہ پر ہاتھ دراز کیا۔ اور مغلوب العقل ہوکر بے ادبی کا دروازه باز کیا۔ حضرت ساره کی دعا سے اُس کے دونو ہاتھ شل ہوئے اور قوای بدنی اُسکے مارے درد کے بیکل ہوئے۔ بادشاه بولا کہ اَے عورت تُو نے مجھپر کیا جادو کیا۔ بی بی نے فرمایا کہ تیری نیت بد سے خدا نے تجھکو بے قابو کیا۔ وہ ملعون بولا کہ میں تیری دُعا سے تندرست ہو جاؤنگا تو ہرگز تیری طرف نیت بد سے ہاتھ نہ ڈالونگا حضرت ساره نے خدا کی جناب میں منت کی وہیں جناب الٰہی نے اُس مردود کو صحت دی پھر اُنکا حسن و جمال دیکھکر بے اختیار ہوا۔ اور اراده دِل سے نہ پھیرا نہ دست بردار ہوا خدا نے اُس کے ہاتھونکو پھر اپاہج بنایا وه کافر بڑی منت سے گڑگڑایا اسیطرح تین بار اُس کافر کی بدنیتی سے دونو ہاتھونکی کلائی شل ہوئی اور اِس معصومہ کی دُعا سے مشکل حل ہوئی پھر تو دل کے اخلاص سے اُس کام سے دست بردار ہوا اور اُن بی بی کے تئیں ایک کنیزک ہاجره نام نذر کی اور توبہ گار ہوا جب حضرت ساره نے آنکر حضرت ابراہیم سے چاہا کہ عرض حال کروں اور معاملہ کی کیفیت گذشتہ کا قیل و قال کروں حضرت ابراہیم بولے کہ اسوقت قادر پُرکمال نے میری نظروں کے سامنے سے تمام حجاب اُٹھائے اور جو معاملے تجھپر گذرے وه سب مجھکو

دکھلا دے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں پر مہربان ہے اور ہر حال میں ہمارے ناموس کا نگہبان ہو وہانسے حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے ارادہ ملک شام کا کیا۔ اور دمشق کے علاقہ میں دیار فلسطین میں آرام کیا۔

ذکر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیدا ہونے کا۔

جب حضرت وہاب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بخشے دواب اور بکریاں اور انعام اور سامان زراعت اور اسباب
راحت کا کیا انعام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خاطر مبارک میں یہ خیال گذرا کہ خدا نے مہربانی بے نہایت کی اور نعمت
دنیا اور آخرت کی عنایت کی اگر ایک فرزند بھی اُس کے کرم سے عنایت ہو تو وارث منصب نبوت اور رسالت ہو بی بی
سارہؓ نے دیکھا کہ طبیعت حضرت ابراہیم کی اولاد کیطرف مائل ہے اور زبان مبارک اولاد کی طلب میں مدام سائل ہے اسواسطے
حضرت سارہؓ نے حضرت ہاجرہ کی صحبت کی ابراہیم کو اجازت دی اور بامید اولاد کے اس بات کی رخصت دی تب
ہاجرہ نے ابراہیم کی شرافت صحبت پائی اور ہمبستری سے اُس جناب کے عزت پائی صدف وجود اُس معصومہ کا گوہر پاک
سے حامل ہوا اور اس شرافت کے حاصل ہونے سے درجہ اُس بی بی کا کامل ہوا بعد نو مہینے کے لڑکا پیدا ہوا۔ کہ دل
باپ کا اُس پر نہایت شیدا ہوا اور فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ حضرت ابراہیم بجالائے شکر
اور ثنائے رب جلیل۔ بڑھاپے کی اولاد تو بہت ہی پیاری اور محبت اُسکی سب اولاد سے ہوتی ہے نیاری۔ اکثر اوقات
طبیعت حضرت کی اُن کے بوس و کنار میں مشغول ہوتی رشک سے خاطر سارہؓ کی نہایت ملول ہوتی۔ اور بولیں کہ ان
دونو کو ڈال آو ایک بیابان لق و دق میں سوا اس کے دوسری تجویز نہیں اُن کے حق میں حکم الٰہی ہوا کہ سارہؓ کی خاطر
کرے ابراہیم اور بیابان میں چھوڑ اور مت کر کسی کا خوف اور بیم تب دل پر تاب اور چشم پر آب سے اُنکو لے چلے
حضرت خلیل اور مکہ کی طرف راہ بر ہو کر ہمراہ ہوئے جبرئیل بعد طے کرنے منزلوں کے اُترے ایک میدان میں کہ ان
دنوں میں چاہ زمزم ہے اُس مکان میں جبرئیل نے کہا کہ امر یوں ہے کہ ان ماں بیٹوں کو اس مکان میں چھوڑ اور
ان کو تن تنہا چھوڑ کر گھر کی طرف باگیں موڑ بی بی نے نہایت صبر و شکیب سے گود میں لیا اُس بچہ گلعذار کو اور
بے اختیار روتی تھیں دیکھ کر اُس دشت پر خار کو وہ مکان گرم اور خشک تھا حرارت سے اور وہ جنگل تمام خالی
تھا عمارت سے ہوا اُسکی کرہ ناری کی ہوا سے تھی گرم تر اور زمین وہاں کی حرارت میں تھی مانند کبریت احمر
بی بی ہاجرہ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ تم کو ہمارے حال پر کچھ رحم نہ آیا کہ بچہ یہ اور میں ضعف سے زار و نزار اور
یہ دشت پر خار ہم کو اس بیابان میں کس کے سپرد کرتے ہو اور کچھ نہیں کہتے ہو کہ تم جیتے ہو یا مرتے ہو حضرت
ابراہیم نے رو رو کر یہ فرمایا اور اُس بی بی کو یہ کہہ سنایا کہ حافظ عالم تمہاری حفاظت کا متکفل ہے اور اس نگہبان

حقیقی سے تمہاری مراد حاصل ہے بی بی ہاجرہ بولی کہ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَتَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ اور حضرت ابراہیم نے نہایت حسرت سے شام کی راہ لی اور حضرت نے اُنکو کچھ دیا خرما اور ایک مشک دی پانیکی اور اعلاے مکہ تک پہنچکر نظر ان دونو پر ڈالی اور اُنکی تنہائی پر دل جلا کر یہ دعا منہ سے نکالی رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ اپنی عنایت اور حفاظت سے ہمیشہ رکھیو اُنکو معزز و مکرم جب چند روز میں اُنکا پانی اور طعام تمام ہوا اور ہاجرہ کا دل اُس بچے کی تشنگی دیکھ کر بے آرام ہوا بی بی نے جانا کہ بغیر جان دینے کی کوئی تدبیر نہیں اور بندے کو تقدیر الٰہی سے گریز نہیں وہاں سے دوڑ کر کوہ صفا پر آئیں اور پانی کی تلاش میں چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ یک لحظہ وہاں توقف فرمایا اور کوئی فریادرس وہاں نظر نہ آیا اور وہاں سے دوڑ کر وادی سے گذر کر کوہ مروا پر آئیں اور العطش العطش کہکر جناب باری میں چلائیں وہاں بھی ایک لحظہ توقف کیا اور پانی کا نشان نہ پایا۔ اُسی وقت دل میں اُس پیاسے بچے کا دھیان آیا سات بار بدستور سعی اور کوشش میں آتی جاتی تھیں ہر بار اُس شاہزادہ عالم کو دیکھکر چھاتی سے لگاتی تھیں ایسا نہ ہو کہ کوئی درندہ اُس کو کھاوے اور میرے لب تشنہ اور جگر سوختہ کو جلاوے اور اسمٰعیل اکیلے اُس میدان میں گرمی اور پیاس سے جلتے تھے۔ اور لڑکوں کے دستور سے اپنی ایڑیاں زمین سے ملتے تھے۔ ارحم الراحمین نے اُن کے قدموں کے تلے سے ایک چشمہ پانی کا نکالا اور اُس چشمہ آب حیات کو اُس پانی سے پالا جب حضرت بی بی نے آنکر چشمہ پانی کا دیکھا اور لکھا اسیر اب اپنے جانی کا دیکھا اور بولیں کہ شکر تیری نعمتوں پر اے بار الٰہا اور اُسوقت مشک بھرنا اُس پانی سے چاہا ہاتف غیبی پکارا کہ یہ آب رحمت الٰہی ہے کم ہونیسے مت ڈر یہ فیض نامتناہی ہے تجھکو اور تیرے قرۃ العین کو اُس چشمہ سے محفوظ کیا اور اُسکو روز قیامت تک چشم بد سے محفوظ کیا یہ فرزند جلیل اُسکا اور اُسکا باپ ابراہیم خلیل اللہ بیت اللہ کو بناویگا اور تمام عالم حج اور طواف سے فیض پاویگا بی بی ہاجرہ اس مژدے کو سنکر خوش اور خرم ہوئیں اور اپنے قرۃ العین کو لیکر عیش و عشرت سے ہمدم ہوئیں؂

بیان قبیلہ جرہم کے آنیکا اور حضرت اسمٰعیل کی پرورش پانیکا

قبیلہ جرہم ولایت یمن میں رہا کرتے تھے اور مکہ کی راہ سے تجارت شام کو جایا کرتے تھے اتفاقاً جرہم کے قافلہ نے مکہ کے میدان میں مقام کیا اور رات کی رات اُس منزل میں آرام کیا اُس قوم نے دیکھا کہ طیور خلاف معمول گرد پرواز کرتے ہیں گویا پانی کی خوشی سے اُڑتے اور آواز کرتے ہیں ایک اعرابی نے آکر دیکھا کہ ایک چشمہ مثل آبحیات مصفا ہے اور ایک بی بی پاک دامن اور صاحبزادہ گل پیرہن بیٹھا ہے۔ وہ اعرابی اُس صحرا میں اُنکو

انکو دیکھ کر ہوا حیران اور پوچھا کہ تم از قسم جن ہو یا نوع انسان بی بی نے فرمایا کہ فضل الٰہی سے یہ مجکو فرزند عنایت
ہوا اور اُسکی طفیل سے یہ چشمہ خوشگوار مرحمت ہوا اُس اعرابی نے قوم کو جاکر یہ مژدہ سنایا اور رئیس اُس قوم کا بی
بی بی صاحبہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہماری قوم آکر یہاں آباد ہو اور آپکی بھی وحشت تنہائی
کم اور دلشاد ہو بی بی نے فرمایا کہ اگر تولیت میری اس چشمہ پر تم کو قبول ہو تو جاؤ اور اپنے عیال۔ اور
اطفال کو لیکر آؤ وہ قوم چند روز میں مع عیال و اطفال اور مواشی حاضر ہوئی اور حضرت بی بی کی طفیل سے
رہی اور آسودہ خاطر ہوئی۔ اس مقام کریم میں عمارات عالیشان بنائی اور رعایت حضرت اسماعیل کی اپنے
ذمے پر واجب ٹھیرائی پھر تو اُنکے رہنے سے جمعیت تمام حاصل ہوئی اُسی قبیلہ میں حضرت اسماعیل کی نشو و نما
کامل ہوئی جبرئیل نے حضرت خلیل کو یہ مژدہ پہونچایا اور اُن کے انتظام احوال کا قصہ کہ سنایا حضرت ابراہیم
سال میں ایکبار براق پر سوار ہو کر آتے تھے اور اپنے عیال کی خبر لیکر ہمیشہ پھر جاتے تھے حضرت اسمٰعیل کا سن
مبارک جب ہوا پندرہ سال کا بی بی ہاجرہ نے دار فانی سے عالم جاودانی کو کیا انتقال اُن کے جسم مطہر کو
حجر اسود کے پاس مدفون کیا اور درد ہجرت نے حضرت اسماعیل کی خاطر کو محزون کیا جب حضرت اسمعیل وہاں
رہنے سے برخاستہ خاطر ہوے سب رئیس اُس قوم کے حضرت کی خدمت میں آ حاضر ہوئے اور بڑی منت اور
سماجت سے اُن کو ٹھیرایا اور اشراف قوم میں ایک لڑکی سے آپکا نکاح بندھوایا طبیعت اسمعیل کی شکار پر راغب
رہتی تھی اور مدام کوہ و صحرا میں صید طیور اور وحوش کی طالب اتفاقاً ایکروز حضرت ابراہیم مکہ میں تشریف
لائے بی بی ہاجرہ کے وفات کی خبر سنکر آنسو بھر لائے دروازے پر جاکے اُنکی منکوحہ سے بی بی کا استفسار حال کیا۔
اور حضرت اسماعیل کے حاضر ہونیکا سوال وہ بی بی حضرت ابراہیم سے واقف نہ تھی کچھ حضرت ابراہیم کی تعظیم اور
توقیر نہ کی اور ضیافت اور مہمانداری کی تدبیر نکی حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اسمٰعیل شکار سے آوے تو میرا سلام کہیو اور
اُسکو میری طرف سے یہ پیغام کہو کہ تیرے دروازے کی دہلیز خوب نہیں اور ہماری طبیعت کو ایسی دہلیز مرغوب نصیب
نہیں حضرت ابراہیم یہ فرماکر روبسمت شام ہوئے اور حضرت اسماعیل شام کو داخل مقام ہوئے اُس بی بی
نے بیان کیا سب احوال اور ظاہر کیا جو کچھ کہ ہوا تھا قیل و قال حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ گھر کی تو دہلیز ہے
مگر نہایت بے ادب اور بے تمیز ہے اور میرا پدر آشفاق ہے دہلیز سے کنایت یہ ہے۔ کہ تم کو طلاق دیے بعد
اُسکے بموجب ایمائے پدر بزرگوار کے ایک بی بی جمیلہ نکاح کی اور اُس صالحہ کی صحبت سے خاطر مبارک کو فلاح
دی دوسری بار مکے میں تشریف لائے حضرت ابراہیم اُس بی بی عاقلہ نے حضرت کی نہایت تعظیم کی اور

اور بولی کہ یہ لونڈی آپکی خدمت میں حاضر ہو اور خاوند میرا واسطے شکار کے باہر ہے روٹی جو تیار تھی سو حضور میں
حاضر کی اپنے مقدور سے زیادہ اُس جناب کی خاطر کی حضرت نے براق ہی پر سوار ہو کر تناول کیا اور اُس بی بی
کی خدمت دیکھ کر اُسکی خوبی پر تفاول کیا پھر بی بی نے عرض کی کہ اگر مرضی ہو تو سر مبارک کے دھوؤں۔
بال اور اس خدمت سے اپنے دل کو کروں فارغ البال حضرت ابراہیم نے ایک قدم رکاب میں رکھا۔ اور
دوسرا پتھر پر قایم کیا بی بی صاحبہ نے ایک طرف دھو کر بالوں کو ملائم کیا دوسری طرف کا بھی اسی طرح سے
سر دھویا اور میل اور گرد کو سر مبارک سے کھویا اثر قدم شریف کا اُس پتھر پر ممتد ہوا اور یہ معجزہ روز قیامت تک
عالم میں موجود ہوا چلتے وقت فرمایا کہ اسمٰعیل سے کہیو کہ آستانہ تیرے گھر کا بہت مناسب ہے۔ اور ہماری
طبیعت اُسکی خوبی پر راغب ہو۔ جب اسماعیل شکارگاہ سے آنکر گھر میں داخل ہوئے اور حضرت بی بی کے
ساتھ ہم محفل ہوئے انہوں نے حضرت اسماعیل کو اس احوال سے خبردار کیا اور تمام ماجرا اُن کے حضور میں
اظہار کیا۔ حضرت اسمٰعیل نے کہا کہ زہے طالع تیرے اے یار غمگسار وُہ میرا باپ ہو ابراہیم خلیل پروردگار
وہلیز کا قائم رکھنا تیری خاطرداری کی وصیت ہو بسر و چشم مجھکو قبول اُنکی وصیت ہو میں بمقدور تیری خاطرداری
نازبرداری کرونگا اور اُن کے فرمانے سے ہمیشہ تیری غمگساری کرونگا

ذکر حضرت اسحاق کے پیدا ہونے کا

جب خالق ارواح نے بی بی ہاجرہ پر اسماعیل کی عنایت کی حضرت سارہ نے بھی فرزند کی تمنا بے نہایت کی
ایکروز حضرت جبرائیل اور کئی فرشتے حسین جوانوں کی صورت بنا کر حضرت ابراہیم کے گھر آئے حضرت اُنکو آدمی
جانکر واسطے ضیافت کے گوسالہ بھونکر لائے ہر چند حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تاکید سے فرمایا پر انہوں نے اُس
کھانے سے ایک لقمہ بھی نہ کھایا اور اُس زمانے میں دستور تھا جو کوئی کسی کو ایذا پہونچایا چاہتا تھا تو وہ شخص۔
اُسکے گھر کا کھانا نہ کھاتا تھا فرشتوں نے حضرت ابراہیم کا چہرہ اُداس دیکھ کر فرمایا کہ ہم ملائک ہیں۔ اِس واسطے تمہارا
کھانا نہ کھایا اور بولے کہ ہم قوم لوط کے عذاب دینے کو آئے ہیں اور تمہارے واسطے دو فرزند ارجمند کے
پیدا ہونیکی خوشخبری لائے ہیں ایک کا نام اسحاق اور دوسرا یعقوب اور دونو ہونگے تمہارے محبوب۔
بی بی سارہ نے تعجب فرمایا۔ کہ معاملہ عجیب ہے بانجھ عورت اور بوڑھے مرد سے اولاد پیدا ہونا نہایت
غریب ہے ملائک نے فرمایا کہ جو قادر ہر کمال آدم کو بغیر ماں باپ کے پیدا کرے اُس سے کیا عجب ہے کہ بانجھ
عورت اور پیر مرد سے اولاد پیدا کرے بعد سات روز کے حضرت سارہ کو حمل رہا اور ۹ مہینے تک وہ بچہ پیٹ میں نخلل رہا

نو مہینے کے بعد حضرت سارہ کو درد شروع ہوا حضرت اسحاق کا ستارہ عالم میں طلوع ہوا عمر حضرت ابراہیم کی سو برس کی تھی اور حضرت سارہ کی عمر تھی ایک برس نوے سے کم حضرت ابراہیم نے خوش ہو کر فرمایا الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمٰعیل و اسحاق تیری قدرت کامل ہے اور تو ہے قادر علے الاطلاق ۔

ذکر حضرت اسمٰعیل ع کے ذبح کرنے کا

یہ ماجرا حضرت اسمٰعیل کے لڑکپن اور حضرت ہاجرہ کی زندگانی میں واقع ہوا یہ احوال نظم اردو میں لکھا جاتا ہے **نظم**

خواب میں اک شب خلیل اللہ تھا
دوسرے دن پھر ایسے آیا خطاب
پھر وہ بستر پر جا کے سو رہا
کچھ نہیں سمجھے ہو تم کیا قربان کرو
اسکو تجھے لئے قربان کر ۔
اپنے بیٹے کو وہ تب کھینچنے لگا ۔
اسمیں اپنی راہ مجھکو اب بتا
اب چھری کو حلق پر تیرے چلا
دست و پا اس گلبدن کے باندھکر
قدرت تجھ سے ہوا بیکا نہ بال
جیسے آتش تجھ پہ کی گلزار ہے
حکم میرا ہیچ ہے تو لایا بجا
اسکے بدلے میں لے وال رکھدیا

پھر قربانی اسے حق نے کہا
خواب میں حق ہے کہ قربان کر ستا
تو وہیں حکم خدا صادر ہوا
ماکہ میں اس دلبند کا دنباں کرو
ہے اسی میں خیر تیری سر بسر
اے میرے فرزند تمکو خوش لقا
سنتے ہی اسکو جواب ایسا دیا
گر خدا چاہے تو صابر پائے گا
اسگھڑی اسکو گرایا خاک پر
باپ چھری تس ہے سے یہ دیکھ حال
سنتے ہی کی کند میری دھار
آزمائش کیلئے یہ حکم تھا
اور لیا ذبح سے لڑکیکو اٹھا

نیند سے چونکا جو وہ مرد خدا
پھر وہ پیغمبر اٹھا وقت سحر
تب لگا کہنے کہ ای بے شیدروز
یہ جواب آیا کہ اے اہل تمیز
یعنی قربانی کرو فرزند کو ۔
خواب میں حق نے یہ فرمایا مجھے
کیا مبارک ہے تیرا خواب اے پدر
جب ہوا راضی وہ اور اسکا پسر
تیز کی ہاتھ میں اسنے چھری
تب چھری بولی یہ ابراہیم سے
دونہی ابراہیم کو آئی ندا ؟
تب اسیدم جبرئیل ہوشمند
اسلئے ختم الرسل ذبیحوں کہا

صبحکو لا سو شتر قرباں کیا
لا کئے قربان اسنے سو شتر
مجھکو کچھ کھلتا نہیں اسرار غیب
مجھ سوا رکھتا ہے تو کس کو عزیز
نور چشم اپنے کو اور دلبند کو
راہ میں اسکے کروں قرباں تجھے
ذبح کر مجھکو کچھ اندیشہ نہ کر
باپ نے اس کام میں باندھی کمر
اسکے نازک حلق پر دونہی دھرے
عجز سے آداب سے تعظیم سے ۔
ای حبیب میاد قول اس سے باز آ
لایا جنت میں سے اک گوسپند
سنت ابراہیم سے ہے اضحیا

بیان بیت اللہ شریف کے بنانے کا ۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور حکم الٰہی اسطرح لائے کہ تم اور اسمٰعیل خانہ کعبہ کی عمارت کرو اور اہل عالم کے تئیں واسطے طواف بیت اللہ کے دعوت کرو حضرت ابراہیم شام سے مکے کو چلے اور مکہ میں پہونچکر حضرت اسمٰعیل سے جبرئیل امین نے اندازہ مکے کے بنانیکا بتلایا طول و عرض اسکا جبرئیل کی تعلیم سے حضرت کی خاطر میں آیا اسمٰعیل پتھر پہنچاتے تھے اور حضرت ابراہیم دیوار بناتے تھے جب دیواریں بلند ہوئیں تو ایک پتھر بڑا منگوایا اس پر حضرت

ابراہیم نے اپنا قدم جمایا تو آسانی سے کام دیوار کا جاری ہوا اور جلد خانہ کعبہ کی تیاری ہوئی قدم مبارک کا اُس پتھر پر اثر
ہوا اور قیامت تک مبارک وہ پتھر ہوا نام اُسکا مقام ابراہیم وہ بموجب حکم خدا کے واجب التعظیم واتخذوا من مقام ابراہیم
مصلےٰ اُس قدم کی برکت سے اُسکا درجہ ہوا اعلےٰ جب کعبہ کے بنانے سے فراغت پائی تو یہ دعا مانگی ربنا تقبل منا
اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ دعا ہماری قبول کر یا کریم تو دانا بینا ہے اور سمیع علیم بعد اُس کے جبرائیل امین نے
قاعدے حج اور عرفات اور طواف کے سب سکھلائے حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل موافق تعلیم کے عمل میں لائے۔ حضرت
ابراہیم نے اسمٰعیل کو وہاں کا والی کیا اور اُس خانہ خدا کا انکو متوالی کیا اور بوقت رخصت کے حضرت ابراہیم نے دعا کی
نہایت عجز سے جناب الٰہی میں التجا کی کہ خداوندا اپنی اولاد کو چھوڑا میں نے اس بیابان خشک زراعت میں تو
اپنی قدرت کاملہ سے انکو رکھیو فراغت میں حقتعالی نے لوگوں کے دلوں کو ایسا پھیرا کہ روز قیامت تک ہفت
اقلیم کی خلقت ہر سال وہاں کرتی ہے پھر دوسرے سال حضرت ابراہیم بی بی سارہ کو لیکر واسطے طواف کے مکے
آئے اور حضرت اسمٰعیل بھی نہایت جہانداری اور خدمتگذاری بجا لائے بی بی سارہ نہایت راضی اور خوشدل
ہوئیں پھر حضرت ابراہیم کے ساتھ شام کیطرف مائل ہوئیں حضرت اسحاق بھی ہر سال مکہ میں تشریف لاتے
تھے طواف بیت اللہ اور ملاقات ذبیح اللہ سے حظ اٹھاتے تھے جب ابراہیم کی مدت عمر آخر ہوئی اور علامت
ضعف اور نقاہت کی بدن مبارک پر ظاہر ہوئی حضرت عزرائیل واسطے قبض روح مبارک کے آیا تب حضرت ابراہیم
نے ملک الموت سے یوں فرمایا کہ رب الجلیل سے پوچھو کہ کبھی کسی دوست نے دوست کی جان لی ہے جو تو میری جان
لینے کا حکم کیا ہے حکم ہوا کہ میرے خلیل سے کہو کہ تو نے سنا ہے کہ کسی دوست نے دوست کی ملاقات سے انکار کیا ہے حضرت
ابراہیم نے سنتے ہی عزرائیل سے فرمایا کہ حکم الٰہی بجا لاؤ وہیں ملک الموت نے روح مقدس کو جسم مطہر سے نکالا۔

بیان مرغوں کے ذبح کرنیکا اور انکے زندہ ہونیکا۔

قرآن شریف میں مذکور ہے اور مفسروں میں مشہور ہے کہ حضرت ابراہیم نے جناب الٰہی میں مناجات کی اور اس بات
کی درخواست کی کہ الٰہی تو مردوں کو کیسا جلاتا ہے اور بدستور سابق عقل اور ہوش کیونکر دلاتا ہے حق تعالےٰ نے
فرمایا تو کیا اس بات پر نہیں لایا ایمان ابراہیم علیہ السلام بولے کہ ایمان تو لایا ہوں پر چاہتا ہوں دل کی تسلی
اور اطمینان اور شوق رکھتا ہوں تیری قدرت دیکھنے کا اے سبحان تب حکم ہوا قادر ذوالجلال کا۔ اور
جواب آیا اُن کے سوال کا کہ چار مرغ چار قسم کے لا اور انکے اعضا کو کاٹ کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ملا اور اُن کے
چار حصے علیحدہ نکال اور ایک ایک حصے کو ایک ایک پہاڑ پر ڈال جب تو اُن کو پکار کر بلاویگا تو ہر ایک دوڑ کر تیرے

پاس آویگا حضرت ابراہیم نے چار پرندوں کو ذبح کر کے ایک جگہ ہاون دستے میں کوٹا اسکا گوشت اور پوست اور پر اور ہاڑ آپسمیں ٹوٹا اور سر ان چاروں کا لیا ہاتھ میں اور قیمے گوشت و پوست کو چار پہاڑوں پر پھینکا بات کی بات میں اور پکارا اے پرندو آؤ اور قدرت حق سے اپنے اپنے سر و تن سے ملجاؤ دیکھتے ہیں کہ ذرہ ذرہ اُن پرندوں کا ہوا میں اُڑا جاتا ہے اور اپنے اپنے بدن کے اجزا سے ملتا جاتا ہے ساعت کی ساعت میں ہر ایک بدن آنکر اپنے سر و تن سے ملا اور قدرت کاملہ الٰہی کا سب کی نظروں میں گل کھلا اسیطرح وہ قادر برکمال روز قیامت میں سب کو اُٹھا ویگا اور چاروں طرف سے سب کے سب اجزا کو جمع کر کر جلا ویگا عمر مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تھی ایک سو پچپن سال نہ کوئی رہا ہے نہ رہیگا سوا قادر ذو الجلال

ذکر حضرت لوط علیہ السلام کا

اکثر اہل تاریخ نے حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے کے درمیان بیان کیا ہے اور حضرت ابراہیمؑ کے احوال کے بیچ میں یہ حال عیان کیا ہے لیکن ملانا ایک قصہ کا دوسرے میں بے ربط ہوتا ہے اسواسطے بعد اُس کے علیحدہ لکھا جاتا ہے اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ موتفکات پانچ شہر تھے بلاد شام کے اور ہر ایک میں لاکھ لاکھ مرد تھے لڑائی کے کام کے اور ملک اُن کا نہایت آباد تھا اور فراخی معاش سے ہر ایک شاد تھا یہہ قوم بت پرستی کے سوا لڑکوں سے فعل حرام کرتی تھی اور شب و روز اس فعل شنیعہ پر قیام اور اس بیراہ کا بانی شیطان ہے اور اُس کام کے شروع ہونیکا یہ بیان ہے کہ ابلیس ایک حسین لڑکے کی صورت بنکر باغ میں آتا تھا اور ہمیشہ اُسکے جھاڑ اور پھل کا نقصان کر جاتا تھا جب باغ کا مالک اُسکے پکڑنے کو جاتا تو وہ بھاگ کر باغ سے نکل جاتا جب اُسکے باغمیں بہت نقصان ہوا اور وہ مالک اُسکے پکڑنے سے عاجز اور حیران ہوا ایکروز ابلیس نے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ میں اس باغمیں نہ آؤں تو تو مجھکو اپنے تصرف میں لا کر یہ کام کر پھر اپنے باغ کے نقصان سے بیفکر ہو کر آرام کر صاحب باغ نے کہا بہت اچھا مصرع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار میں ممنون احسان ہو کر تجھ سے کرونگا بوس و کنار غرض صاحب باغ تصرف میں لایا اُس مفعول کو اور ابلیس نے ہر ایک باغ پر جاری کیا اس معمول کو جب اُس قوم نے اُس فعل بد میں اپنے تئیں کیا مضبوط جناب الٰہی کیطرف سے واسطے ہدایت کے مقرر ہوئے حضرت لوط وہ جناب جسقدر کہ اُنکے اُس فعل بد سے انکار کرتے وہ کافر زیادہ تر اُس کام میں اصرار کرتے ہر چند کہ اُنکو وعدہ وعید کیا اور حد سے زیادہ تہدید کیا پر وہ زیادہ بجد ہوئے اور اُس کام میں بہت مستعد اور بولے ائتنا بعذاب اللہ ان کنت من الصادقین یعنے اگر تو سچا ہے تو عذاب ہم پر لا ہم کو تیری نبوت

کے صدق پر یقین نہیں حضرت لوطؑ اُنکی دعوت سے باز نہ آتے تھے اور وہ اُنکی عداوت سے ہاتھ نہ اُٹھاتے تھے اور حضرت لوطؑ اپنے چچا ابراہیم کے طریق پر مہمانداری کرتے تھے جب اُن کافروں نے حضرت لوط علیہ السلام کے مہمانونکو ستایا اور اُنکا آنا جانا اُن کے گھر سے منع کروایا تب اُس جناب نے ناچار ہو کر درگاہ میں جبار و قہار کی دُعا کی اور اُن کافروں کے غارت ہونے کی تمنا کی تب حکم الٰہی سے جبرئیل امین فرشتوں کی فوج کے ساتھ مؤتفکات کے شہروں پر آئے اور بصورت حسین لڑکوں کے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس تشریف لائے حضرت لوط قوم کے خوف سے اُنکی مہمانی میں تاخیر کرتے تھے اور نہایت دل تنگی سے اور شرم سے بارہا اُن سے یہ تقریر کرتے تھے کہ میں قوم کے ہاتھوں سے ناچار ہوں اور اُنکے بدفعلوں سے نہایت بیزار ہوں جب دیکھا کہ یہ مہمان میرے گھر رہا چاہتے ہیں اور ایما اور اشاروں سے نہیں جاتے تو شام کی وقت لا کر اُنکو اپنے گھر چھپایا اور اپنی بی بی سے ضیافت کی تیاری کو فرمایا اور کہا کہ کسی سے مت کہیو ان مہمانوں کا حال اور اس مقدمہ میں نہ تجسس کسی سے قیل وقال بی بی کافرہ نے بہانے سے نکلکر قوم کو خبردار کیا اور حضرت لوط کے دل کو اس فکر سے افگار کیا اور بولی کہ ان لڑکوں کے حسن کی کیا کروں تمسے تعریف اُن کے قد و قامت کی نہیں ہو سکتی ہے توصیف کافر اس خبر کے سُنتے ہی حضرت لوط کے گھر آئے اور اس جناب عالی کی خاطر ملول پر آفت لائے حضرت لوط نے نہایت عجز سے فرمایا کہ سنو میری نصیحت اور اُن مہمانوں کے حق میں مت کرو۔ مجھ کو فضیحت اگر چاہو تو میری ان بیٹیوں کو اپنے نکاح میں لاؤ اور اُن مہمانوں کو میری خاطر سے مت ستاؤ۔ اُن کافروں نے کہا کہ تیری بیٹیاں ہمکو درکار نہیں اور سوا ان لڑکوں کے دوسرے سے سروکار نہیں جب جبرئیل نے حضرت لوط علیہ السلام کو نہایت بیقرار پایا۔ تو آہستہ سے اُنکے کان میں یہ مژدہ سُنایا۔ لَا تَخَفْ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ یعنی ڈرمت اور بیخوف رہو ہم ہیں خدا کے بھیجے حضرت لوط اس مژدہ کو سُنکر بہت محظوظ ہوئے اور اُن کافروں کی آفات سے محفوظ حضرت جبرئیل نے دروازے سے نکلکر اپنے پر و نکی ہوا اُنکی آنکھوں میں لگائی خدا کی قدرت کہ سب کی آنکھوں سے جاتی رہی بینائی وہ کافر اندھے ہو کر اپنے گھروں کو بھاگے اور گرتے پڑتے گھر کو پہنچے کوئی پیچھے کوئی آگے حضرت لوط نے اپنے چلنے کی تیاری کی اور سب مسلمانوں نے تیار ہو کر فرمانبرداری کی جبرئیل نے کہا کہ کوئی تم میں سے پیچھے نکرے نگاہ اور بہت جلد کاٹے اُس ملک کی راہ حضرت لوط نے اور مسلمانوں نے قبول کیا بے تکرار مگر قبیلہ اُنکا پیچھے دیکھتا تھا بار بار ناگاہ آسمان سے ایک پتھر اُس کے سر پر پڑا اور اُس نافرمان کو فی الفور عدم کا رستہ دکھایا۔ جبرئیل نے اُس زمین کے ساتوں

طبق تک اپنا پر پہونچایا اور اُن چاروں شہروں کو اُکھاڑ کر اپنے پروں پر اُٹھایا اور آسمان کے قریب تک لیجا کر اوندھا گرا دیا اور ملائک نے پتھروں کا باران اُنپر برسایا آن کی آن میں سب ہوگئے ہلاک اور زمین اُن کے وجود کی آلائش سے ہوگئی پاک سب کافروں پر نازل ہوا غضب الہٰی نے پایاں دنیا میں اُنکا باقی نہ رہا نشان حضرت لوط علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاکر مقام کیا اور بعد سات برس کے قیامت کا اہتمام کیا دسویں تاریخ ربیع الاول کی دنیائے فانی کو چھوڑا اور اس عالم ناپائدار سے رشتہ تعلق کا توڑا۔

حضرت اسماعیل کے ملک شام میں پیدا ہونیکا بیان

اگرچہ احوال اُس جناب کا حضرت ابراہیم کے احوال میں مذکور ہوا۔ اسی واسطے مکرر ذکر اُس کا کرنا منظور ہوا اور وہ جناب ملک شام میں پیدا ہوئے اور لڑکپن سے باپ کے ہجر میں مبتلا ہوئے اور مکہ کی زمین میں نشو نما پائی اور اُس ملک میں عزت اور آبرو بڑہائی جب قبیلہ جرہم نے حضرت ہاجرہ سے چشمہ زمزم کے پاس رہنے کی اجازت لی سات بکریاں اُس بی بی کو دیکر سعادت لی حضرت اسماعیل کی برکت سے اُن بکریوں میں ایسی برکت ہوئی کہ چند مدت میں اندازہ سے زیادہ اُنکی نسل میں کثرت ہوئی! اور بعد تمام ہونے عمارت بیت اللہ اور تشریف لیجانے ابراہیم خلیل اللہ کے حضرت اسماعیل کو نہایت فراغت حاصل ہوئی اور نعمت دنیا کی ساتھ نعمت نبوت کے واصل ہوئی قال اللہ تعالیٰ اِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا اور بعد وفات حضرت ابراہیم کے تشریف لیگئے ملک شام میں اور چند روز اقامت کی بزرگوار مقام میں پھر بموجب حکم الٰہی کے قوم کفار کو دعوت کرتے تھے اور ہمیشہ گمراہوں کو راہ راست کی دلالت۔ جب آخر عمر میں نشان ضعیفی کا بدن مبارک میں پایا تب بڑے بیٹے کو عہدہ ولیعہدی کا عنایت فرمایا بعد چند روز کے دنیا کے رنج سے راحت پاکر بہشت میں مقیم ہوئے اور اُس مقام دل افزا میں جلیس ابراہیم بعد فوت حضرت اسمٰعیل کے اُنکی اولاد بیشمار ہوئی اس واسطے مکہ میں اُنکی سکونت دشوار ہوئی اکثر لوگ مکے سے نکلکر دیار عرب میں آئے اور اطراف میں مکہ کے اپنے وطن بنائے جو شخص مکہ سے نکلکر سفر کی راہ لیتا تھا ایک پتھر حرم کا اُٹھا کر ہمراہ لیتا تھا۔ اور اُس کو مکان پاک میں رکھکر طواف کیا کرتا اور گناہوں کی آلائش سے دل کو صاف کیا کرتا رفتہ رفتہ بسبب غلبہ جہالت کی یہ نوبت پہونچی کہ جو پتھر سفید اور پاکیزہ ملتا اُس کو مکان صاف میں رکھکر عبادت کرتے۔ اور اُس کا طواف کرتے شب و روز ریاضت کرتے شیطان کے اغوا سے دل کو عبادت اوثان پر رکھا۔ اور کیش بت پرستی کا اختیار کیا اور ان حرکتوں سے جناب الٰہی کو بیزار کیا۔ بعضے بعضے معاملوں میں حضرت

حضرت ابراہیم کے طریق پر عمل کرتے بت پرستی کو بہتر جان کر دین میں خلل کرتے اسواسطے تعظیم حرم کی ہمیشہ
بجا لاتے تھے اور ہر سال واسطے حج بیت اللہ کے آتے تھے۔ اور یہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
زمانے تک دستور رہا۔ اور شامت بت پرستی سے ملک عرب بے نور رہا بعد ظہور نور محمدی کے نہ بت رہا۔ نہ
بت پرست جو کافر اصلی تھے وہ بھی ہو گئے خدا پرست۔

ذکر حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کا۔

جاننا چاہیئے کہ قصہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ عجیب ہے اور حکایت غریب ہے کہ جسکے سننے سے محبت نیک
کاموں کی اور عصمت گناہوں سے اور فرحت طبیعت کی حاصل ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو کہ جسکو خدا تعالے
نے احسن القصص فرمایا ہے اور علمائے متقدمین اور فضلائے متاخرین کی کتابوں میں بخوبی یہ ذکر آیا ہے
یوسف صدیق کہ جنکا باپ یعقوب اور دادا اسحاق اور پردادا ابراہیم جنکی شان میں رسول خدا نے فرمایا ہے
کریم ابن الکریم ابن الکریم ایسا صاحبزادہ عالیمقدار اس حسن معنوی کے ساتھ حسن ظاہری ایسا رکھتا
تھا کہ چشم تماشا اس دیدار پُر انوار کے دیکھنے سے تاب نہ لا سکتی تھی۔ روایت معتبر میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالی
نے حسن کے دس حصے کئے نو حصے یوسف کو اور ایک حصہ تمام عالم کو عنایت کیا اور شہرہ جمال اُس
زبدہ اقران و امثال کا یہ ہے کہ یوسف ایک شب اپنے باپ کی گود میں سوتے تھے جب خواب سے بیدار ہوئے تو چہرہ
مانند آفتاب کے چمکتا تھا اور دل مانند سیماب کے تڑپتا تھا حضرت یعقوب نے پوچھا بیٹا تیرا کیا حال ہے فرمایا کہ میں نے
ایک عجیب خواب دیکھا کہ میں ایک پہاڑ پر ہوں اور گرد اسکے آب رواں ہے اور بہت سبزی اور میووں کے سبب سے
گویا بوستان ہے ناگہاں گیارہ ستارے اور چاند اور سورج آسمان سے اُترے اور مجھکو سجدہ کیا اسواسطے میں گھبرا کر جاگ
گیا حضرت یعقوب نے جانا کہ پہاڑ تو بچا اُنکا بخت بلند ہے اور چشمہ آب شیریں اُنکا بخت ارجمند اور سبزہ اور باغ تو
نشانہ سعادت ہے اور آفتاب اور ماہتاب اور گیارہ ستارے باپ اور ماں اور گیارہ بھائی ہیں کہ اُس سلطان دنیا و دین
کے فرمانبردار ہونگے اور پیشانی عاجزی کی اُسکے سامنے جھکاوینگے حضرت یعقوب نے بھائیوں کے حسد سے اندیشہ کر کے
حضرت یوسف سے فرمایا کہ اگر اس خواب کا احوال تیرے بھائیوں پر روشن ہوگا تو ہر ایک بھائی اُسکو جھوٹھ سمجھ کر
تیرا دشمن ہوگا۔ بھائی کتنوں سے دنوں میں حضرت یوسف کے احوال سے خبردار ہوئے اور حسد کے واسطے ایذا دینے کے
تیار ہوئے اور روبیل کہ اُن سب میں دانا تھا حاضر ہو کر کہا کہ یعقوب کا بیٹا جھوٹھی خوابیں بنا کر باپ کو سناتا ہے اور ایسے
فریبوں سے باپ کا دل اپنی طرف لبھاتا ہے روبیل نے کہا کہ ایسی صورت جھوٹھ بولنے کے لائق نہیں کیا عجیب ہے

کہ اُس کے اقبال کا ستارہ ہویدا ہوا اور پردۂ غیب سے علامت سعادت پیدا ہو سب بھائی رویل کی بات سے اور یوسف کے خواب سے بخوف ہے اور آتش حسد سے دل اُن کے جلتے جب زیادہ مہربانی حضرت کی حال پر دیکھی تو بیقرار ہوکر کمر واسطے قتل کے باندھی اور بعد مصلحت کے سب نے پدر بزرگوار کی خدمتمیں آکر عرض کی کہ کیا ہوگا اگر یوسف کو سیر کے واسطے ہمارے ہمراہ دو گے جا ایکروز لہو و لعب میں مصروف رہیں اور دل سے غم دور کریں حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ دل بستگی میری اس فرزند سے ایسی ہے کہ اگر میرے پاس سے جدا ہو تو اسکی جُدائی سے دل مغموم ہو جائیگا اور اگر تم اُس سے غافل رہو تو بھیڑیا اُسکو کھا جائیگا بیٹوں نے کہا۔ بھیڑیے کی کیا مجال ہے۔ جو یوسف کے پاس آوے اگر شیر بھی ہو تو گیارہ بھائیونکے سامنے سے بھاگ جاوے حضرت یعقوب کا دل اُس جگر گوشہ کی جدائی کا نام سُنکر بیتاب ہوتا تھا اسواسطے انکار کیا اور بھائی نا اُمید ہوکر اُٹھ گئے۔ اور آپس میں مصلحت کرنے لگے کہ ایسی تدبیر ہو کہ باپ کے دل میں ہمارے کہنے کی تاثیر ہو ناگاہ ابلیس پر تلبیس بصورت پیر مرد حاضر ہوا اور ناصحوں کی صورت بنا کر مستفسر ہوا کہ کیا فکر کرتے ہو اور کس مقدمہ میں غور کرتے ہو۔ جب بھائیوں نے اُس خائن کو امین سمجھ کر اپنا حال بیان کیا تب ابلیس لعین نے اسطرح انکی خاطر نشان کیا کہ جب ایام بہار ہو اور جنگل ہرا اور سرسبز گلزار ہو تو اول یوسف کو راضی کر کے باپ پاس جاؤ تب اُسکو ساتھ لیجا کر اپنی خواہش
مناد بھائیوں نے اس بات کو پسند کیا اور بامید آنے موسم بہار کے اپنے دل کو خورسند کیا بعد موسم بہار کے یوسف کو ساتھ لیکر باپ سے رخصت چاہی اور یوسف نے رو رو اجازت چاہی حضرت یعقوب طبیعت یوسف کی ہی خواہش دیکھکر بیقرار ہوئے اور تقدیر الٰہی سے واسطے رخصت کے لاچار ہوئے آبدیدہ اور بیقرار ہوکر اُس کو رخصت کیا ہمراہ اس کے فرمایا کہ یوسف کو تجھے سونپتا ہوں خوب نگہبانی کیجیو اور کسیطرح کی تکلیف نہ دیجیو نقل ہے کہ حقتعالی نے حضرت یعقوب پر ایکبار وحی بھیجی کہ آیا تو جانتا ہے کہ کسواسطے تجھسے یوسف کو میں نے جدا کیا کہا کہ نہیں فرمایا کہ تو نے بھیڑیے سے خوف کیا اور یہودا کی حفاظت پر اعتبار کیا اور میری حفاظت پر نہ چھوڑا القصہ جاتے وقت جب حضرت یعقوب نے یوسف کو چھاتی سے لگایا اور وصیت میں اسطرح فرمایا کہ اے فرزند دلبند! اگر زمانہ جدائی کا دراز ہو جاوے تو اپنے باپ کو مت بھولیو کہ وہ جب تک تیرا مُنہ نہ دیکھیگا۔ تو ہرگز کسی سے نہ ہنسے گا۔ نوادر الاقصص میں لایا ہے کہ حضرت یعقوب جب حضرت یوسف سے چند قدم جدا ہوئے تو بیہوش ہو کر گر پڑے سب بیٹے دوڑ کر جمع ہوئے جب ہوش میں آئے تو یوسف کو سینے سے لگا کر آہ بھر کر فرمایا کہ بو فراق کی مجکو آتی ہے اور اتنا روئے کہ پیراہن یوسف کا تر ہو گیا جب تک حضرت یعقوب کی نظر یوسف پر پڑتی تھی۔ تب تک

بھائی نہایت عزت اور حرمت سے لئے جاتے تھے جب باپ کی نظر سے غائب ہوئے شفقت کا بچھونا لپیٹا اور ظلم کی
چادر بچھائی کبھی طمانچوں سے یوسف کو آزار دیتے تھے اور کبھی نہایت ذلت سے اپنے آگے دوڑاتے تھے۔ جب
نہایت گرمی سے گلاب سا چہرہ یوسف کا پسینے پسینے ہوا اور پیاس مزاج پر غالب ہوئی بڑی عاجزی اور منت کر کر
بھائیوں سے پانی مانگا انہوں نے بے مروتی سے پانی نہ دیا اور نہایت بھوک سے بھائیوں سے کھانا مانگا تو جواب
بھی نہ دیا اور ایک بھائی بولا کہ اے جھوٹی خواب والے وہ ستارے جو خواب میں تیری خدمت میں حاضر تھے۔ اُنکو
مدد مانگ کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب نے تھوڑا سا پانی آفتابے میں شمعون کو دیا تھا کہ جب یوسف پیاسا ہو تو
اُس کو پلائیو شمعون نے وہ پانی زمین پر بہا کر کہا پیاس سے کیا ڈرتا ہے ابھی تیری زندگی کا ڈورا انتقام کی مقراض
سے کاٹا جائیگا اور تو ایک قطرہ پانی کا نہ پائیگا جب یوسف نے مارنے کی بات سنی تو کانپ گئے اور خدا سے مناجات
کی کہ اے فریاد پہونچنے والے میری عاجزی اور ناچاری پر رحم کر اور مجھکو ہلاکت سے خلاصی بخش پھر
روبیل سے کہا کہ اے بھائی تو اور بھائیوں سے میرے حال پر زیادہ مہربانی کرتا تھا ایک چلو پانی سے میری پیاس
کی آگ بجھا دے اُسنے پانی کے عوض کڑوا جواب دیا پھر فریاد کا ہاتھ یہودا کے دامن میں مار کر کہا۔ کہ باپ نے
مجھکو تیری شفقت کے بھروسے پر سونپا تھا بھلا تو ہی کہہ میری کیا تقصیر ہے یہودا کو یوسف کی دردمندی دیکھ
کر رحم آیا اور غصے سے بھائیوں کو منع کیا اور یوسف سے کہا جبتک میں جیتا ہوں کوئی تیری جان کا قصد نہ
کر سکیگا جب بھائیوں نے یہودا کا غصہ دیکھا تو بولے کہ تم یوسف کے مقدمہ میں کیا صلاح دیتے ہو یہودا نے
کہا کہ میں یوسف کے قتل سے راضی نہیں ہوں اسواسطے کہ بیگناہ کا قتل کرنا گناہ عظیم ہے بہتر تو یہ ہے کہ پھر
چلو اور باپ کی امانت باپکو سونپ دو بھائیوں نے کہا کہ اگر باپ پاس لیجاوینگے تو بیشک ہمارے ظلم باپ سے
بیان ہونگے پھر یہودا نے بعد فکر کے کہا کہ مصلحت یہ ہے کہ اسکو کنوئیں میں ڈالدیں یا تو مرجائیگا یا کوئی نکال کر
دوسرے ملک میں لیجائیگا لیکن مار ڈالنا اسکا صلاح نہیں ہے بھائیوں نے یہ بات پسند کی اور کنعان سے تین
فرسنگ ایک کنواں تلاش کیا وہ کنواں سام بن نوح کے وقت کا تھا چار سو گز گہرا اور پانی اسکا نہایت کھارا کہ جسکے
دیکھنے سے روح تحلیل ہوتی تھی جب یوسف کو کنوئیں پر لیگئے اور ارادہ کنوئیں میں ڈالنے کا کیا تو یوسف کبھی تو بھائیوں
کی بزرگی کو شفیع لاتے تھے اور کبھی اپنی خردسالی اُنکے روبرو بیان کرتے تھے اُنہوں نے مطلق یوسف کی عاجزی
پر رحم نہ کھایا اور پیراہن اُس تن نازنین سے کھینچا اور ہاتھ پاؤں بالوں کی رسی سے باندھے اور اُس ماہرو کو اُس
اندھیرے کنوئیں میں لٹکایا اور آدھی راہ سے رسی کاٹی خدا کی قدرت دیکھو کہ ابھی یوسف کنوئیں کی تہ کو نہیں

پہونچے تھے کہ جبرئیل امین بحکم رب العالمین سدرۃ المنتہیٰ سے پہونچے اور اُن کو معلق اُٹھا کر ایک سفید پتھر پر جو پانی کے
اوپر نمود تھا رکھدیا کنوئیں کے حشرات نے ایکدوسرے کو پکارا کہ ہرگز اپنے مکانوں سے باہر مت نکلیو۔ کہ ایک
معصوم بیگناہ ہمارے یہاں آیا ہے جب تک یوسف کنوئیں میں ہے تب تک کوئی پرندہ اپنے مکان سے نہ نکلے
کہتے ہیں کہ جب بھائی کنوئیں پر ایک پتھر رکھ کے گئے یوسف اس حال کو دیکھکر زندگی سے مایوس ہوئے اور
ایک آہ کا نعرہ مارا جبرئیل امین ایک آن میں فلک سے کنوئیں کی تہ میں پہونچے اور وہ کرتہ جو حضرت ابراہیم نے نمرود
کی آگ میں خدا کے حکم سے پہنا تھا اور حضرت یعقوب نے اسکو تعویذ بنا کر یوسف کے بازو میں باندھا تھا نکالکر بدن
مبارک میں پہنایا اور مژدہ خوشی کا اُن کو پہونچایا کہ جلد تیرے غم کی رات خوشی کے نور سے بدلیگی اور تو مسند
سلطنت پر بیٹھے گا اور یہ بھائی ظالم تیرے سامنے کھڑے ہونگے اور تو انکے ظلم انکے روبرو بیان کریگا اور یہ اپنی خطاؤ
پر اقرار کرینگے نقل ہے کہ جب بھائیوں نے یوسف کو کوئیں میں ڈالا تو ایک بکری کے بچے کو ذبح کر کے اُس کے
کرتے کو خون سے آلودہ کیا اور شام کیوقت گھر کو روانہ ہوئے جب آفتاب غروب ہوا تو حضرت یعقوب کی
خاطر نہایت بیقرار ہوئی تو صفرا نام لونڈی کو ہمراہ لیکر بیٹوں کے استقبال کو گئے کہ شاید میری آنکھوں کی پتلیاں
یوسف کا جمال دیکھکر روشن ہوں جب انتظار حد سے گذرا اور اندھیرا ہوگیا تو حضرت نے صفرا سے کہا۔ کہ
میرے فرزندوں کو پکار کہ تمہارا باپ رنج انتظار کھینچتا ہے جلد آؤ صفرا نے بموجب حکم کے پکارا سب بھائی دوڑ کر
اور فجر کے مرغوں کی طرح شور کیا اور مانند صبح کاذب کے اپنے گریبان کو چیرا اور فریاد وا یوسفا اور وا مصیبتا کی
نکالی یعقوب یہ نالہ جانکاہ سنکر بیہوش گر پڑے بیٹوں نے باپ کو خاک پر پڑا دیکھا تو یہودا نے سر مبارک
حضرت کا اپنے زانو پر رکھا اور بھائیوں سے کہا کہ یہ کیا کام تمنے کیا اور پھر کوئی خاک اپنے سر پر چھانی اور باپکو یہ خبر
ناخوش سنائی کون ایسا کام دنیا میں کریگا جو تمنے کیا وہانسے باپکو اُٹھا کر گھر میں لائے صبح تک حضرت یعقوب
بیہوش رہے جب باد صبا چلی اور حضرت یعقوب کو ہوش ہوا تو فرمایا کہ اے عزیزو میرا نور چشم کہاں ہے
سبھوں نے کہا کہ ہم تو یوسف کو اسباب پر چھوڑ کر آگے گئے تھے اسکو بھیڑیا کھا گیا حضرت یعقوب پھر بیہوش
ہوگئے پھر جب ہوش میں آئے تو روئیل نے آگے آکر کہا اے پدر عزیز خدا تجکو یوسف کیطرف سے صبر جمیل دیوے جب
پیرہن خون آلودہ یوسف کا طلب کیا اسکو دیکھکر فرمایا کہ عجب بھیڑیا تھا یوسف کو کھایا اور پیراہن کو نہ چیرا اور فرمایا کہ
جاؤ اور اُس بھیڑیے کو تلاش کر کے لاؤ بھائی جنگل کو گئے اور ایک بھیڑیا پکڑ کر اُسکا منہ خون سے آلودہ کر کے حضرت
یعقوب کے سامنے لائے حضرت یعقوب نے بھیڑیے کو مخاطب کر کے کہا کہ تو نے ہی میرے دلبند کو کھایا ہے بھیڑیے نے کہا

یا نبی اللہ پناہ خدا کی ہے کہ مجھسے یہ فعل صادر ہوا ہو ہماری مجال نہیں کہ تمہاری بکریوں میں تصرف کریں آپکے فرزند عزیز کا کیونکر قصد کرینگے ہمپر تو گوشت پیغمبروں کا حرام ہے جب حضرت یعقوب نے بیٹوں سے کہا کہ تمہاری نفس امارہ نے یہ کام کیا ہے پھر وہاں سے جنگل میں گئے اور فریاد کی کہ اے یوسف اے قرۃ العین تجھکو کون سے کنوئیں میں ڈالا کون سے دریا میں غرق کیا یا کس تلوار سے قتل کیا اور کس زمین میں گاڑا اس بیقراری کی حالت میں جبریل نازل ہوئے اور کہا کہ اے نبی اللہ آسمان کے فرشتوں کو تم نے رلایا اور ملائک مقدس کو بے صبر بنایا سب کام صبر سے درست ہوتے ہیں اور بیصبری انبیا کے حال سے مناسب نہیں ہے حضرت یعقوب بولے فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ القصہ حضرت یوسف ۳ دن رات کنوئیں میں رہے اور جبریل امین انکے امین رہتے تھے اور تسلی کرتے تھے اتفاقاً ایک قافلہ سوداگروں کا مداین سے مصر کو جاتا تھا رئیس انکا راستہ بھول کر جنگل میں حیران پھرتا تھا جب کنوئیں پر پہونچے تو مالک کے حکم سے وہاں مقام کیا تسبیح کو مالک نے دو غلاموں کو واسطے پانی لانیکے بھیجا ایک کا نام بشیر اور دوسریکا نام بشریٰ تھا جب بشیر نے ڈول کنوئیں میں ڈالا تو حضرت یوسف نے جانا کہ بھائی مجھکو کنوئیں سے نکالا چاہتے ہیں حضرت جبریل نے فی الفور آسمان سے نازل ہو کر حقتعالیٰ کیطرف سے پیغام پہونچایا کہ اے یوسف اٹھ اور اس ڈول میں بیٹھ ہمنے اس قافلہ کو تیرے واسطے بھیجا ہے وہ اسیر و بموجب حکم الٰہی کے اس برج دلو میں بیٹھا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسی کو پکڑا اور حضرت جبریل نے بشیر کی مدد ڈول کھینچنے میں کی بشیر نے جو ڈول کھینچا یوسف کو دیکھا بے اختیار خوشی سے پکارا کہ یَا بُشْرٰی ھٰذَا غُلَامٌ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے ایک شخص خبردار کنوئیں کے نزدیک مقرر کیا تھا جب کوئی انکو نکالے تو ہم کو خبر کیجیو جب جاسوس نے کنعان میں جا کر یہ خبر بھائیوں کو پہنچائی بھائی اس خبر کے سنتے ہی بدحواس ہو کر ایک آن کی آن میں آن پہنچے اور قافلے والوں سے مباحثہ کیا کہ چند روز سے یہ ہمارا غلام بھاگا تھا ہم اسکی تلاش میں تھے سوداگروں نے کہا معاذ اللہ کہ یہ غلام ہو۔ یہ بزرگ موتی کان شرافت کا معلوم ہوتا ہے بولے کہ یہ غلام ہے خاندان پیغمبری میں تربیت پائی ہے لیکن چند روز سے شیوہ بیوفائی کا اختیار کر کے بھاگا ہے یوسف یہ بات سنتے تھے لیکن مارے ڈر کے دم نہ مارتے تھے پھر بھائیوں نے کاروانیوں سے کہا کہ ہم اس غلام کو اس عیب سے بیچتے ہیں اگر خریدتے ہو تو لو اور نہیں تو ہمارے حوالے کرو سوداگروں کو حضرت کے چپ رہنے سے گمان ہوا کہ یہ بندہ ہے اور جب حضرت یوسف سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں بردہ ہوں اور بندہ زادہ ہوں جب مالک نے قیمت پوچھی بھائیوں نے کہا کہ ہم تجھسے کچھ مضایقہ نہیں

کرنے جو دیگا سو لینگے مالک نے کئی درہم کھوٹے دیکر خریدا بھائیوں نے یوسف کا ہاتھ پکڑ مالک کے حوالے کیا جب
مشتری نے بیعنامہ طلب کیا تو دشمنوں نے بیعنامہ لکھدیا اور انھیں یہ شرط لگائی کہ اسکو مصر تک قید سے مت چھوڑیو
حضرت یوسف حیران ہوکر بھائیوں کو دیکھتے تھے اور انکی بیرحمی پر روتے تھے پھر سوداگروں نے انکو اونٹ پر چڑھایا
اور مصر کا رستہ لیا جب مصر کے نزدیک پہونچے اور ایک چشمہ پر اترے اور یوسف نے غسل کیا اور لباس نیا
پہنا کاروانیاں وہ چہرہ خورشید طلعت دیکھکر حیران ہوئے اور اس ماہرو کے نظارے سے بے صبر وسامان ہوئے
اور شہر کیطرف متوجہ ہوئے کہتے ہیں کہ قافلے کے پہونچنے سے آگے یوسف کے جمال کا احوال مصر میں مشہور
ہوگیا تھا اور ہر ایک اہل شہر تمنائے دیدار پر انوار میں چشم براہ تھا اور حضرت یوسف کو اللہ تعالی نے ایسا
جمال بخشا تھا کہ جدھر توجہ کرتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آفتاب نکلا اور اتفاقاً جس روز مصر میں داخل
ہوئے اس دن دنیا کے چہرے پر ابر کا نقاب تھا جسوقت نور اس کے چہرہ منور کا روشن ہوا جہانکو مانند
آفتاب کے روشن کیا شہر کے لوگ استقبال کو نکلے اور بادشاہ مصر نے بھی وزیر کو کہ عزیز مصر اسکو کہتے تھے
روانہ کیا جب عزیز مصر کاروان میں پہونچا اور یوسف کی خریداری کا ذکر آیا مالک نے کہا کہ تین دن کے بعد رنج
سفر سے آرام کرکے شہر میں آویگا چنانچہ دسویں تاریخ ماہ محرم کی نہایت حشمت اور احترام سے مصر میں آئے
ایک کرسی پر حضرت یوسف کو بٹھایا اور شہر والونکو یہ اشتہار سنایا کہ کون لیتا ہے اس غلام لبیب کو اور کون خریدتا
ہے اس دلارام حبیب کو حضرت نے فرمایا کہ یوں پکارو کہ کون لیتا ہے اس غلام غریب کو اور کون خریدتا ہے اس غلام
غمگین لبیب کو القصہ خریدار ساعت بساعت زیادہ ہوتے تھے اور مشتری بلحاظ قیمت کے ہارتے تھے حضرت
یوسف نے اس حال کو دیکھکر آبدیدہ ہو نہایت غمگین اور حزین ہوکر سجدہ کیا جبرائیل امین پیغام رب العالمین
کا پہونچایا کہ اے یوسف غم مت کھا قسم مجکو اپنی عزت اور جلال کی کہ تجھکو اس شہر سے ایک قدم باہر نجاون گا
جبتک داغ تیری غلامی کا سبکی پیشانی پر نہ لگاونگا۔ کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ قطمیر نام ایک شخص خازن بادشاہ
مصر کا تھا اسکو عزیز کہتے تھے اسکا قبیلہ راعیل نام مشہور بہ زلیخا تھا بیٹی بادشاہ طیموس کی جب قیمت یوسف
درجہ اعلی کو پہنچی زلیخا تو انکے حسن وجمال کی خوبی سنکر غائبانہ عاشق ہوئی تھی عزیز کو یوسف کے خریدنے
کی رغبت دلائی اسنے کہا کہ میرا نقد اور جنس اسکی قیمت کو کفایت نہیں کرتا زلیخا نے ایک ڈبہ جواہرات کا جو
اپنے باپ کے پاس سے لائی تھی۔ اور قیمت اس جواہرات کی خراج ملک مصر سے زیادہ تھی عزیز کو دیا اور سب
خریداروں سے دونا بڑھا کر اس جان جانان کو خرید لیا مالک نے اس در صدف نبوت کو اور اس گوہر معدن رسالت

کو ہاتھ سے دیا اور کنکر اور پتھر دل سے اپنا دل خوش کیا لیکن مالک کو علو نسب اور کمال حسب یوسف کا
معلوم ہو گیا تھا اسواسطے حضرت یوسف کے قدموں پر گرا اور عذر چاہا حضرت صدیق نے عذر اُسکا قبول کیا اور وہ
قبالہ جو بھائیوں نے بیچنے کیوقت مالک کو لکھدیا تھا لے لیا کہ وقت حاجت میں حجت ہو اور بھائیونکو خجالت
ہو مالک وہ قبالہ دیکر رخصت ہوا اور عزیز مصر یوسف کو گھر لیگیا اور زلیخا سے کہا کہ اس کو نہایت عزت اور
حرمت سے رکھیو اور اچھی جگہ اُتاریو ہم اسکو فرزندی میں قبول کرینگے زلیخا نے جو یہ حکم سنا تو اپنے دل سے بہتر کوئی
جگہ نہ دیکھی اسواسطے مقام اُسکا دل میں ٹھیرایا عجب ماجرا ہے کہ بھائیوں نے تو اُسکو آب و گل میں ڈالا۔ اور
غیروں نے دل میں جگہ دی جب حضرت یوسف جوانی پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اُنکو زیور علم اور حکمت حلم
اور عصمت سے آراستہ کیا زلیخا تو جان و دل سے اُنکی خدمت میں حاضر تھیں لیکن عزیز مصر کی وصیت کو
بہانہ کر کے فی الفور سنہر جوڑے رنگارنگ تیار کیئے اور تاج مرصع ترتیب دیکر اُنکے سر مبارک پر رکھا اور رات دن
یوسف کی محبت میں مشغول اور سرگرم تھیں جب یوسف کے عشق کی آگ زلیخا کے دل میں مشتعل ہوئی سوائے تمنائے
وصل یوسف کے دوسری آرزو دل میں نہ تھی یوسف اس بات سے خبردار ہو کر اُسکی محبت سے کنارہ کرتے تھے اس
غم سے چہرہ زلیخا کا مانند ہلال کے ہوا اور سروقد اُسکا مانند خلال کے ہوا جب دائی نے زلیخا سے احوال پوچھا
زلیخا نے اپنی عاجزی اور نیاز اور یوسف کی بے پروائی اور استغنا بیان کی اُسنے نہایت تعجب کیا اور بولی کہ
تمام اہل مصر تیرا دیدار دیکھنے کے آرزومند ہیں اور ملاقات کے مشتاق زلیخا نے کہا کہ باوجود اس حسن و جمال
کے ہرگز یوسف میری طرف نظر نہیں کرتا اور اس چہرہ قمر طلعت پر توجہ نہیں کرتا آخر دائی کی تعلیم سے ایک محل
بنا بنوایا اور اُسکے در و دیوار پر تصویر یوسف اور زلیخا کی منقش کی اور تمام سامان اور اسباب موافق ہر ایک
مکان کے مہیا کیا زلیخا ایک روز فرصت پا کر تخت پر بیٹھی اور حضرت یوسف کو بہانے سے طلب کیا اور اپنے
پاس بٹھا کر نہایت بیقراری سے بمقتضائے بشریت جمعیت چاہی حضرت یوسف نے کہا کہ عزیز مصر میرا مربی اور
محسن ہے کیونکر میں اپنے دامن عصمت کو لوث شہوت سے آلودہ کروں میں فرزند بنی اسرائیل اور ثمرہ شجرہ
ابراہیم خلیل ہوں ایسے محرمات اور منہیات پر کسطرح دلیری کروں۔ زلیخا نے ہرگز یہ عذر نہ سُنے اور بے پردہ
ہو کر اپنا عشق جتانے لگی اور کہا کہ اگر تو میری آرزو بر لائے تو میں اپنے جواہرات اور اسباب تیرے گناہ
کے کفارہ میں خیرات کرونگی خدا تیرا گناہ معاف کردیگا غرض جب مباحثہ اُنکا حد سے گذرا اور ابلیس نے
تلبیس کا جال پھیلایا فی الجملہ بمقتضائے وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا رغبت طبیعت میں حضرت یوسف

کے پیدا ہوئی اور فرش وسقف و دیوار پر تصویر اپنی اور زلیخا کی وست و بغل دیکھی اور شیطان بھی اس حالت کا مددگار ہوا لیکن حمایت اور حفاظت خدا کی جسکی مددگار ہو اُس پر شیطان اور نفس کا تسلط نہیں ہو سکتا اسوقت حضرت یعقوب کی صورت انکو نظر آئی اور فرمایا کہ اے بیٹا نام تیرا انبیا میں مکتوب ہے اور نور دیدہ خلیل اور قرۃ العین یعقوب ہے ایسا نہو کہ نام تیرا نبوت کے دفتر سے مٹ جاوے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف کی نظر اُس خلوت میں ایک پردہ پر پڑی پوچھا کہ یہ کیا ہے زلیخا بولی کہ یہ میرا معبود ہے اسواسطے پردہ اُس پر باندھا ہے یوسف نے کہا سبحان اللہ تو صنم سے شرماتی ہے اور میں صمد سے نہ حیا کروں دو ہی اپنے تئیں زلیخا کے ہاتھ سے چھڑایا اور حجرہ خاص سے نکلے اور چھ دروازوں سے باہر ہوئے زلیخا ہتیا بانہ پیچھے دوڑی اور ساتویں دروازے پر یوسف کا پیراہن پیچھے سے پکڑ کر کھینچا پیراہن ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور دروازے سے باہر نکلتے ہی عزیز مصر سامنے سے آیا زلیخا نے نہایت کھسیانی ہو کر شور کیا کہ کیا سزا ہے اُسکی جو تیرے قبیلے سے ارادہ بدی کا رکھے ایسے شخص کو قید اور عذاب الیم کیا چاہیے حضرت یوسف نے ناچار اپنی بیگناہی اور زلیخا کی رغبت اور زیادتی بیان کی عزیز مصر نے ہاتھ قبضہ شمشیر پر رکھا چاہا کہ یوسف بیگناہ کو زندان عدم میں پہنچاوے کہ یکایک قادر پر کمال نے ایک سات مہینے کے لڑکے کو قوت گویائی کی بخشی اور بکلام فصیح اُس نے یوسف کی طہارت پر گواہی دی کہ اگر پیراہن یوسف کا آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی ہے اور یوسف دروغگو اور اگر پیراہن پیچھے سے چاک ہے تو زلیخا جھوٹی اور یوسف سچے ہیں جب بعد امتحان کے بیوفائی زلیخا کی اور پاکی یوسف کی ظاہر ہوئی تو کمال شفقت سے حضرت یوسف کو وصیت کی کہ اس عورت سے کنارہ کرو۔ اور یہ راز کسی سے مت کہو تا کہ یہ بات مصر میں شہرت نہ پاوے اور زلیخا کو تنبیہ کر کے دلالت استغفار کی کی لیکن عشق اور مشک چھپ نہیں سکتا یہ بات چند روز میں شہرۂ آفاق ہوئی اور مصر کی عورتوں نے زلیخا پر زبان طعنہ کی درازی کی کہ اپنے غلام سے عشقبازی کرتی ہے اور وہ اُسے خاطر میں نہیں لاتا تب زلیخا نے چاہا کہ اس آگ کو بجھاوے دستر خوان دعوت کا بچھا کر سب کو بلاوے اور یوسف کے حسن کا تماشا سب کو دکھاوے اور اس پردہ میں اپنی مجبوری اور بیقصوری ظاہر کرے ارکان و اعیان کی بیٹیاں خصوصاً ساقی اور خوان سالار اور حاجب کی بیٹیاں محفل ضیافت میں حاضر ہوئیں اور مسندیں دیبا و حریر کی آراستہ کیں اور مغنیات سرود و ساز اور ارغنون نواز کو حاضر کیا اور زلیخا نے ہر ایک ملامت کرنیوالی کے ہاتھ میں ایک چھری اور ایک ترنج خوشرنگ دیا۔ اور پھر زلیخا نے اُس ماہ تمام کو کہ آفتاب جس کے دیکھنے ہی بغیر اختیار ہوا نہایت طلب فرمایا جب وہ رشک گل آمنت.

غنچہ کے پردے سے باہر آیا اور ملامت کرنیوالیونکی نظر اُس قمر طلعت پر پڑی زلیخا بیچاری پر ترحم فرمایا اور اپنی خطا
کا اقرار کیا جب چاہا کہ ترنج کو پارہ کریں عالم بے اختیاری میں سبنے اپنے ہاتھ کاٹے اور بیہوش زمین پر گریں۔
جب ہوش میں آئیں تو سبنے اپنے ہاتھ کٹے پائے اور بالاتفاق آواز کی کہ مَاھٰذَا بَشَرًا اِنْ ھٰذَا اِلَّا مَلَکٌ
کَرِیْمٌ زلیخا نے اُنکو ملامت کر کے کہا کہ جسکی محبت میں تم مجکو ملامت کرتی تھیں وہ فتنہ یہی ہے سبنے کہا کہ ہم کو
اپنی ملامت سے سوطرح کی ندامت ہے اور تیرے تئیں ہمپر سوطرحکی کرامت ہے جب زلیخا نے کہا اے یاران مشفق
وائے دوستانِ موافق میری غمخواری کرو اور اس واقعے میں مددگاری وہ سب عاشق ہو کے اپنے گھر نکو آئیں
مگر دو بیبیاں کہ شیرین سخن اور چرب زبان تھیں ذمہ وار ہوئیں کہ ہم دونو بہیں ٹھیر کر دروازے وصل کے
کھولینگے اور فرش عشرت کا بچھاوینگے اور اس بات سے غافل تھیں کہ یوسف وہ شاہباز پاکباز ہے کہ صیاد ہوا و
ہوس کے دام میں گرفتار نہوگا پھر اُن میں سے ایک نے یوسف پاس جا کر مکر کا جال پھیلا کر کہا کہ اے سعادتمند
زلیخا کو اس بند جدائی میں ست بند کر اور رضامندی اُسکی اپنا بہبود جانکر خوان وصل سے اُسکو نا اُمید مت کر
وہ عروس ہے اور تو شاہ تو آفتاب اور وہ ماہ یوسف نے ایسی باتیں نصیحت آمیز فرمائیں کہ وہ ضعیف حیران
ہوگئی اور دم بخود ہو کر پھر آئی دوسری بی بی نے جا کر طریقہ تہدید اور دھمکانیکا شروع کیا کہ اگر اس قسم کے
بہلانے پیش لاویگا تو بلا توقف قیدخانے میں جاویگا یوسف نے کہا سوت کو جنگل کا شیر لومڑی کے فریب
سے فریفتہ نہوگا اور میدان قرب آلہی کا ہما چڑیوں کے دام تزویر میں نہ پھنسیگا پھر اُن کی باتوں سے نہایت
تنگ ہو کر جناب آلہی میں فریاد کی کہ خداوندا میرے تئیں قیدخانہ اس فریبخانہ سے محبوب ہے اور غم تنہائی اس
گلستان بیسر و سامان سے زیادہ مرغوب ہے وہ دونو عورتیں کہ درپردہ خود بھی طالب وصل یوسف کی
تھیں ایسی باتیں سنکر زلیخا کے پاس گئیں اور احوال ظاہر کیا کہ مصلحت یہ ہے کہ یوسفکو چندروز قیدخانہ
میں بھیجدو تو اُس گوشہ ہجران میں اس گلستان کی قدر جانے اور اُس زاویہ پُروحشت میں تنہائی کا دکھ اُٹھا
تیرا دل وجان سے طالب ہووے زلیخا کو یہ بات پسند آئی اور عزیز مصر سے کہا کہ اس غلام عبرانی نے مجکو تمام خلقمیں رسوا
کیا اب اسکو قیدخانہ میں بھیجدو تا لوگ جانیں کہ میرا دامن اس گناہ کی لوث سے پاک ہے عزیز بے تمیز نے اپنے
خواص سے مشورت کی سبھوں نے زلیخا کی رائے کو صواب جانا اور اُس بیگناہ کو طوق و زنجیر کر کے قیدخانہ میں
بھجوایا جب وہ دل زندہ قیدخانہ میں آیا گویا مردے قیدیوں کی جان میں جان آئی اور سبھوں پاؤنکی زنجیریں
اور ہاتھوں کی کڑیاں بجا کر ناچنے لگے جب یوسف قیدخانہ میں پہنچے زلیخا نے داروغہ کو حکم کیا کہ طوق و زنجیر

اُتار کر ایک مکان معقول میں اُنکو رکھا اور اُس مکان کو مشک و عنبر سے معطر کر حضرت یوسفؑ وہاں جا کر مقام
کیا جب عبادت سے فارغ ہوتے تھے تب قیدیوں سے حال پوچھتے تھے اور اُنکی خوابوں کی تعبیریں بیان کرتے تھے
اور درماندوں کو نجات کی اُمید دیتے اور اچھی اچھی باتوں سے اُنکے دل کو خوش رکھتے تھے۔ تمام اہل زندان اُنکی
صحبت سے خوش رہتے اور قیدخانہ کی مصیبت بھول جاتے جب تقدیر الٰہی نے حضرت یوسف کو قید سے
نکالنا چاہا اُسکے اسباب مہیا کئے نقل ہے کہ بادشاہ روم نے ایک رسول مصر کو بھیجا تھا اور مال اور جواہرات
بیشمار اور تھوڑا زہر قاتل اُسکو دیا تھا کہ بادشاہ مصر کے مصاحبوں کو مال سے فریفتہ کر کے بادشاہ کو زہر کھلاوے
چنانچہ اُس رسول نے خوان سالار اور شراب دار کو اپنا دوست بنا کر بعد تاکید اور قسم کے یہ احوال ظاہر کیا شرابدار
نے تو انکار کیا اور خوان سالار جواہر آبدار کے لالچ سے راہ راست سے پھرا یہ خبر بادشاہ کو ہوئی لیکن اُن دونوں
میں سے کسی شخص معین پر گناہ ثابت نہ ہوتا تھا اسواسطے بادشاہ نے دونو کو قیدخانہ میں بھیجدیا یہ دونوں
جب اُس منزل دلگیر میں اسیر اور پابزنجیر ہو کر پہونچے اور ہمنشینی اُس ماہ کنعان کی میسر ہوئی زلیخا کی مانند
اُس عبرانی کی غلامی اختیار کرکے مصاحبت بادشاہ کی بھول گئے اُن دونو نے مصلحت کی کہ یوسف ہر
ایک محبوس کو خوشخبری دیتا ہے اور ہر ایک کے خواب کی تعبیر کرتا ہے آؤ اُسکو امتحان کی کسوٹی میں کسیں اگر زر
خالص ہو تو دل وجان سے اُسکی خدمت قبول کریں اُنہوں نے دو خوابیں ان دیکھی تجویز کر کے حضرت یوسف
کے حضور میں عرض کی ایک نے کہا کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں بادشاہ کیواسطے شیرہ انگور نچوڑتا ہوں
دوسرا بولا کہ میرے سر پر روٹیوں کا خوان ہے اور کوے چونچ مار کر کھاتے ہیں ہمارا اس خواب کی تعبیر فرماؤ ہم
تمکو مرد نیک گمان کرتے ہیں یوسف نے بعد نصیحت کے فرمایا کہ اے یاران زندانی تعبیر تمہاری خواب کی یہ ہے ساقی بعد
تین دن کے قید سے مخلصی پا کر اپنے درجہ اولی کو پہونچیگا اور خوان سالار بعد تین دن کے یہاں سے نکلکر سولی پر
چڑھایا جاویگا اور پرندے ہو لکے اُس کے سر کا مغز کھاویں گے جب اُنہوں نے یہ بات یوسف سے سنی۔ تو
بولے کہ ہمنے تو خواب نہیں دیکھے تھے بلکہ بیداری میں تمہارے امتحان کے واسطے یہ چند کلمہ بنائے تھے حضرت
یوسف نے جواب دیا کہ ہو چکا وہ کام جسمیں تم فتوے چاہتے تھے حکم الٰہی تبدیل نہیں ہوتا پھر اُس ساقی کو کہا۔ کہ جب
تو اپنے منصب پر قائم ہو اور تقرب بادشاہی تجکو حاصل ہو تو وقت مناسب میں بادشاہ سے عرض کیجیو۔ کہ کئی
سال سے ایک غلام عبرانی مظلوم زندان میں محبوس ہے اور دنیا کے فوائد اور لذت سے محروم اور مایوس ہے
ساقی نے حضرت یوسف کی بات قبول کی تین دن کے بعد تقدیر نے ایک کو تو تخت مراد پر بٹھایا اور دوسرے کو

سولی پر لٹکایا اور شیطان نے ساقی کے دل سے ذکر یوسف کا بھلایا لیکن اللہ تعالیٰ کو مانگنا حضرت یوسف ع
کا غیر سے ناپسند آیا اور جبرائیل امین کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ اے یوسف تجکو مجھسے شرم نہ آئی کہ تو نے مخلوق سے
پناہ چاہی قسم ہے مجھکو اپنے عزت اور جلال کی تیرے تئیں اور بھی چند سال قید میں رکھونگا القصہ جب مدت
محنت کی تمام ہوئی اور مصیبت کیدن انجام پائے بادشاہ مصر ریان بن الولید نے خواب میں دیکھا کہ سات
گائیں فربہ نیل سے باہر نکلیں پیچھے اُس کے سات گائیں دُبلی پیدا ہوئیں اور اُن موٹی گایونکو نگل گئیں اور
دُبلیوں نکے پیٹ اُنکے کھانیسے زیادہ نہوئے دُبلی سی رہیں پھر سات خوشے سبز دانہ دار دیکھے کہ سات خوشے خشک انکو
لپٹے یہانتک کہ سبز خوشوں نے اثر سبزی کا چھوڑا بادشاہ بیدار ہوکر ملول اور متفکر ہوا تمام ساحروں اور کاہنو
بلاکر تعبیر پوچھی سبھوں نے کہا یہ خواب پریشان ہے اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر کے عالم نہیں۔ ان باتوں
کے سُننے کیوقت ساقی کو حضرت یوسف کی باتوں اور تعبیرونکا خیال گذرا اور عاجزی معبروں کی دریافت
کرکے بادشاہ سے عرض کی کہ ان معبروں کے قول باطل اور اُنکی بات خرافات ہے بادشاہان الوالعزم کے
خواب بیشک لائق تعبیر کے ہوتے ہیں پھر احوال خوان سالار کا اور تعبیر حضرت یوسف کی مفصل بیان
کی بادشاہ نے احوال یوسف کا پوچھا ساقی نے کہا قصہ اُنکا طویل ہے میں تفصیل سے واقف نہیں مگر اتنا جانتا ہو
کہ کریم زادہ اور ابراہیم کی اولاد سے ہے اور کمال صورت اور لطف سیرت سے آراستہ ہے اور عزیز مصر نے
اپنی عورت کے کہنے سے اُن کو زندان میں بھیجا ہے بادشاہ نے ساقی کو زندان میں بھیجا ساقی نے مضمون خواب
بادشاہ کا اور عاجزی معبرونکی بیان کرکے عرض کی کہ تم اُسکی تعبیر کرو جو میں بادشاہ سے عرض کروں۔ اور
تمہاری قدر و منزلت حضور میں واضح ہو اور تم اس زندان سے مخلصی پاؤ حضرت یوسف نے زبان الہام
ترجمان سے بیان فرمایا کہ سات گائیں موٹی اور سات خوشے سبز عبارت سات برس پر نعمت اور زراعت سے
ہیں کہ مخلوق کو آسودگی اور رفاہیت ہوگی اور سات گائیں دُبلی اور سات خوشے سوکھے بشارت ہے طرف سات
برسوں کے کہ اُنمیں تنگی اور عسرت ہوگی اور لوگونمیں معیشت کا اسباب تنگ ہوگا اور پھر فرمایا کہ تدبیر اُسکی یہ ہے
کہ سات برس کھیتی کریں بڑی محنت سے اور خوشوں کو دانوں سمیت رکھیں مگر تھوڑا بقدر خرچ صرف کریں اور
تھوڑا تخم کیواسطے رکھیں پھر بعد سات برس قحط کے آسمان سے باران رحمت نازل ہوگا اور خلق کو آسودگی
ہوجاوےگی جب ساقی نے زندان سے مراجعت کرکے بادشاہ سے تعبیر بیان کی بادشاہ نے جانا کہ تعبیر حق ہے
اور سوا اسکے دوسری تعبیر اس خواب کی نہیں حضرت یوسف کی مخلصی کا حکم دیا۔ اور حضور میں طلب کیا ساقی

نے زندان میں از اشتیاق بادشاہ کا واسطے ملاقات اس سرو گلشن باغ مروت نبوت کے ظاہر کیا لیکن ساتھ بادشاہ کی بارگاہ میں چلو حضرت یوسف نے قبول نہ کیا اور کہا کہ پھر جاؤ اور بادشاہ سے پوچھ آؤ کہ کیا حال ہے اُن عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے جب ساقی نے یہ حال عرض کیا بادشاہ متعجب ہو کر ساقی سے پوچھنے لگا ساقی نے کہا کہ غلام عبرانی ہے نہایت حسین کہ عزیز مصر نے مالک سے خرید اہے اور نکا قیم قید ہونکی اور عورتوں کے ہاتھ کاٹنے کی جو زبانی حضرت یوسف کے سُنی تھی مفصل عرض کی بادشاہ نے صاحب السجن کو بلا کر فرمایا اور سبب اُنکے قید ہونیکا پوچھا صاحب السجن نے کہا کہ عزیز مصر نے اسکو قید کیا ہے اور وہ ہر روز روزہ رکھتا ہے اور شب کو الوان نعمت اُس کے روبرو لیجاتے ہیں دو لقمے تناول کر کے باقی محتاجوں کو دیتا ہے بادشاہ نے عزیز مصر کو بلا کر پوچھا اُس نے حقیقت کو پوشیدہ رکھکر کہا کہ میں نے اُس غلام کو مالک سے خرید کر فرزندی میں رکھا تھا اُس سے خیانت ہوئی اسواسطے قید کیا ہے پھر بادشاہ نے ساقی کو بھیجا اور حضرت یوسف کو بلایا اُنہوں نے پھر انکار کیا اور فرمایا کہ میں جب آؤنگا جو عزیز مصر راضی ہو۔ اور رضا مندی اُسکی اُسوقت ہوگی کہ اُن عورتوں سے میرا حال پوچھا جائے ساقی نے بادشاہ کو خبر دی۔ بادشاہ زیادہ متعجب ہوا اور ہاتھ کٹی عورتوں کو حاضر کروایا اور یوسف و زلیخا کا حال مفصل پوچھا وہ بولیں کہ معاذ اللہ ہم نے ہرگز اسمیں بدی نہیں دیکھی بالکل ہمارا مکر و فریب تھا پھر زلیخا کو بھی بلایا اُس نے بھی اقرار کیا کہ میں نے خود اسکو اپنی طرف بلایا وہ اپنی بات میں سچا ہے حضرت یوسف نے بعد اس تحقیقات کے فرمایا کہ غرض مہری یہ تھی کہ عزیز مصر جانے کہ میں نے اُسکی امانت میں خیانت نہیں کی ہے۔ جب خصوصیت اور طہارت حضرت یوسف علیہ السلام کی روشن ہوئی تب ایک مقربان درگاہ سے بموجب حکم کے حضرت یوسف کے پاس گیا اور پیغام بادشاہ کا پہونچایا یوسف نے زندانیوں کو دعا خیر کی اور نکلتے وقت زندان کے دروازے پر لکھا هٰذَا قَبْرُ الْاَحْيَاءِ وَبَيْتُ الْاَحْزَانِ وَشَمَاتَةُ الْاَعْدَاءِ یعنے یہ قبر ہے زندوں کی اور گھر ہے غموں کا اور دشمنوں کے خوش ہونے کا بعد اُس کے غسل اور حمام کر کے لباس فاخرہ پہنکر بادشاہ کے خاص گھوڑے پر سوار ہو کر متوجہ بارگاہ کے ہوئے جب آنکھ بادشاہ کی اور ارکان دولت کی یوسف پر پڑی سب بے اختیار ہو کر بولے کہ یہ روح مُصور ہے یا فرشتہ مجسم ہے ہا جنس بنی آدم کو کسی نے ایسا دیکھا نہ سُنا۔ بادشاہ نے مکان مناسب میں حضرت یوسف کو بٹھایا۔ اور واسطے دریافت کرنے کرامت اور بزرگی کے امتحان میں کوشش کی اُنکے تیئیں جمیع کمالات سے آراستہ پایا

پھر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری خواب کی تعبیر تم اپنی زبان سے میرے سامنے فرماؤ حضرت یوسف نے
فرمایا اگر رخصت ہو تو اول بادشاہ کی خواب مفصل بیان کروں بعد اُسکے تعبیر میں مشغول ہوں بادشاہ
کو یہ بات مطبوع پڑی حضرت یوسف نے فرمایا کہ بادشاہ نے یوں خواب میں دیکھا کہ ۷ گاو فربہ سپید پوست
چشم سبز رنگ والیں نیل کے کنارے سے ظاہر ہوئیں چنانچہ اُنکے حسن طراوت سے بادشاہ کو تعجب ہوا اس عرصہ
میں نیل کا پانی یہاں تک کم ہوا کہ سوائے کیچڑ کے کچھ نہ رہا اور اُس کیچڑ میں سات گائیں کہ جنکا پیٹ پیٹھ سے
ملا تھا نکلیں اور دونو آپس میں ملیں آخر دبلی گایوں نے موٹیوں پر غلبہ کیا اُنکی ہڈیاں توڑیں۔ گوشت پوست
خون سب کھا گئیں بادشاہ اُنکو تعجب سے دیکھتا تھا کہ اس عرصے میں سات خوشے سبز اور سات خوشے
خشک و سیاہ ایک ہی جگہ سے لگے ہیں اور جڑ سب کی پانی اور مٹی میں مستحکم ہے بادشاہ فکر کرتا ہے کہ مقام
توسب کا ایک ہے طراوت اور سبزی اُنکی اور سیاہی اور خشکی اُنکی کیوں ہے اس عرصہ میں ہوا چلی اور خوشے
سوکھے اور سبز آپس میں ملے کہ سبزی کا اثر مطلق نرہا بادشاہ نے کہا واللہ اگرچہ شان اور حال خواب کا
عجب ہے لیکن کہنا تیرا بے کم و کاست عجیب تر ہے اب اسکا بندوبست اور تدبیر کیا ہے حضرت یوسف نے فرمایا
کہ تمام ملک کے عاملوں کو حکم دو جو مصر کے سب دہقانوں کو واسطے زراعت کی نہایت کی تاکید کریں اگر
سستی ہوگی تو ضرر عظیم ہوگا اور حکم ناطق ہو کہ جسقدر سات برس کی زراعت میں پیدا ہو بقدر قوت لا یموت کے
خرچ میں لاویں اور باقی غلہ مع خوشوں کے انبار کریں ملک ریان ان باتوں کے سننے سے نہایت متردد
ہوکر بولا کہ یہ امر خطیر کس شخص کے کف کفایت میں رکھوں اور وہ کون ہے جو اس مہم عظیم کا عہدہ برآ ہوگا
حضرت یوسف نے فرمایا کہ یہ امر عظیم میرے سپرد کیجئے میں حفیظ ہوں اس کی عہدہ برائی کرونگا۔
بادشاہ نے نہایت خوشی سے قبول کیا اور خلعت گرانمایہ اور کمربند مرصع عنایت کرکے تمام خزائن ملک پر
اُنکو متصرف فرمایا اور بعد وفات ہونے عزیز مصر کے وکیل مطلق اور مختار کل اور مدار المہام ہوئے القصہ
حضرت نے ایک مکان وسیع کہ ہوا اُسکی معتدل اور زمین بے نم تھی تلاش کیا اور ایک عمارت عالی
رفیع القدر مثل سد سکندری کے بنیاد کی اور ابنیان کارگزار متعین کیے اور تمام محصول قلیل و کثیر سے
اُس عمارت میں سات برس تک جمع کیا جب ایام فراخی کے گزرے اور اوقات قحط سالی اور تنگی کے
آئے کہتے ہیں کہ سب سے اول اثر بھوکھ کا بادشاہ پر ظاہر ہوا کہ اُسی رات کو پکارا کہ یا یوسف الجوع
الجوع اور حضرت یوسف دوپہر کو ایکبار بادشاہ کو اور نوکروں کو طعام کھلاتے تھے اور آپ پیٹ بھر نہ کھاتے

تھے جو بھوکھوں کو نہ بھولیں اور اُس مدت میں قحط کی آگ ایسی روشن ہوئی کہ دھواں اُسکا فلک سے گذرا اور خاص و عام و غنی اور فقیر سب دُبلے اور لاغر ہو گئے القصہ خلائق نے سال اول جو محصول زراعت کا جمع کر رکھا تھا اپنے اہل و عیال پر نفقہ کیا دوسرے سال نقد و سونا چاندی روپیہ اشرفی بیچا تیسرے سال زیور اور فروش اور باسن غلہ کی قیمت میں بیچے اور چوتھے سال غلام اور چارپائے بیچکر غلہ لیا پانچویں سال زمین اور حویلی دیکر جان بچائی چھٹے برس زن و فرزند کے تئیں کہ میوہ دل اور مایہ جان تھے بیچکر جو اور گیہوں خریدے ساتویں برس سب نے اپنے نفس نفوس کہ مانند مال کے یوسف کے ہاتھ بیچکر خط غلامی لکھدیا جب مدت قحط کی گذری اور غلہ نے ارزانی شروع کی حضرت یوسف نے بادشاہ سے کہا کہ اب اس قدر گنج اور خزانے مہیا اور آمادہ ہوئے ہیں کہ ملوک قدیم کے خیالوں میں اسکا دسواں حصہ بھی نہیں ہے اور رعیت نے بھی قحط سے خلاصی پائی اب صلاح دولت یہ ہے کہ آپ مصر کے لوگوں کو کہ ذلت بندگی اور رقیت میں گرفتار ہیں آزاد کیا جاوے اور انکی خاطر غمگین کو شاد کہ آثار اس احسان کی صفحہ زمین پر قیامت تک باقی رہیں گے بادشاہ نے کہا۔ بیت

سپردم بتو مایہ خویش را | تو دانی حساب کم و بیش را

تیری رضا کا تابع ہوں اور تیری خواہش کا بندہ ہوں حضرت یوسف نے تمام اہل مصر کے تئیں جو حلقہ یوسفی میں پھنسے تھے آزاد کر کے زمین اور حویلی اور باندی اور غلام اور مواشی اپنی طرف سے علاوہ انکو کچھ دیکر اپنے احسان کا بار لادا۔ ابیات

تو اُس دن شاہی ہی آدمے نیفر | وزیر بلور لے نیلو روش | اگر سے ہو وہ عالم کی لوہے و زر | ہوے رینک شہ کا وزیر
تمامی رعیت ہو در ہم سہم | تھا ہو وہ تخت اور ملک و گنج | ہو شہ بحیرہ اور رعیت برنج | سبھی زیب اُس ملک کا ہووے گر
پریشان ہو اس شاہ کا روزگار | کہ ظالم ہو جس شاہ کا پیشکار | اب آگے سنو!

بیان حضرت یوسف علیہ السلام سے بھائیوں کے آنے کا مصر میں اور حوادث نادر کے ظاہر ہونے کا

جب قحط عام ہوا اور ظہور اثر گرانی کا تا بعراق اور شام ہوا اور زرام اور لئام سے معاش تمام ہوا ایک طائفہ اہل کنعان کا غلبہ آتش جوع سے بے صبر ہو کر مصر جانیکو تیار ہوا حضرت یوسف کے بھائی بھی حضرت یعقوب کی حضور میں آنکر بیقراری اپنے اطفال کی ناچاری اہل و عیال کی عرض کرنے لگے۔ اور ان دنوں میں حضرت یعقوب فرزندوں سے علیحدہ ایک گھر تنگ و تاریک میں رہتے تھے اور اسکا نام بیت الاحزان رکھا تھا جب پریشانی فرزندوں کی دیکھی تو زخم انکا تازہ اور الم بے اندازہ ہوا۔ بیٹوں سے پوچھا۔ کہ تمہارا

نج کی دوا کیا ہے عرض کی کہ عزیز مصر نے اس سال انبار غلہ کا کھولا ہے اور ترازو انصاف کی ہاتھ میں لی ہے۔ جو
وئی کچھ متاع لیجاتا ہے اُسکے عوض میں کچھ اناج لے آتا ہے اگر حکم ہو تو اُسکے حضور میں جاویں اور کچھ پونجی
یہا موجود ہے لیجاویں اور اس عیال جاں بلب رسیدہ کی روح تن میں اور قوت بدن میں پہونچاویں
ضرت یعقوب نے رخصت دی اور سوا ابن یامین کے جو حضرت یوسف کے حقیقی بھائی تھے سبکو ایک ایک اونٹ
رخصت کیا یہ سب بعد قطع مسافت کے مصر میں پہنچے ایک روز جو اکابر اور اعیان ملک کے حضرت
سف کی مجلس میں تھے بھائیوں نے بھی اُن کی دست بوسی سعادت حاصل کی اہل مصر نے جو اُن
ں بھائیونکو اس صورت بدیع اور شکل عجیب میں دیکھا حیران ہوے کہتے ہیں کہ اُس روز حضرت یوسف
ظمت اور مسند عزت پر بیٹھے تھے اور مانند بادشاہوں کے لباس ملوکانہ پہنے تھے اور طوق طلاے
ن مبارک میں ڈالا تھا بھائیوں نے بسبب طول ایام کے اور تبدیل لباس سلاطین انام کے اُن کو نہ
نا اور کمال تعظیم سے آگے بڑھکر زبان عبرانی میں تحیت مسلمانی کی بجالاے حضرت یوسفؑ نے بھی
ربان میں جواب دیکر صورت شمائل و حرکات و سکنات سے پہچانا اور پوچھا کہ تم کہاں کے رہنیوالے ہو
س ملک میں کیونکر آئے ہو بولے کہ ہم بادیہ نشین ہیں ملک شام سے زمانے کا جور و جفا دیکھکر تیرے بذل
ن کا آوازہ سنکر اس ملک میں آئے ہیں حضرت یوسف نے فرمایا شاید جاسوس ہو کہ ہمارے لشکر کا شمار
ن دریافت کر کے والی روم و شام کو خبر دیکر اُنکو ہماری لڑائی کیواسطے مستعد کرو۔ اُنھوں نے بالاتفاق
عاذ اللہ ہم جاسوس نہیں ہم پیغمبر زادے ہیں اور ہم گوہر پاک ہیں۔ اور ہمارے باپ دادے
ن شناس افلاک ہیں اور دعوت اسرائیل اللہ کی اور معجزہ ذبیح اللہ کا کرامت خلیل اللہ کی آپکی سمع
ں پہونچی ہوگی آپکے کرم اور ستودہ خصال سنکر اس قحط سالی میں ادھر کو آئے ہیں کہ آپکے خوان الطاف
یل اور فائدہ جزیل اُٹھاویں حضرت صدیق نے پوچھا کہ تمہارا باپ زندہ ہے جواب دیا کہ ابھی تو قید
ں ہیں حضرت یوسف نے فرمایا کہ کیسا شخص ہے اور اب کیا کام کرتا ہے اور کس طور پر روزگار گذارتا ہے
ے بھائی ہو کہا کہ ہمارا باپ مرد رفیع القدر نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہے اور لقب اسکا اسرائیل اللہ ہے۔ اور
وت سے سرفراز ہے اور سواے جہان آفرین کے صحبت غیر سے اُسکو احتراز ہے اور ہم بارہ بھائی تھے
ک بھائی جو صورت میں بہتر اور نبوت کے لائق تھا ایک دن ہماری معیت میں جنگل کے تماشے
ور بضرورت ہمسے غائب ہوا بھیڑیا اُسکو لیگیا جب خبر باپ کو پہنچی راضی برضا ہو کر گوشہ گیری اختیا

کی اسکے حقیقی بھائی کو اپنے حضور میں رکھکر اسکے غم کی تسلی اُس سے کرتے ہیں حضرت یوسف نے کہا کہ اُس
ولایت میں کوئی ہے تمہارے صدق مقال پر گواہی دیوے اور صحت حسب و نسب تمہاری بیان کرے روبیل
نے کہا کہ ہم زمین شام میں ساتھ امانت اور اسلام کے موصوف ہیں اور حسب نسب سے معروف حضرت
یوسف نے فرمایا کہ جبتک ہمکو واضح نہو کہ تمہاری غرض اس ملک کے آنے سے تجارت ہے یا فتنہ انگیزی اور شرارت ہو تب
تک ہم اعتبار نہ کرینگے مصلحت یہ ہے کہ جب تم یہاں سے عزم مراجعت کا کرو ایک بھائی کو ہمارے ظل عنایت میں
چھوڑ جاؤ اور اپنے چھوٹے بھائی کو ہمراہ لاؤ جو تمہاری بات کا صدق ہم پر ظاہر ہو بھائیوں نے یہ بات قبول
کی اور حضرت یوسف نے اُنکو ایک مکان لائق میں اُتارا اور اعزاز و اکرام میں نہایت مبالغہ کیا اور اولاد
یعقوب جب دوسرے دن واسطے خریدنے غلہ کے آئی یوسف نے پوچھا کہ پونجی تمہاری کیا ہے اُنہوں نے
جو کچھ لائے تھے ظاہر کیا حضرت یوسف نے کہا ہر چند کہ پونجی تمہاری لائق خزانے کی نہیں ہے لیکن تم بازار
میں قیمت کرو ہم اُس سے دو چند کا غلہ تمکو دینگے اُنکی تمام پونجی وہ سو دینار کی ہوئی حضرت یوسف نے
ہر ایک بھائی کو ایک ایک اونٹ گیہوں کا بھر دیا اور زیادہ قیمت اُن کو معاف کی بھائیوں کے قرعہ ڈالا اور
شمعون کو وہاں چھوڑا حضرت یوسف نے رخصت کیوقت کہا اگر تم چھوٹے بھائی کو لاؤ گے تو اُسکو بھی ایک
خروار گیہوں کا دونگا نہیں تو تمکو کچھ نہ دونگا کہا ہم باپ سے مانگیں گے اگر وہ حکم کرینگے تو ہمراہ لاوینگے کہتے ہیں
کہ حضرت یوسف نے کارندوں سے کہا کہ سامان اُنکا بجنسہ اُنکے اونٹوں میں رکھ دو اور سبب اسکا یہ تھا کہ حضرت
یوسف کو اُنکی امانت پر اعتماد تھا جب وطن میں پہنچکر سامان دیکھیں گے تو گمان کرینگے کہ شاید کارپردازوں
نے بھول کر سامان رکھا ہے پس بسبب دینداری کے امانت رد کرنیکو ضرور آوینگے جب اولاد یعقوب کنعان
میں پہونچی حضرت یعقوب سے عرض کی کہ حضور کی دعا کی برکت سے عزیز مصر نے ہماری بہت عزت و حرمت
کی اور ضیافت و مہمان نوازی میں قصور نہ کیا جب شمعون کو درمیان میں نہ دیکھا کیفیت واقعہ کی پوچھی
اُنہوں نے سب کم و کاست عرض کی جب بوجھ کھولے تو پونجی اپنی بعینہ پائی باپ سے عرض کی کہ ہم نے حضور
میں ۔ خلاف عرض نہیں کیا عزیز مصر کے مکارم اخلاق اور احسان کو غور کرو کہ ہماری پونجی پھیر دی
حضرت یعقوب نے عزیز مصر کو دعائے خیر دی لیکن شمعون کے نہ آنے سے آزردہ خاطر تھے بیٹوں نے عرض کی کہ آپ
تشویش نہ فرمایئے شمعون کو ابن یامین کے لانے کے عوض میں رکھا ہے اب ہم اُسکو لیجاوینگے اور کما حقہٗ اُسکی حفاظت
کرینگے اور ایک شتر وار گیہوں کا زیادہ لینگے ورنہ عزیز مصر ہمکو گیہوں نہ دیویگا حضرت یعقوب نے فرمایا کہ

تمہاری قول کا کیا اعتبار کروں یوسف کی حق میں اس سے زیادہ تاکید کی تھیں جب بیٹوں نے نہایت
عاجزی کی تب فرمایا کہ تم اپنے وعدہ کو قسم سے موکد کرو اور عہد مستحکم دو بیٹوں نے قسم کھائی اور کہا کہ
حتی المقدور ہم قصور نکرینگے حضرت یعقوب نے انکی قسم قبول کی اور کہا کہ خدا بہترین حافظ اور ارحم الراحمین ہی
لیجاؤ اور وقت روانگی کے حضرت یعقوب نے جب اولاد کو دیکھا کہ ہر ایک بلند بالا اور خوبصورت اور اعضا انکے
متناسب رکھتا ہی احتیاطاً بخیال چشم بد کے انکو فرمایا کہ بروقت داخل ہونے مصر کو سب کے سب ایک دروازے
سے مت جائیو بلکہ ابواب متفرقہ سے شہر میں داخل ہوجیو منقول ہی کہ اولاد یعقوب نے بروقت رخصت کی حضرت
سے ایک خط کی درخواست کی کہ عزیز مصر کے نام لکھدیں حضرت یعقوب نے ایک رقعہ لکھا اور ایک دستار
کہ حضرت ابراہیم سے بطریق ارث کے پہونچی تھی بطریق ہدیہ کے خط کی ساتھ بھیجی جب یہ لوگ مصر کو پہونچے
اور بموجب وصیت حضرت یعقوب کے متفرق دروازوں سے داخل ہوکر شمعون کی مہمان سرا میں اترے
شمعون نے بعد ضیافت کے الطاف و عنایات عزیز مصر کی بیان کرنا شروع کی تمام رات اسی الطاف کی
باتوں میں کٹی جب صبح ہوئی تو گیارہوں بھائی عزیز مصر کے دربار میں گئے اور حضرت یوسف کو خبر ہوئی کہ
وہ عبرانی بھائی آئے ہیں اور حضرت یعقوب کا تحفہ لائے ہیں بیت شادی سے ہوا رخ اسکا روشن یوں کہ
جیوں گل ہو بہار میں بہ گلشن ،، فرمایا کہ انکو بکمال حرمت اور عزت سے بٹھاؤ پھر حضرت صدیق نے حضرت یعقوب
کا حال پوچھا بھائیوں نے کہا پہلے تو تسلی خاطر محزون کی ابن یامین سے کرتے تھے اور فرزند مفقود الخبر کی رنج
کی تسلی اسکے جمال سے فرماتے تھے اب معلوم نہیں کہ کیا حال ہوگا بعد اس کے دستار ابراہیم اور مکتوب یعقوب
عزیز محبوب کا ملاحظہ میں گذرانا حضرت یوسف نہایت خوش ہوئے اور اس تبرک متبرک کے پہنچنے کو مقدمۃ السعادت
رسالت کا سمجھا جب وقت کھانیکا ہوا اور خوان مہیا ہوی حضرت یوسف نے پردے میں تشریف لیجا کر حکم دیا
کہ ایک خوان پر دو دو بھائی بیٹھیں اور ایک خوان ابن یامین کے آگے رکھا ابن یامین نے جو اپنے
تئیں اکیلا دیکھا اپنے حقیقی بھائی کو یاد کر کے آب دیدہ ہوئے حضرت یوسف نے جو پردے کے پیچھے یہ حال دیکھا
شفقت برادری سے بیتاب ہوکر انکو اندر بلا کر اپنے ساتھ بٹھلایا اور فرمایا کہ اے ابن یامین بجائے یوسف
گم گشتہ کے شرطیں برادری کی میں بجا لاؤنگا ابن یامین نے کہا کہ ہر چند مرتبہ حضور کی برادری کا عالی ہی لیکن
اگر عزیز کے تئیں نسبت ابراہیمی ہوتی تو یہ حسرت مٹتی۔ حضرت یوسف کو اس بات کے سننے کی تاب نہ رہی۔
اور نقاب اٹھا کر فرمایا کہ میں ہوں یوسف گم گشتہ تیرا بھائی لیکن اس راز کو بھائیوں سے چھپائیو جب تک

کہ اپنے گناہوں کا اقرار نکریں اور عذر سے پیش نہ آویں تب تک ظاہر مت کیجیو ابن یامین نے کہا کہ اب تو میں مصر سے
باہر نہ جاؤنگا اور تیری جدائی سے راضی نہونگا حضرت یوسف نے کہا کہ میں اس مقدمہ میں فکر ثواب کا اندیشہ
کرونگا پھر وکلا سے کہکر کہ اُن کے اونٹ غلہ سے بھر کر پر بار کروائے اور ہر ایک کو خلعت مناسب حال
اپنے کے عنایت کر کے رخصت کیا اور ایک خواص محرم راز سے فرمایا کہ پیمانہ خاص بادشاہ کا جو جواہر سے مرصع
ہے ابن یامین کے بار میں رکھدو جب بھائی روانہ ہوئے تو ایک جماعت کو اُنکے پیچھے بھیجا اور منادی کی کہ
اے اہل قافلہ تم چور ہو بھائی حیران ہوے اور کہا کہ ہمسے کیا چاہتے ہو بولے کہ بادشاہ کا پیمانہ مرصع چوری گیا
ہے جو کوئی کہ اُس کو لاویگا ایک شتر گیہوں کا انعام ملیگا۔ بھائیوں نے قسم کھائی کہ باللہ ہم اس زمین میں
فساد کرنیکو نہیں آئے اور ہم نے اپنے اونٹوں کے منہ بھی باندھے ہیں جو کسی کے درخت کو نہ کھاویں تم اس امر
ناشائستہ کی نسبت ہمکو کیا کرتے ہو اُن لوگوں نے کہا جسکے اونٹ میں نکلے اُسکی کیا سزا ہے وہ بولے کہ سزا یہ ہے
کہ وہ خیانت کار غلام صاحب مال کا ہوگا تب مصریوں نے تلاشی بوجھوں کی شروع کی اول اور بھائیوں کے بوجھ
دیکھے بعد اُس کے ابن یامین کے بوجھ میں صاع مرصع نکلا یہ سب شرمندگی سے سرنگوں ہوے پھر ابن یامین سے کہا
کہ تیرا باپ روحانیوں کا امین ہے اور آسمانیوں کا ہمنشیں تجکو شرم نہ آئی کہ تو نے دامن عصمت کو اس خیانت
سے ملوث کیا ہرچند ابن یامین قسم کھا کر کہتے تھے کہ میں اس امر سے مطلق نہیں واقف کہ کس نے رکھا وہ بولے کہ اگر تو نے
یہ کام نہیں کیا تو تیرے سامان میں کیوں نکلا ابن یامین نے کہا کہ یہ صاع میرے سامان میں اُسنے رکھا ہے
جسنے تمہاری اونٹوں میں تمہاری پونجی چھپا کر رکھی تھی روبیل نے کہا کہ سچ ہے معلوم نہیں کہ عزیز مصر کو اس
پردے میں کیا شعبدہ بازی منظور ہے کارندے حضرت یوسف کے ابن یامین کو پکڑ کر حضور میں لے چلے۔
بھائی بھی ناچاری پھر کر حضرت یوسف کی مجلس میں حاضر ہوے اور بولے کہ اسنے اگر چوری کی تو اُس کے بھائی
نے بھی پہلے چوری کی تھی اس بات کے سنتے ہی حضرت نے غضبناک ہوکر اُنکی سیاست کا حکم دیا تھا بھائیوں
نے بھی یہ حال دیکھکر جان شیریں سے ہاتھ دھوکر تلواریں ہاتھ میں لیں۔ اور شمعون نے بھی آگے بڑھکر
کہا کہ اے بادشاہ ابھی ایک نعرہ مارونگا کہ تمام شہر کی عورات حاملہ اپنے حمل وضع کرینگی اور یہودا نے کہا کہ اپنے
پنجۂ قدرت سے شیر کا پوست چیر ڈالونگا اور ہاتھی کے دانت اُکھاڑ دونگا حضرت یوسف نے جو بھائیوں کا غضب
دیکھا اپنے بیٹے کو جسکا نام افرائیم تھا فرمایا کہ یہودا اور شمعون کے پیچھے جاکر اپنا ہاتھ اُنکی پیٹھ پر مل دے اسواسطے
کہ حضرت صدیق کو معلوم تھا کہ جو کوئی آل یعقوب میں سے غضب میں آوے اور جو کوئی شخص اُن کے خاندان کا

اسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیر دیں تو فوراً انکے غضب کا شعلہ بجھ جاتا ہے جب افرائیم نے ہاتھ پھیرا اور اُن کا غصہ ایکبارگی
کم ہوا حضرت یوسف کے آدمیوں نے اُن سبکو گھیر کر پکڑ لیا وہ بولے کہ واللہ یہاں کوئی آل یعقوب میں سے ہے
اور اس بھید کا واقف کار ہے جو ہمارا غصہ یکبارگی رفع ہو گیا یہودا نے بڑھکر عرض کی کہ اے عزیز ہمارا باپ پیر
و ضعیف ہے اور ہمنے اُس سے عہد کیا ہے کہ تیرے بیٹے کو تجھ تک سلامت پہونچاوینگے اب اگر بغیر اُس کے
اُنکے حضور میں جاوینگے تو کس آنکھ سے اُنکے سامنے دیکھینگے مہربانی فرما اور ہم میں سے ایک کو اُسکے عوض
لے ہم حق بندگی بجالاوینگے حضرت یوسف نے کہا تمنے مجھ میں کیا ناراستی دیکھی ہے کہ مجھپر اب بدگمان کرتے
ہو کہ میں آزاد کو بندگی میں رکھوں اور بیگناہ کو دوسرے کی علت گناہ میں ٹھیراؤں۔ بلکہ میں نے تو
موافق شریعت انبیا کے کیا ہے کہ گنہگار کو لیتا ہوں اور تمہارا گناہ معاف کرتا ہوں بعد اُسکے وہ بیعنامہ
مالک کا اُن کو دیکر کہا کہ یہ خط عبرانی ہے اہل مصر اسکو نہیں پڑھ سکتے ہیں تم مہربانی کرکے اسکو پڑھدو بھائیوں
نے جو اُس کاغذ کو دیکھا تو نامہ اعمال نظر آیا نہایت شرمندہ و حیران ہوے کہ عزیز مصر کے ہاتھ کیوں کر لگا؟
سبھوں نے سر نیچے کر لیا اور شرم کے مارے کچھ جواب ندیا القصہ جب اولاد یعقوب ابن یامین سے ناامید
ہوے اور ارادہ کنعان کا کیا یہودا نے حضرت یعقوب سے قول و قرار مستحکم کیا تہا کہ میں تو ہرگز نہ جاؤں گا۔
جبتک باپ اجازت دیگا یا خدا میرے حق میں حکم فرماوے بھائی غمگین اور ملول روانہ ہوکر کنعان میں پہنچے
اور حضرت یعقوب سے سب احوال مفصل عرض کیا حضرت یعقوب کا غم تازہ ہوا اور درد فراق دو فرزندوں کا
دل پر بے اندازہ ہوا اور اسقدر روئے کہ چشم جہان بین زیور نور سے معطل ہوئیں القصہ جب ایک مدت ابن یامین
کی جدائی میں گذری حضرت یعقوب نے عزیز مصر کی نام ایک خط لکھنا چاہا قارض بن یہودا کو طلب کیا
کہ ایک نامہ لکہے مضمون یہ کہ عزیز مصر معلوم ہو وے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا و پیر بلائیں نازل کیں اور انکو تین طرح
طرح کے عذاب سے آزمایش کی انمیں سے ایک یہ کہ میرے دادا ابراہیم کو ہاتھ پاؤں باندہکر آگ میں پھینکا۔
اور اُسنے صبر کیا اسواسطے اُس نار کو گلزار کیا اور میرے چچا اسمٰعیل کے گلے پر چھری رکھی اور میں ایک
فرزند دلبند رکھتا تھا کہ وہ میرا قوت قلب و قرۃ العین تھا بھائی اُسکے اسکو جنگلمیں لیگئے اور پیراہن خون
آلودہ اُسکا مجکو لاکر دکھلایا کہ اسکو بھیڑیے نے کھایا اور ایک فرزند دوسرا رکھتا تہا کہ اُس گم گشتہ کا حقیقی بہائی
تھا اُسکے دیدار سے دلکو تسلی کرتا تہا اب اُسکے بہائی خبر لائے کہ اسکو امیر مصر نے بعلت دزدی محبوس کیا ہے
یہ سب جانتے ہیں کہ اہلبیت نبوت کو چوری سے نسبت نہیں ہے اب تجھ سے امید ہے کہ اُس فرزند محبوس

کو بلیہ مایوس کے پاس بھیجا ہے اور اس پیر محنت رسیدہ کو اس اندیشہ سے چھڑا دے کہ سبب سعادت ابدی کا تجھکو ہوگا اور اوقات اجابت میں دعائے خیر سے تیری مددگاری کرونگا اور اگر اس حکم کے برخلاف کریگا تو یقین جان کہ ایسی دعائے بد کرونگا کہ اسکا اثر تیری سات پشت تلک باقی رہیگا اور کوئی دفع نہ کرسکیگا۔ قارض یہ خط لیکے مصر کو روانہ ہوئے اور چند روز میں مصر کو پہونچکر وقت مناسب میں حضرت یوسف کی مجلس میں تشریف لیگئے اور وہ نامہ حضور میں یوسف کی گذرانا حضرت یوسف نے خط کو پڑھکر قطرات آنسوؤں کے آنکھوں سے برسائے اور جواب نامہ پدر بزرگوار کا لکھا مضمون اسکا یہ کہ مکاتبہ شریف نے کہ نہایت حزن واندوہ سے لکھا تھا شرف موزو وپایا اور محبت سے آبائے عظام کی اور درد فرقت سے اولاد کرام کے واقف ہوا اب علاج اور درمان سوا صبر کے نہیں صبر فرماؤ جیسا کہ انہوں نے صبر کیا اپنے مطلب کو پہنچے گے جیسے کہ وہ اپنے مطلب کو پہونچے والسلام جب خط سے فارغ ہوئے قارض کو خلعت فاخرہ اور انعام متکاثرہ دیکر رخصت کیا قارض مانند فارس برق رفتار کے کنعان میں پہونچا اور جواب مکتوب کا حضور میں گذرانا حضرت یعقوب نے مضمون خط کا سنکر فرمایا کہ یہ بات مانند کلام انبیا کے معلوم ہوتی ہے اور بیٹوں سے کہا کہ جلد مصر کو جاؤ اور دونو بھائیونکی تلاش کرو اور خدا کی قدرت سے ناامید مت ہو ان کے وصل کی ہوا اس خط سے میرے دلکو پہونچتی ہے بھائیوں نے تیاری کی اور پونجی کم قیمت جو میسر ہوئی لے کر روانہ ہوئے اور چند روز میں مصر کو پہنچے حضرت یوسف کے حضور میں جاکر نہایت عاجزی اور نیازمندی سے عرض کی کہ اے عزیز آل یعقوب گرفتار رنج و تعب ہیں اگر یہ پونجی کم قیمت قبول کرے اور کچھ زیادہ اپنی طرف سے تصدق کرے تو خدا تصدق کرنیوالوں کو جزا دیتا ہے حضرت یوسف نے جو یہ بات رقت آمیز بھائیوں کی سنی بیطاقت ہوگئے اور اپنے دل میں کہا کہ میں تو اس ناز و نعمت میں آسودہ اور اہلبیت میری محنت روزگار سے فرسودہ یہ بات مروت اور فتوت سے بعید ہے تب نقاب چہرے سے اٹھایا اور فرمایا کہ آیا تم جانتے ہو کہ کیا معاملہ کیا تم نے یوسف سے اور اسکے بھائی سے جب بھائیونکی نظر اس جمال پر پڑی اور بدیدہ غور نگاہ کی تب بولے آیا تو یوسف ہے فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے جب بھائیوں نے یہ الطاف اور احسان دیکھے بولے کہ واللہ خدا تعالیٰ نے ہم جفاکاروں پر تجھکو برگزیدہ کیا حضرت یوسف نے انکے سب کاموں کو نابود جانا اور خطائیں انکی معاف کیں اور انکے گناہونکی معافی اللہ سے مانگی اور پھر احوال اس مقیم بیت الاحزان کا یعنی یعقوب نبی الرحمن کا پوچھا جب حقیقت مفصل دریافت ہوئی تب بھائیوں سے فرمایا کہ علی الصباح پیراہن میرا کہ وسیلہ ہے شفائے رنجوروں کا اور باعث ہے نجات مہجوروں کا جلد

لیجاؤ اور باپ کے منہ پر ڈالو تاکہ آنکھیں اُنکی روشن ہوں یہودا نے کہا کہ یہ خدمت مجکو ملے کہ میں نے اول تمہارا پیراہن خون آلودہ باپ کے پاس لیجا کر اُنکے دلکو آزردہ کیا تھا شاید اس خدمت کی برکت سے مجھ سے راضی ہو

بیان یہودا کے کنعان کو جانے اور حضرت یعقوب کو غم سے چھڑانے اور سبکو مصر میں لانیکا

جب صبح ہوئی تو یہودا نے پیراہن لیکر دروازہ مصر سے پاؤں باہر رکھا اور شہر کے دروازے کی باہر بموجب حضرت کے پیراہن جھٹکا اللہ تعالے نے بادصبا کے تئیں حکم دیا کہ بوے پیراہن کی ایک دم میں مصر سے کنعان کو پہنچا حضرت یعقوب کے دماغ پر جو وہ خوشبوے حیات بخش پہونچی فے الفور اپنے پوتوں سے فرمایا۔ کہ اے عزیزو! اگر میرے تئیں دیوانہ پن کی نسبت نہ کرو تو میں کہوں کہ اس بادصبا سے یوسف کے پیراہن کی خوشبو میرے دماغ جان میں پہونچی ہے اور اُسکے باغ جمال سے بوی وصال آتی ہے پوتے بولے۔ کہ اے دادا تو یوسف کے عشق میں دیوانہ ہو اسواسطے ایسی باتیں کیا کرتا ہے ابیات نرے دماغ میں یوسف کی کچھ نہیں ہے نسیم ٭ و لیک یونہی تیرا دل ہے اور ضلال قدیم ٭ خدا جانے کہ یوسف کا ہے کیا حال ٭ تو بیٹھا کھولتا ہے سر گھڑی فال ٭ جو تین روز گذرے یہودا ناگاہ آن پہونچا اور بعد خوشخبری زندگانی یوسف کے پیراہن کو کھول کر باپ کے چہرہ مبارک پر ڈالا فی الحال حضرت یعقوب کی آنکھوں میں بینائی آئی اور مکھلا بدن میں طراوت آئی دل ضعیف کو قوت پہونچی یہودا سے پوچھا کہ یوسف کو کسحال میں چھوڑا تو نے کہا تمام ملک پر مستولی اور تمام خلق پر حاکم ہے فرمایا کہ ملک اور حکومت سے نہیں پوچھتا ہوں اُسکو کس دین اور مذہب پر پایا۔ تو نے کہا وہ ملت ابراہیم پر مقیم اور مذہب اسرائیل پر مستقیم ہے کہا کہ اے فرزند جیسا کہ میری خاطر کو خوش کیا تو نے اور میرے دل کو بند غم سے آزاد کیا تو نے حق سبحانہٗ و تعالیٰ سختی موت کی تجھپر آسان کرے۔ دوسرے دن حضرت یوسف کے قاصد پہنچے اور ایک سو اونٹ کو پیکر صبا کردار اور بیس گھوڑے تازی تیز رفتار حضرت یعقوب کے حضور میں گذرانے حضرت یعقوب نے تین روز تہیہ اسباب کا کر کے چوتھے دن مع اتباع و اشیاع متوجہ مصر کے ہوئے اہل کنعان جو سالہا سال سے تربیت کئے ہوئے خوان یعقوب کے تھے جب ہمسایگی سے اُس جناب کی مایوس ہو کر تو کجاوے کے قدم پر لوٹتے تھے اور اپنا منہ ہودج شریف سے مل مل کر روتے تھے حضرت اسرائیل نے اللہ سے اُنکے حق میں دعائے فراغت معیشت اور خاتمہ بالخیر کی مانگ کر رخصت کیا حضرت یوسف نے کنعان سے مصر تلک ہر ایک منزل میں سامان ضیافت کا مہیا کیا اور خوان نعمت تیار رکھا جب نزدیک مصر کے پہنچے یہودا نے خازن کے تئیں واسطے بشارت وصول یعقوب علیہ السلام کی

آگے بھیجا حضرت یوسف نے ملک ریان سے اجازت لی کہ معہ بھائیوں کے مصر سے حضرت یعقوب کے استقبال
جاویں ملک ریان نے کہا کہ میں بھی چلونگا اور اس سعادت بے نہایت میں شریک ہونگا دوسرے دن
نے حکم دیا کہ علمائے دولت اور امرائے مملکت سب شہر سے باہر آویں یوسف کمال حشمت سے واسطے استقبال
کے باپ کے نکلے حضرت یعقوب کی نظر اس گروہ پر پڑی تو یہودا سے پوچھا شاید ریان بن الولید بادشاہ مصر
جو یہودا نے عرض کی نہیں بلکہ فرزند سعادتمند تمہارا یوسف عزیز مصر ہے کہ حضور کے استقبال کو آیا ہے
حضرت یعقوب گھوڑے سے اُترے اور یہودا کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر روانہ ہوئے جب حضرت یوسف کی
نظر یہودا پر پڑی اور ایک پیر ضعیف باہیبت و اجلال نظر آئے تو یقین جانا کہ حضرت یعقوب ہیں حضرت
یوسف گھوڑے سے اُترے اور بادشاہ مصر بھی پیادہ ہوا حضرت صدیق بادشاہ پر سبقت کرکے باپ پاس
پہونچے یعقوب نے فرزند عزیز کو سینے سے لگا کر فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُذْهِبَ الْاَحْزَانِ اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا مُزِیْلَ التَّعَبِ وَالْهَوَانِ اور ایسا روے کہ دونو بیہوش ہوگئے ریان نے بھی شکوہ سلطنت کو خاک
پر رکھکر حضرت یعقوب کے قدم چومے پھر بعظمت تمام شہر میں آئے حضرت یوسف نے اول بھائیوں کو اور باپ کو
اپنے گھر اُتارا اور حضرت لیا کو جو بی بی حضرت یعقوب کی اور خالہ حضرت یوسف کی تھیں تخت
پر بٹھلایا اور آپ بحرمت تمام اُس تخت پر اُن کے سامنے بیٹھے اور اسوقت میں حضرت یعقوب اور لیا نے
اور گیارھوں بیٹوں نے حضرت یوسف کو سجدہ تحیت کیا اور حضرت یوسف نے فرمایا یَا اَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ
رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ یہ تعبیر میرے خواب کی ہے جو آگے دیکھا تھا بعد اُسکے حضرت یوسف نے جو جو ایام جدائی
میں گذرا تھا مفصل اپنے قبلہ دین و دنیا کے آگے عرض کیا اور ہر ایک بھائی کیواسطے مکان دلکشا معین
فرمایا اور وجہ معاش ہر ایک کی مقرر کی خاطر اشرف کو اُنکے انتظام سے جمع کیا اور احوال بنی اسرائیل کا
بفراغ بال و خوش احوال گذرنے لگا اور چوبیس برس تک حضرت یعقوب نے یوسف کے وصال سے
تدارک ایام جدائی کا حاصل کیا آخر عزرائیل بحکم رب الجلیل حضرت اسرائیل کے پاس حاضر ہوئے حضرت
یعقوب نے سب بیٹوں کو وصیت کی اور حضرت یوسف کو اپنا ولیعہد کرکے ہمائے بلند پرواز روح کو
میدان قرب میں پہونچایا جب ریان بن الولید جسنے حضرت صدیق کی نبوت میں دین اسلام قبول کیا تھا
حیات مستعار کو کارکنان قضا و قدر کو سونپا ایک کافر فاجر قابوس ابن مصعب نام نے سریر سلطنت پر آرام پکڑا
ہرچند یوسف نے بموجب وحی آسمانی کے اُسکو اعمال ناپسندیدہ سے منع کیا مگر قابوس نے تصدیق

نبوت یوسف کی نہ کی یوسف قابوس کے اسلام سے مایوس اور طول ایام حیات سے ملول ہوی ایکرات
وقت تنہائی میں مناجات کی کہ اے کریم کارساز و اے خدای بندہ نواز تونے مجکو محنت چاہ سے ذروۂ عزو
جاہ تک پہونچایا اور نشیب رقیب سے اوج عزت تک بلند کیا اب مرغ روح قالب قفس سے تنگ آیا ہے
اُسکو گلشن رضوان میں مقام ابراہیم پر پہونچا بعد یقین ہونے قبولیت دعا کے یہودا کے تئیں کہ فراست
اور نجابت اُس کی پیشانی میں ظاہر تھی۔ امارت اور ریاست بنی اسرائیل اور خاندان خلیل کی بخشی۔ یہ
کہکر وہ تو عالم قدس کو روانہ ہوے اور قیامت تک پیچھے احوال افسانہ ہوئے ؏

ذکر حضرت ایوب علیہ السلام کا

والدہ انکی حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں اور بی بی انکی افرائیم بن یوسف کی بیٹی تھیں نام اُنکا رحمت
تھا حضرت ایوب نہایت آسودہ حال اور صاحب مال تھے سات بیٹے اور سات بیٹیاں اور تین ہزار
ونٹ اور ہزار بکریاں اور پانچ ہل اور پانچ سو غلام اُن سب کے قبیلے اور اولاد تھی اور ہمیشہ خدا کی شکرگزاری میں
قیام فرماتے تھے اور اہل تاریخ کہتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں شیطان لعین آسمان پر جا کر ملائک سے باتیں کرتا تھا اور
بھی کبھی درگاہ بے نیاز میں بعضی التماس اور عرض اُسکی قبول ہوتی تھی جب ایوب علیہ السلام نے مرتبہ
پیغمبری کا پایا ظاہر میں بندگی اور خیرات انکی اگلے پیغمبروں سے زیادہ تھی اور شیطان کو اُن کے حضور میں
کسیطرح مجال وسواس اور اغوا کی نہ تھی اسواسطے حسد کا شعلہ اُسکے باطن ناپاک میں مشتعل ہوا اور عداوت
انکی شروع کی جناب کبریائی سے اُسکو ندا ہوئی کہ اے لعین ایوب بندہ صالح و شاکر ہے اُسپر تیرا اغوا اثر
نہ کریگا شیطان نے عرض کی کہ خداوندا تونے اُسکو ثروت اور فراغت اور قدرت عنایت کی ہے اور آنکھیں
انکی اولاد کے دیدار سے روشن ہیں کیونکر شکر نہ بجا لاویگا اگر یہ نعمتیں اُس سے لیویگا۔ تو کبھی سجدہ بھی نکریگا اور
بندگی سے بیزار ہو دیگا خطاب باری ہوا کہ اے ابلیس یہ گمان تیرا میرے بندۂ مخلص کے حق میں برخلاف ہے
شیطان نے کہا کہ اگر میرے تئیں اُسکے مال اور اولاد پر تسلط بخشے جب معلوم ہو کہ کیسی بندگی کرتا ہے۔ اور
کسطرح شکرگزاری میں رہتا ہے جناب بے نیاز نے فرمایا کہ ایوب کے مال اور اولاد پر میں نے تجکو تسلط دیا۔
تب تو ابلیس نے خوش ہوکر اپنے ذریات اور توابعین کو جمع کر کے صورت حال ظاہر کی بعضے ذریات
نے اُسکے حکم سے بکریاں اور مواشی حضرت ایوب کی پانی میں غرق کردیں اور شیطان نے گوالے کی
صورت بن مواشی کے ڈوب جانیکا احوال ظاہر کیا حضرت ایوب نے فرمایا کہ شکر ہے اُس خدا کو

کہ جسنے اپنے فضل سے دیا تہا اور عدل سے لے لیا شیطان مایوس ہوکر پھر آیا اور اپنے ذریات کو کہکر زراعت
اور خرمن میں آگ لگادی اور آپ اُن کے وکیل کی صورت بنکر بولا کہ تم تو نماز میں مشغول ہو۔ اور تمام
کھیت اور خرمن وغیرہ سامان جلکر خاک ہوگیا اور درخت باغوں کے خشک ہوگئے حضرت ایوب نے
جواب سابق دیا اور عبادت میں بدستور سابق بغیر اضطراب بکمال دلجمعی مشغول ہوے شیطان ملعون
محزون پھر گیا اور اسیطرح ہر ایک اسباب کے ہلاک ہونیکی خبر کرتا تھا اور حضرت ایوب وہی جواب دیتے
اور وہ کافر خاسر وخائب پھر جاتا تہا اُس پر ابلیس نے اُس مکان کو کہ جہاں اولاد با استاد تعلیم
میں مشغول تھی اُنپر گرادیا اور فرزندان سعادتمند اُس گھر کے گرنیسے دب گئے پھر کافر نے حضرت
ایوب سے اُس واقعہ جانکاہ کی خبر دی اُس نبی صابر نے بدستور سابق کمال استقلال سے توکل کی
رسی اپنے دست ہمت سے نہ دی اور مطلق تغیر مزاج عالی پر نہ آیا پھر اُس ملعون نے حضور رب العلمین
میں عرض کی کہ الٰہی ایوب جانتا ہے کہ اُسکو اس مال اور اولاد کے بدلے بسبب صبر کے دوچند عنایت کریگا
اسواسطے مضطرب نہیں ہوتا اگر تو مجھکو اُسکے جسم پر تسلط اور اختیار دیوے تب اُسکی بناء کی اور شکرگذاری
معلوم ہو جناب باری نے فرمایا کہ میں نے تجھکو اُسکے بدن پر سوائے زبان اور دل اور کانوں کے مسلط
کیا ابلیس نے فرصت پاکر بصورت مرد ساحر کے آکر ہوا اُنکی ناک میں پھونکی حرارت اُسکی تمام مزاج پر غالب
ہوئی اور خارش بدن مبارک میں پیدا ہوئی اور گوشت اور پوست پھٹنے لگا اور مرض دراز ہوا اور اعضاء
شریف میں کیڑے پڑگئے بدبو آنے لگی اور بستی سے باہر گھر والوں نے ایک جھونپڑی بنادی اور کسی بندہ
خدا نے اُن کا تعہد اور خبرداری نہ کی سوائے بی بی رحمت کہ رحمت خدا کی اُنکی ہمت پر ہو جیو اُس نے
کمر ہمت کو چست باندہا اور جو کچھ باقی رہا تھا اُنکے معالجے میں صرف کیا جب سب املاک واسباب تمام ہوگیا تو
بی بی صاحبہ مزدوری کرتی تھیں نصف تو اُنکی تندرستی کیواسطے صدقہ دیتی تھیں اور آدھے کا طعام
خرید کر اُن کے پاس لیجاتی تھیں اور ہر بار جو حضرت ایوب کی حرم محترم مزدوری کو جاتی تھیں تو شیطان
ملعون سر راہ پر کھڑا ہوکر منع کرتا تھا کہ تو ایسی صاحب جمال ہو کسواسطے مزدوری کرتی ہے اور اپنی جوانی
ایسے شخص کی خدمت میں کہ جسپر غضب الٰہی کی نظر ہے برباد کرتی ہے یہاں ایک سردار مصر کا نہایت
مالدار اور صاحب اختیار ہے تو اُس بیمار کو چھوڑدے میں تجھکو اُسکے نکاح میں لاؤنگا۔ اور درجہ تیرا اوج عزت کو
پہونچاؤنگا وہ بی بی پاک اعتقاد اُس کافر کے کلام نافرجام پر مطلق التفات نہ فرماتیں۔

اور شب کو تمام احوال اُنسے عرض کرتیں حضرت فرماتے تھے کہ تو ہرگز اُسکی بات پر فریفتہ مت ہو جیو وہ ابلیس ہے
اور یہ باتیں اُسکی بنیاد اغوا اور تلبیس ہے اور ایک روز شیطان نے طبیب کے بھیس میں آکر بی بی رحمت
سے کہا کہ اس مرض کا علاج گوشت خوک اور شراب انگور ہے سوا اسکے کسی دوا سے صحت نہ ہوگی۔
بی بی صاحبہ نے بامید تندرستی مزدوری کر کے دونو چیزیں بہم پہنچائیں اور حضور میں عرض کی۔ کہ
یہ دوا ایک طبیب حاذق نے بتائی ہے حضرت ایوب نے نہایت غصے سے فرمایا کہ میں نے تجھکو کہا تھا
کہ وہ شیطان ہے تو نہیں جانتی کہ پیغمبروں پر یہ چیزیں حرام ہیں اگر میں اچھا ہونگا تو سو لکڑیاں اُس کی
سزا میں مارونگا بی بی صاحبہ باوجود ملامت کے خدمت گزاری میں کسیطرح قصور نکرتیں اور شب و روز
باخلاص تمام خدمت میں حاضر رہتیں اور حضرت ایوب اُس شدت اور مصیبت میں اسطرح سے
تحمل فرماتے تھے اور ایک لحظہ وظائف عبادت میں تساہل نکرتے چنانچہ ملائک افلاک کے اور رہنیوالے
خطہ خاک کے اِس حال سے حیران ہوتے تھے جب ابلیس ملعون کا کوئی فریب پیش رفت نہوا اور کسی
طرحکا تغیر حضرت ایوب کی طاعت اور عقیدہ میں نہ آیا آتش حسد سے اُس ملعون کا دِل جلگیا جب زمانہ
مصیبت کا گذرا اور وقت عافیت اور راحت کا پہنچا جبرئیل امین اُس جھونپڑے میں آئے اور جناب الہی سے
اُنکی تندرستی کا مژدہ لائے اور ہاتھ اُنکا پکڑ اُسجگہ سے اُٹھا کر فرمایا کہ اپنا پاؤں بیہاں زمین میں مار پاؤں
مارتے ہی ایک چشمہ گرم پیدا ہوا اور جبرئیل کے اشارے سے اُسمیں غسل کیا تمام مرض ظاہر بدن کے دور ہو
پھر جبرئیل کے کہنے سے اُلٹا پاؤں زمین پر مارا اور ایک چشمہ سرد خوشگوار نکلا اسمیں سے آب حیات
نوش جان فرمایا تمام علت اور زحمت باطنی دفع ہوئی حضرت ایوب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ بی بی صاحبہ
مزدوری کر کے آئیں اور اُن دونو شخصوں کو تندرست صحیح و سالم دیکھکر حیرت سے پوچھا
کہ یہاں میرا بیمار مبتلا تھا سو کہاں ہے جبرئیل نے کہا کہ اگر تو اُسکو دیکھے تو پہچانیگی حضرت ایوب ہنسے
اور بی بی صاحبہ نے پہچان کر شکر خدا کا کیا اور حضرت جبرئیل کی تعلیم سے خوشہ خرما سے تر سو تنکوں کا
لیکر حضرت ایوب نے اُنپر ایکبار مارا وہ اپنے عہدہ قسم سے نکلے اور قائم گھر کو گئے حقتعالی نے اپنی
قدرت کاملہ سے تمام مواشی اور اسباب اور غلام آگے سے دونا عنایت کیا بلکہ بعضے اہل تفسیر نے
لکھا ہے کہ جو اولاد اُنکی فناہ ہوئی تھی اُنکو پھر جلایا اور دونا سامان عنایت فرمایا اور بعد صحت کی اہل روم
کی طرف واسطے دعوت کے گئے۔ اور اُسی ملک میں وفات پائی ❊

ذکر حضرت شعیب علیہ السلام کا

لقب اُن کا خطیب الانبیا ہے اسواسطے کہ فصاحت زبان اور بلاغت بیان درجہ علیا رکھتے تھے اہل مدین
اور اصحاب الایکہ کی طرف مبعوث تھے اور حقیقت میں اہل مدین اور اصحاب ایکہ ایک ہی گروہ ہے یہ لوگ باوجود
بُت پرستی کے کیل اور وزن میں انصاف نکرتے تھے اور کھوٹے روپے اور اشرفیاں چلاتے اور راستے
مسافروں کا قطع کرتے تھے حضرت شعیب ہر چند اُن لوگوں کو افعال بد سے منع کرتے تھے وہ ہرگز باز نہ آتے
جن لوگوں کی قسمت میں سعادت ازلی مقدر تھی اور زیور عقل سے آراستہ تھی وہ ایمان لائے اور جو کہ شقی
ازلی تھے وہ گمراہ رہے اور افعال بد سے باز نہ آئے جب شہرہ شعیب کی دعوت کا عالم میں ہوا ملک شام کے
اور دوسری اطراف کے لوگ کمال رغبت سے واسطے تحصیل سعادت کے روانہ ہوئے انکی قوم کے لوگ
بر سر راہ بیٹھ کر لوگوں کو انکی متابعت سے مانع ہوتے تھے حضرت شعیب نہایت عتاب خطاب اُن کو کرتے تھے
کہ تم پیغمبروں کی نصیحت نہیں سنتے اور بیابان ضلالت میں گرفتار ہوئے ہو اوروں کو کسواسطے مانع ہوکر
وبال اُنکے اضلال کا اپنی گردن پر لیتے ہو اگر تم خدا کے غضب سے نہ ڈروگے اور احکام الٰہی نہ سنوگے تو جو عذاب
اگلی اُمتوں پر نازل ہوا تھا اُسی طرح تم پر بھی ہوگا اُسوقت کچھ تدارک نہو سکیگا قوم نے جواب دیا مال و اسباب
ہماری ملک ہے کمی بیشی کرینگے ہم مختار ہیں تو ہمارے ملک کا کیوں معترض ہوتا ہے اور بُت پرستی ہمارے قدیم
بزرگوں کا شیوا ہے ہم کیونکر چھوڑینگے کہ ہمارے اقربا اور ہم قوم تیرے مطیع اور فرمانبردار ہونگے۔ اور یہ بھائی جو
ایمان لائے ہیں انکو جنون ہوا ہے اگر اس علت سے پاک ہوکر حالت اصلی پر رجوع نہ کرینگے تو ہم انکو اس
ملک سے نکال دیوینگے اور تیرے ساتھ صرف بسبب قرابت کے رعایت کرتے ہیں ورنہ اس خیال فاسد
کی ایسی سزا دیتے کہ تجھکو معلوم ہوتا حضرت شعیب نے فرمایا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے نجات دی اور
ایمان عنایت کیا وہ دین حق سے طرف باطل کے رجوع نکرینگے اور تم اپنی حماقت سے مراتب قرابت کا خیال
کرتے ہو ربوبیت اور خداوندی کا لحاظ نہیں کرتے ہو قریب ہے کہ وہ خداوند قہار تم پر اپنا قہر نازل کریگا القصہ جب
کفر اور ضلالت اُس قوم کا حد سے زیادہ ہوا اور بطریق استہزا کے حضرت شعیب سے عذاب مانگنے لگے کہ اگر تو
سچا پیغمبر ہے تو ہم پر عذاب نازل کر حضرت شعیب نے دعا مانگی اور منتظر نزول عذاب کے ہوئے اُس عرصہ
میں سات دن رات اسطرح کی گرمی ہوئی کہ وہ لوگ شدت حرارت سے گھروں میں ٹھہر نے کی تاب نہ لا سکے مع
اہل و عیال اور چارپاؤں کے گھروں سے نکل کر باغوں میں گئے حقتعالیٰ نے جہنم کی طرف سے اسطرح کی

باد گرم اُن کو راہوں پر پہنچی کہ پانی چشموں کا اور کنوؤں کا اور خون بدن کا مانند دیگ کے جوش کرنے لگا اور پاؤں کے چمڑے گرنے لگے اس عرصہ میں ایک ابر سیاہ نے اُس زمین پر سایہ ڈالا وہ اُس سایہ میں گئے جب سبھوں نے اُس سایہ کے تلے قرار پکڑا ایک ایسی آگ اُس ابر سے نازل ہوئی کہ تمام وضیع و شریف اور قوی و ضعیف جلکر راکھ ہوگئے اور جو کہ شہر میں باقی تھے حضرت جبرئیل کے نعرہ کے صدمہ سے جہنم رسید ہوئے جہان اُنکے شرک پلید سے پاک ہوا اور حضرت شعیب نے اور مومنوں نے اُنکے شرک سے نجات پائی اور حکم الٰہی نازل ہوا کہ حضرت شعیب معہ مسلمانوں کے مدین میں رہیں اور اطراف کے لوگوں کو دین حق سکھادیں جب تلک کہ حضرت موسیٰ انکی خدمت میں پہونچو اور بعد حضرت موسیٰ کے تشریف لیجانیکے سات برس کئی مہینے اور زندہ رہے پھر منازل حقیقی کو تشریف لیگئے

ذکر حضرت موسیٰ اور ہارون علیٰ نبینا وعلیہما السلام

حضرت موسیٰ و ہارون بڑے پیغمبر اور مقرب بارگاہ الٰہی تھے اور بیان اُنکے علو مرتبت کا اور بلندی منزلت کا حد وصف سے باہر ہے جب بعد مرنے ریان بن الولید کے اور رحلت کرنے حضرت صدیق کے قابوس نام بادشاہ والی مصر کا ہوا اور رسوم کفر اور ضلال کے جو حضرت یوسفؑ کے سبب سے ناپدید ہوگئے تھے۔ اُس نے از سر نو زندہ کیئے اور اولاد یعقوب نے جو اُس شیوۂ ناپسندیدہ کو قبول نہ کیا تو قابوس نے بنی اسرائیل کو اپنی غلامی میں پکڑا اور کہا کہ تم ہمارے بزرگوں کے غلام ہو اسواسطے اُن سے محنت شاقہ لیتا تھا۔ بنی اسرائیل قابوس کے زمانے میں بڑی تکلیف میں رہتے تھے جب قابوس دار غرور سے مقام ذل وثبور میں پہونچا۔ بھائی اُس کا فرعون کہ جسکا نام ولید بن مصعب تھا مملکت مصر پر متصرف ہوا اور یہ فرعون کہ عون الٰہی سے بے نصیب اگلے فرعونوں سے بڑا ظالم اور ستمگار تھا بنی اسرائیل کے تئیں سخت کام فرماتا تھا۔ اور ضعیفوں پر اور عورتوں پر خراج مقرر کیا تھا۔ اور طریقہ اُس ملعون کا یہ تھا کہ ابتداے سلطنت میں پچاس برس تک لوگوں سے بتوں کی عبادت کروائی اور جب سلطنت اُس کی محکم ہوئی اور حکم نافذ ہوا تب لوگوں کو جمع کرکے دعوے انا ربکم الاعلیٰ کا کیا اور بتوں کی بندگی سے چھڑا کے اپنے تئیں سجدہ کروایا اور بندگی کے واسطے تکلیف دی اور اولاد یعقوب سے کہا کہ میری بندگی قبول کروگے تو میں تم سب کو تکلیفوں سے آزاد کرونگا۔ نہیں تو زیادہ عذاب الیم میں گرفتار کرونگا۔ بنی اسرائیل نے انکار کیا۔ اور اپنے باپ دادا کی شریعت پر قائم رہے جب فرعون نے جوانوں سے پہاڑ کے پتھر منگوانا اور محل بنوانا مقرر کیا اور ضعیفوں پر مقرر کیا کہ دن بھر مزدوری کریں۔ اور آفتاب ڈوبنے سے پہلے اجرت مزدوری کی لاکر فرعون کے خزانے میں داخل کریں اور جو کوئی تاخیر کرتا

اُسکے ہاتھ میں طوق ڈالتا اور ہمیشہ ہمت نامبارک کو بنی اسرائیل کی اہانت اور تذلیل پر مصروف رکھتا
تھا اسی عرصہ میں ایک روز فرعون نے خواب دیکھا کہ ایک آگ شام کی طرف سے پیدا ہوئی اور تمام قلعہ اور
حویلیاں قبطیوں کی جلائیں اور شہر اور گاؤں کا اثر باقی نہ رکھا اِس خواب کی ہیبت سے کانپا اور کاہنوں
اور معبروں کو طلب کیا اُنہوں نے تعبیر کی کہ ایک شخص بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا کہ بیخ اور بُنیاد قبطیوں
کی سلطنت کی اُکھاڑیگا اسواسطے فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں پر ایک ایک دائی متعین کی کہ
جو لڑکا پیدا ہو اُسکو قتل کریں پانچ برس تک اُس ظلم سے ہزاروں لڑکے بنی اسرائیل کے قتل ہوئے
اور ایک طاعون بنی اسرائیل میں پیدا ہوا کہ ہزاروں آدمی بنی اسرائیل کے اس وبا میں مر گئے جب
قبطیوں نے فرعون سے جا کر فریاد کی کہ مرد بنی اسرائیل کے وبا سے ہلاک ہوئے اور لڑکے اُنکے قتل ہوتے ہیں
اگر ایسا ہی حال رہیگا تو نسل اُنکی منقطع ہوگی تو سب مشکل اور سخت کام ہمپر پڑینگے اُس ظالم کے تئیں یہ بات
پسند ہوئی تب حکم دیا کہ ایک سال کے لڑکوں کو قتل کریں اور ایکسال کے باقی رکھیں چنانچہ حضرت ہارون
معافی کے سال پیدا ہوئے اور حضرت موسےٰ قتل میں موجود تھے ایک روز نجومیوں نے عرض کی کہ ہمکو ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ فلانی رات نطفہ اُس شخص کا جو تمہارا دشمن ہے ماں کے رحم میں قرار پاویگا اُسنے حکم کیا کہ شہر
میں منادی کریں کہ تمام مرد بنی اسرائیل کے آج شہر سے باہر جمع ہوویں بادشاہ اُنکا قصور معاف
کریگا اور بہت مہربانی اور عنایت فرماویگا بنی اسرائیل تو بڑی خوشی سے باہر نکلے اور فرعون نے خیال کیا
کہ آج شہر میں رہے اور اپنی منکوحہ سے جو نام اُسکا آسیہ بیٹی فراحم کی اور قوم بنی اسرائیل سے صحبت کرے
اس امید پر کہ وہ مولود اسکے صلب سے باہر آوے اس عزم پر عمران کو جو حضرت موسیٰ کے باپ تھے اور فرعون
کے بڑے مقرب تھے ہمراہ لیکر شہر میں آیا اور حضرت عمران کو واسطے نگہبانی محل کے مقرر کیا شب کو جو عورتیں فرعون
کے محل کا طواف کرنے کو آئیں حضرت موسیٰؑ کی والدہ بھی اُن عورتوں میں آئیں عمران پر شہوت نے غلبہ کیا
اپنی قبیلے کو اپنے پاس رکھا اور حضرت موسیٰ سے حاملہ ہوئیں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جو پیغمبر باپ کی
پشت سے جدا ہوتا ہے تو ستارہ اُسکا اُسی شب آسمان پر ظاہر ہوتا ہے نجومیوں نے جو اُس ستارے کو دیکھا تو اُس میدان
میں کہ بنی اسرائیل جمع تھے غل اور شور مچانا شروع کیا چنانچہ آواز اُنکی فرعون کے کانمیں پہنچی اور ایک رعب
اُسکے دل پر غالب ہوا محل کے دروازے پر آنکر عمران سے پوچھا کہ یہ کیا شور ہے عمران نے کہا کہ میرا گمان
ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل آپکے اعزاز و اکرام سے خوش دل ہوکر نہایت سرور سے شور مچاتے ہیں فرعون کہہ میں گیا تو مار

خوف کے تمام رات نیند نہ آئی کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کی والدہ جب اُس فرزند سعادتمند سے حاملہ ہوئیں تو کچھ
آثار حمل کے نمود نہ تھے اسواسطے کوئی دائی اُنپر نہ ہوئی۔ جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو اُنکی والدہ نے ایک
تابوت بنوایا اور حضرت موسیٰ کو دودھ پلا کر آنکھوں میں سُرمہ لگا کر تابوت میں روئی بچھا کر حضرت موسےٰ کو
اُسمیں ڈالا اور درزیں تابوت کی روغن قیر سے مضبوط کر کے دریائے نیل میں ڈالدیا نقل ہے کہ فرعون
کی بیٹی بعلت مرض برص کی مبتلا تھی اور سب طبیب اُس کے معالجے سے عاجز تھے اور ظاہر کیا کہ تندرستی
اُسکی ایک جاندار کے مُنہ کا لعاب ہے کہ تمہارے عہد دولت میں دریا سے نکلیگا حضرت موسیٰ کی ماں نے صندوق
اُس بحر کرامت کا نیل میں ڈالا پانی نے اُس کے تئیں برابر فرعون کے محل کے درمیان درختوں کے پہونچایا
لونڈیوں نے تابوت لیکر فرعون اور آسیہ کے روبرو پہنچایا جب سر تابوت کا کھولا ایک لڑکا صاحب
جمال دیکھا کہ اپنے انگوٹھوں سے دودھ پیتا تھا فرعون کی بیٹی نے تھوڑا لعاب اُسکا اپنے برص پر لگایا فی الحال
مرض جاتا رہا اور نام اُسکا موسیٰ رکھا کہ اُن کی زبان میں موسیٰ پانی اور درخت کو کہتے ہیں مقلب القلوب
نے دوستی حضرت موسیٰ کی فرعون اور آسیہ کے دل میں ڈالی ارکان دولت جو اسحال سے خبردار ہوئے
تو عرض کی کہ یہ وہی لڑکا ہے جو سبب انہدام قصر سلطنت کا ہوگا اسکے قتل میں توقف ایکساعت نہ کیا
چاہیئے فرعون کے قبیلے نے نہایت منت سے کہا کہ اسکو مت قتل کر یہ ہم کو نفع دیگا اسکو ہم بیٹا کریں گے
فرعون اُسکے قتل سے درگذرا اور آسیہ نے دائیوں کو واسطے دودھ پلانیکے طلب کیا حضرت موسیٰ نے کسیکا
دودھ نہ پیا آخر حضرت موسیٰ کی خالہ کے بتلانے سے حضرت موسیٰ کی والدہ کو بلایا فی الفور بکمال رغبت
سے دودھ پینا شروع کیا آسیہ نے اُنکی نوکری مقرر کر کے حضرت موسیٰ کو حوالہ کیا اور کہا ہفتے میں ایک بار
قصر دولت میں لایا کر بعد ایک برس کے آسیہ حضرت موسیٰ کو فرعون پاس لیگئیں فرعون نے اپنی گود میں
بٹھایا اور پیار کرنے لگا حضرت موسیٰ نے دست تجلد دراز کر کے ڈاڑھی پکڑ کر کھینچی اور کئی بال اکھیڑ کر نہایت
خوشی سے کھلکھلا کر ہنسے فرعون نے غضب میں آکر حضرت موسیٰ کے قتل کا حکم دیا۔ بی بی آسیہ نے عرض
کی کہ افعال خردسالوں کے میزان عقل میں وزن نہیں رکھتے ہیں مناسب تو یہ ہے کہ ان کا امتحان کرو کہ
اگر یہ فعل قصداً صادر ہوا تو سزا دیجئے و الا معاف کیجیے اور واسطے آزمایش کے ایک طشت یاقوت کا اور
ایک انگاروں کا طلب کیا اور حضرت موسیٰ کے آگے رکھا حضرت تو چاہتے تھے کہ طشت یاقوت میں
دست مبارک ڈالیں لیکن جبرئیل امین نے اُنکا ہاتھ آگ کے طشت میں ڈالا اور انگارا ہاتھ میں لیکر منہ پر

رکھا چنانچہ تھوڑی سی زبان مبارک جل گئی اور گرہ پڑ گئی فرعون نے جب یہ حال دیکھا تب انتقام سے گذرا اور دائی کے حوالہ کیا۔ جب سن مبارک ستر برس کا ہوا تو آسیہ انکی تربیت میں مصروف ہوئیں اور چار سو غلام زرنقتی لباس اور تاج مرصع اور طوق زریں کے حضرت موسیٰ کی ملازمت میں رکھے جس وقت کہ نہایت حشمت اور تجمل سے سوار ہوتے تھے تو لوگ گمان کرتے تھے کہ فرعون کا بیٹا ہے ٭

ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے ہجرت کرنیکا اور حضرت شعیب سے ملنے کا

حضرت موسیٰ اپنے ایام دولت میں بسبب جنسیت کے بنی اسرائیل پر ہمیشہ ترحم فرماتے تھے اور قبطیوں کی تکلیف دینے سے ہمیشہ ملول رہتے لیکن فرعون کے خوف سے دم مارنیکا امکان نتھا اسواسطے ہمیشہ آزردہ خاطر رہتے کبھی کبھی اپنا غم کھانے کو واسطے سیر کے تنہا نکلجاتے اتفاقاً ایک روز ایک قبطی ایک بنی اسرائیل پر ظلم کرتا تھا حضرت موسیٰ نے ہر چند بطریق نصیحت کے فرمایا قبطی نے کچھ التفات نکیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیطاقت ہوکر ایک طمانچہ قبطی کو مارا طمانچہ مارتے ہی وہ ملعون جہنم کو سدھارا جب حضرت کے غصے کا جوش بجھا تو پشیمان ہوکر فرمایا یہ کام شیطان کا ہے اور گھر چلے آئے دوسرے دن بدستور سیر کو نکلے تھے۔ وہی بنی اسرائیل دوسرے قبطی سے دست و گریبان ہو رہا تھا بنی اسرائیل کو جھڑکا اور چھڑا نیکے واسطے متوجہ ہوئے بنی اسرائیل نے تو زور پنجہ موسیٰ روز اول ہیں دیکھا تھا بے اختیار بول اٹھا کہ جیسے تو نے کل قبطی کو مارا ویسے ہی مجکو قتل کریگا قبطی نے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر فرعون سے یہ احوال عرض کیا فرعون تو قاتل کے تلاش میں تھا اور ہمیشہ حضرت موسیٰ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا اسوقت بحیلہ قصاص حضرت موسیٰ کے جان کرنے کا حکم دیا کہتے ہیں جس سنار نے حضرت موسیٰ کا صندوق بنایا تھا اور علامات سے جانتا تھا کہ یہ وہی شخص موعود ہے حضرت موسیٰ کو خبر دی کہ نکلنا ہو تو نکلو نہیں تو مارے جاؤ گے حضرت موسیٰ بے زاد راحلہ تن تنہا شہر سے باہر گئے اور جنگل کی راہ لی اور سات دن تک درختوں کے پتے کھا کر ایام گزاری کی۔ سات دن میں نہایت ناتوان ہوکر شہر مدین کے کنوئیں پر پہنچے اور ایک درخت کے تلے آرام فرمایا بعد ایک ساعت کے گوالی ہزاروں بکریاں لیکر کنوئیں پر پہنچے مگر دو لڑکیاں اپنی بکریاں لیکر علیحدہ کھڑی تھیں کنوئیں کے پاس نہ آتی تھیں گوالیوں نے پانی پلا کر کنوئیں کے منہ پر پتھر رکھدیا اور لڑکیوں کی طرف متوجہ نہوئے حضرت موسیٰ کو انپر رحم آیا پوچھا تم کون ہو انہوں نے فرمایا کہ ہم شعیب پیغمبر کی بیٹیاں ہیں۔ اور

باپ ہمارا ضعیف اور نابینا ہے ان لوگوں کی بکریوں سے جو پانی بچ جاتا ہے سو ہم پلا کر چلی جاتی ہیں حضرت موسیٰ نے تنہا اس پتھر کو کہ بہت گراں اور سر پوشش کنوئیں کا تھا دور کیا اور ڈول کہ دس جوان بہ تکلیف کھینچتے تھے لیکیلے کھینچا ان کی بکریوں کو سیراب کر کے رخصت کیا جب صاحبزادیوں نے حضرت شعیب سے موسیٰ کی قوت اور قوت کا احوال بیان کیا حضرت شعیب نے انکی ملاقات کے مشتاق ہو کر ایک صاحبزادی کو واسطے بلانے کے بھیجا جب حضرت موسیٰ تشریف لے گئے تب حضرت شعیب نے نہایت تعظیم کی۔ اور احوال پوچھا بعد دریافت حال کے نہایت دلجمعی کی اور اس ظالم کے پنجہ سے نجات پانیکی خوشخبری دی اور سفرہ ضیافت انکے آگے کھینچا حضرت شعیب نے جو نشان دولت و اقبال کے حضرت موسیٰ کی پیشانی سے معلوم کیں اپنی دختر نیک اختر انکے نکاح میں مقرر کر کے آٹھ برس خدمت شبانی کی انکے ذمہ بعوض مہر کے مقرر کر کے فرمایا اگر دس برس پورے کرو گے تو تمہاری طرف سے احسان ہے۔ حضرت موسیٰ نے بخوبی تمام قبول کیا حضرت شعیب نے فرمایا کہ گھر میں جاؤ اور ایک لاٹھی ان لاٹھیوں میں سے جو پیغمبروں سے مجھکو میراث میں ملی ہے لے آؤ جب حضرت موسیٰ گھر میں گئے تو اندھیرے میں لاٹھی آدم کی جو بہشت سے لائے تھے خود بخود حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں آئی جب حضرت شعیب نے بسبب ضعف بصارت کے اسکو ہاتھ سے چھوا۔ تو فرمایا کہ دوسری لاٹھی لاؤ غرض سات بار گئے اور ہر بار وہی لاٹھی ہاتھ میں آئی حضرت شعیب نے جانا کہ یہ شخص خلعت نبوت سے اور شرافت رسالت سے مشرف ہوگا فرمایا کہ اس لاٹھی سے غافل مت ہو جیو بڑے کام آویگی جب موسیٰ نے آٹھ برس تک بموجب شرط کے خدمت کی اور دو برس زیادہ اپنی طرف سے خدمت میں حاضر رہے بعد اس کے رخصت چاہی حضرت شعیب نے انکو اور بی بی صفورا کو جو انکا قبیلہ تھا رخصت دی جب حضرت موسیٰ مع اہل و عیال اور اپنی بکریوں کے روانہ ہوئے اور پانچ منزلیں طے کیں چھٹے روز وادی سینا میں پہونچے اور ایک ابر سیاہ اور نہایت سردی ظاہر ہوئی بضرورت وہاں مقام کیا اور سردی کی شدت سے ہر چند چقماق جھاڑی آگ نہ نکلی بعد ایک لحظے کے جو جنگل کیطرف نگاہ کی تو طور سینا کی طرف سے روشنی نظر آئی لاٹھی ہاتھ میں لیکر آگ لینے کو روانہ ہوئے اور اپنی اہل سے کہا کہ تم ٹھیرو شاید میں تمہارے واسطے آگ لاؤں یا آگ کے پاس کسی راہبر کو پاؤں کہتے ہیں کہ وہ آگ حضرت موسیٰ کے فرودگاہ سے بارہ فرسنگ تھی جب حضرت موسیٰ اپنی قوت روحانی اور کمال نفسانی سے جلد اسکے نزدیک پہونچے دیکھتے کیا ہیں کہ آتش شفاف بے دود سبز درخت کی شاخوں سے نکل کر آسمان کی

طرف بلند ہوتی ہے اور لحظہ بلحظہ آگ کی روشنی اور درخت کی سبزی اور تازگی زیادہ ہوتی جاتی ہے حضرت موسیٰ حیران کھڑے دیکھتے ہیں اور اس فکر میں ہیں کہ کس طرح سے تھوڑی آگ لوں آخر کچھ لکڑیاں سوکھی پیدا کرکے اُن کو باندھا جب درخت کے پاس لکڑیاں سلگانے کو متوجہ ہوئے پھر آگ اوپر چلی گئی اسیطرح کئی بار معاملہ ہوا نہایت متفکر ہوئے اس عرصہ میں ایک ایسی آواز سنی کہ کبھی نہ سنی تھی کوئی کہتا ہے اے موسیٰ حضرت کلیم نے جواب دیا لبیک لبیک سر چند ادھر اور اُدھر دیکھا پر کوئی نظر نہ آیا جب تین بار آواز سنی تب فرمایا کہ اے منادی احسان تو کون ہے جو آواز تیری سنتا ہوں اور تجکو نہیں دیکھتا ہوں اسمیں ایک ندا سنی کہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ وَاَنَا رَبُّکَ یَا مُوْسٰی حضرت موسیٰ سجدہ میں گرے اور عرض کی کہ خداوندا یہ کلام تیرا ہے یا تیرے رسول کا خطاب ہوا یہ کلام میرا ہے اور یہ نور نور میرا ہے اور میں پروردگار عالم ہوں اے موسیٰ آگے آ اس بات کے سننے سے خوف اور بیم حضرت کلیم کے مزاج پر غالب ہوا اور سب اعضا کانپنے لگے اور زبان بیحرکت ہوئی اور مرغ ہوش نے آشیانہ دماغ سے پرواز کی بہر حیلہ لاٹھی ہاتھ میں لیکر کھڑے ہوئے اور ایک فرشتے نے بموجب حکم الٰہی کے موسیٰ کے مدد کرکے درخت تک پہنچایا جب نزدیک درخت کے ارادہ کیا تو حکم ہوا اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی یعنی میں تیرا رب ہوں اپنی جوتیاں نکال تحقیق تو وادی مقدس میں ہے جسکا نام طوی ہے حضرت موسیٰ پر عنایت الٰہی ہوئی اور خلعت نبوت کا پہنایا اور علم و معرفت کے نور سے اُنکے دل کو آراستہ کرکے فرمایا اَخْتَرْتُکَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی یعنی میں نے تجکو برگزیدہ کیا پس سن تو جو وحی کیجاوے **فائدہ** جب چاہا کہ حضرت موسیٰ کو واسطے رسالت کے فرعون پاس بھیجیں پہلے معجزات روشن اور کرامتیں عنایت کیں جو طبیعت کو عادت ہوجاوے۔ اللہ تعالےٰ نے پوچھا کیا ہے تیرے ہاتھ میں اے موسےٰ عرض کی کہ میری لاٹھی ہے اُسپر تکیہ کرتا ہوں اور واسطے بکریوں کے پتے جھاڑتا ہوں اور میرے تئیں اسمیں بہت حاجتیں ہیں حقتعالیٰ نے کہا لاٹھی پھینک دے جب اس کو ہاتھ سے پھینکا تو وہ لاٹھی ایک اژدہا نہایت مہیب صورت بنکر ہر طرف حرکت کرنے لگا حضرت موسیٰ خوف سے بھاگے تب خطاب ہوا کہ پکڑ لے اسکو اور مت ڈر اس خطاب کے سنتے ہی حضرت موسیٰ کا دل قوی ہوا اور اس کو پکڑ لیا بدستور پھر لاٹھی ہوگئی بعد اس کے معجزہ دوسرا واسطے تسکین خاطر کے عنایت کیا اور فرمایا کہ ہاتھ اپنا جیب میں ڈالکر نکالو جب ہاتھ نکالا تو روشنی اُسکی آفتاب کے نور پر غالب ہوئی جب حضرت موسیٰ کو اُن معجزوں کے دیکھنے سے اطمینان خاطر ہوا تب حکم صادر ہوا کہ اب تم کو ہم نے اپنی

رسالت سے مشرف کیا فرعون کے پاس جاؤ وہ گمراہ ہے حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ میری زبان میں لکنت ہے اور میرا بھائی ہارون مجھ سے فصیح اللسان ہے اسکو میرے ساتھ شریک کر اور میرا وزیر بنا اور گرہ میری زبانکی کھول دے حکم ہوا کہ عرض تیری قبول ہوئی اور ہارون کو بھی ہمنے شرافت رسالت عنایت کی اور تیرا شریک اور مددگار کیا پھر حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ میں نے انکا ایک آدمی قتل کیا ہے میں ڈرتا ہوں کہ اس کے عوض میں مجکو قتل کرینگے ندا ہوئی کہ تجکو ہمنے اپنا رسول بنایا ہے برگزیدہ کیا خاطر جمع رکھ کہ فرعون اور اسکے لوگ تجپر ظفریاب نہ ہووینگے اپنے دل کو مضبوط رکھ حجت قوی تجکو عنایت ہوگی پھر حکم ہوا کہ تم دونو بھائی جاؤ۔ اور رسالت کا پیغام بجالاؤ اور ساتھ کلام نرم اور گفتگوے ملائم کے نصیحت کرو اور کہو کہ ہاتھ بنی اسرائیل کے ظلم سے کوتاہ کرو اور ظلم کی راہ مت چلو اور دین مستقیم اختیار کرو حضرت موسیٰ بالا بالا مصر کو روانہ ہوئے اور اللہ تعالے نے انکے عیال کو معہ مال و اسباب بحرمت تمام انکے پاس پہونچادیا ۔

بیان حضرت موسیٰ کے مصر میں پہنچنیکا اور بشرکت حضرت ہارون کے فرعون کے پاس جانیکا ۔

نقل ہے کہ جب حضرت موسیٰ مصر کے نزدیک پہونچے تب اللہ تعالیٰ نے حضرت ہارون پر وحی نازل کی اور بھائیکے حال سے مفصل خبر دی اور استقبال کا حکم کیا اسیروز حضرت ہارون شہر سے باہر گئے اور موسیٰ کو ساتھ لیکر فرعونکے دربار میں گئے اور چند روز مقام کیا کسیکو مقدور اور جرأت نتھی کہ احوال انکا فرعون کی حضور میں ظاہر کرے آخر ایک شخص جو فرعون کا مسخرہ تھا اُسنے اُنسے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کیا جا ہے اور تم یہاں کسواسطے آئے ہو حضرت موسیٰ نے فرمایا یہ محل فرعون کا ہے اور ہم سب مخلوق اور بندے خاوند زمین و آسمان کے ہیں اور ہم کو خدا نے فرعون کے پاس بطریق رسالت کے بھیجا ہے اس مسخرے نے فرعون سے جا کر عرض کی کہ آج ایک سخن عجیب لایا ہوں کہ اُسکی ہیبت سے شیروں کا جگر پھٹتا ہے جرأت عرض کرنیکی نہیں رکھتا فرعون نے کہا کہ وہ کیا ہے وہ بولا کہ دو شخص تمہارے محل کی دروازے پر بیٹھے ہیں کہ انکی ہیبت سے شیروں کا پتہ پانی ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ تمہارے سوائے دوسرا خدا ہے کہ پیدا کرنیوالا زمین و آسمان کا اور پروردگار عالم وہ ہے۔ فرعون نہایت غصہ ہوا اور دونو کو حضور میں طلب کیا دیکھا کہ ایک پشمینہ پوش ہے اور عصا ہاتھ میں اور نعلین پاؤں میں غریب صورت ہے دیکھتے ہی پہچانا اور پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے فرمایا موسٰے ابن عمران فرعون نے کہا سوال میرا بابت تیرے نہیں ہے پھر کہا میں بندہ ہوں بندگان خدا سے فرعون نے کہا مناسب تیرے حال کے تو یہ ہے کہ تو کہے میں بندہ ہوں بندگان فرعون سے اور پرورش یافتہ ہوں اُس کی نعمت کا

اے موسیٰ تو وہی ہے کہ میں نے تجھے پالا پرورش کیا اور تو نے کفران نعمت کی اور علاوہ اسکے ایک کام ایسا کرکے
بھاگا ہے کہ تو ہی خوب جانتا ہے اب یہ منصب اعلیٰ تو نے کہاں سے پایا کہ مجھے نصیحت کرنے آیا حضرت موسیٰ نے
فرمایا کہ میں نے ایک گھونسا تا دیباً مارا تھا یہ معلوم نہ تھا کہ مر جاویگا اور اسطرح کے مار دینے سے تو قصاص
لازم نہیں آتا ہے اور تو بسبب عداوت اصلی کے اپنی ہمت کو میرے قتل پر مصروف رکھتا تھا اور مجکو تیرے مقابلے کی
تاب نہ تھی اسواسطے بھاگ گیا اور اب اللہ تعالیٰ نے مجکو اپنا رسول کرکے تیری دعوت کیواسطے بھیجا ہے۔ اور میرے
بھائی ہارون کو نبوت میں میرا شریک کیا ہے اور عجب ہے کہ تو ایک کافر کے مارنے سے مجھکو سرزنش
کرتا ہے اور چار سو برس سے بنی اسرائیل کے فرزندونکو قتل کرتا ہے اور انواع و اقسام کے ظلم ان پر روا
رکھتا ہے اب مناسب یہ ہے کہ خدا کی وحدانیت کا اور میری نبوت کا اقرار کر اور بنی اسرائیل کو میرے سپرد
کر جب مباحثہ اور مناظرہ حضرت موسیٰ کا فرعون سے بہت ہوا اور مجمع عظیم ہوا فرعون نے کہا اگر تو سوائے
میرے دوسرے کی عبادت کریگا تو میں تجھکو قید کرونگا اور مار ڈالونگا حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تجھکو
مجھپر دسترس نہوگا اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے تئیں حجت ظاہر اور دلیل قاہر عنایت کی ہے فرعون نے کہا کہ
اگر تو سچا ہے تو بتلا حضرت موسیٰ نے عصا کو پھینکا فی الفور اژدہائے عظیم بنگیا اور آنکھیں مانند مشعل کے روشن ہوئیں
اور منہ سے شعلے نکلنے لگے اور دانتوں کے پیسنے کی آواز مہیب لوگوں کے کانوں میں پہونچی اور مانند شیر مست
کے غرانے لگا اور جس چیز پر گذرتا تھا اُس کے ٹکڑے کرتا تھا جس چیز پر اُسکا دم پہونچتا تھا جل جاتی تھی فرعون
مارے ہیبت کے تخت سے گر پڑا اور تخت کا پایہ پکڑکے فریاد کرنے لگا کہ اگر تو اس بلا کو دفع کرے گا تو میں تیری
نبوت قبول کرونگا اور بنی اسرائیل پر تعدی نکرونگا جب حضرت موسیٰ نے اُس اژدہے کے منہ میں ہاتھ ڈالا تو
بدستور سابق لاٹھی ہوگئی پھر حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ایک حجت روشن اپنی نبوت پر دوسری رکھتا ہوں۔
فرعون نے کہا وہ کیا ہے حضرت موسیٰ نے ہاتھ جیب میں ڈالکر باہر نکالا اُسکی روشنی سے سب کی آنکھیں خیرہ
ہوئیں کوئی تاب ید بیضا دیکھنے کی نہ لاسکا اسواسطے کہ شعاع اُسکی آفتاب پر فوق رکھتی تھی سب نے امان چاہی
حضرت موسیٰ نے پھر جیب میں ہاتھ ڈالا جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا فرعون نے کہا آج تم اپنے گھر جاؤ ہم تمہارے
مقدمے میں تجویز کرینگے نقل ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا اگر میں تیری دعوت قبول
کروں تو مجھے کیا جزا ملے گی حضرت موسیٰ نے کہا اگر تو ایک چیز بجالائے تو میں اُس کے عوض میں
چار چیزیں تجکو دونگا فرعون نے کہا وہ تمہاری خواہش کیا ہے فرمایا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ عبادت

عبادت کراس خدا کی کہ سوا اسکے خدا دوسرا نہیں ہے پھر پوچھا کہ وہ چار چیزیں کونسی ہیں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اول یہ ہے کہ میں دعا کرونگا کہ حقتعالیٰ تیرے تئیں جوانی بخشیگا کہ کبھی بوڑھا نہ ہوگا دوسرے ہمیشہ بادشاہی بخشیگا کہ کوئی تیرے ہاتھ سے نہ لے سکیگا تیسرے تندرست رہیگا کہ کبھی بیمار نہ ہوگا چوتھے آخرت میں بہشت دائماً تیرے نصیب ہوگی فرعون نے کہا بعضے عقلا سے مصلحت کر کے جواب دونگا اول تو بی بی آسیہ سے کہا انہوں نے جواب دیا کہ ایسی نعمتوں کو کوئی عاقل ہاتھ سے نہیں دیتا ہے بے توقف ایمان لاؤ پھر باہر نکلکر ہامان بے سروسامان سے پوچھا وہ بولا عجب بات ہے کہ اب تک مسند عزت الوہیت پر بیٹھا تھا اب عبودیت اور ذلت اختیار کرتا ہے اب تک لوگ تیری عبادت کرتے ہیں اور اب تو اوروں کی عبادت کریگا فرعون نے ہامان کے اضلال سے موسیٰ کی فرمانبرداری سے انکار کیا اور ارکان دولت کو بلا کر کہا کہ یہ شخص اپنے جادو سے ہمارا ملک لینا اور ہمکو نکالنا چاہتا ہے تمہاری کیا اصلاح ہے سب نے کہا بڑے بڑے جادوگروں کو بلاؤ۔ اور موسیٰ سے ہمسر مقابلہ کرو اور جب وہ غالب ہوجاوینگے تو حق اور باطل ظاہر ہوجایگا فرعون نے حکم دیا کہ تمام اپنے ملک کے جادوگر حاضر کرو چنانچہ تھوڑے عرصہ میں ہفتر ہزار جادوگر فرعون کے دربار میں حاضر ہوئے۔ فرعون نے انکو نوازش خسروانہ سے امیدوار کیا اور حکم فرمایا کہ عید کے دن صحراے عیدگاہ میں سب حاضر ہوں اتنی خلقت جمع ہوئی کہ انکے انبوہ سے صحرا اور کوہ آدمیوں سے بھر گیا جادوگروں نے اُس عرصہ میں ستر ہزار لاٹھیاں اور رسیاں بصورت سانپوں کے شعبدے کی بنائیں اور اسمیدان میں رکھیں اور حضرت موسیٰ کی آنے کے منتظر بیٹھے ناگاہ حضرت کلیم اور ہارون رسول کریم تشریف لائے اول حضرت موسیٰ نے ان ساحروں کو نصیحت کی ساحروں نے جو حسن مقال اور کیفیت احوال حضرت موسیٰ کا تماشہ دیکھا متردد و حیران ہوئے کہ یہ صورت باسعادت اور شکل بادولت تو مانند جادوگروں کے نہیں ہے بہر حال بولے اے موسیٰ اگر تو ہمپر غالب ہوگا تو ہم تیری متابعت کرینگے لیکن بعزت فرعون امید ایسی ہے کہ ہم غالب ہوینگے موسیٰ سے کہا کہ تم پہلے اپنا جادو ڈالو یا ہم ڈالیں حضرت نے کمال بے پروائی سے فرمایا کہ تمہیں ڈالو جب انہوں نے اپنے شعبدوں کو ڈالا آفتاب کی گرمی سے وہ مورتیں جو مجوف کرکے پارہ سے بھری تھیں حرکت کرنے لگیں لوگ انکو سچ مچ زندہ سمجھکر ڈرنے لگے جب حضرت موسیٰ نے بحکم ملک علام اپنے عصا کو پھینکا اژدہائے عظیم بنگیا اور کف منہ سے نکلنے لگے اور ان ستر ہزار شعبدوں کو ایسا نگل گیا کہ انکا نام و نشان باقی نرہا اور مانند رعد کے گرجتا تہا لوگوں کا مارے ڈر کے کلیجہ پانی ہوتا اور پتھر اور اینٹ جو سامنے آتا تھا اسکو چبا جاتا تھا اور بعد اسکے منہ پھیلا کر فرعون کے قبے کی

طرف متوجہ ہوا فرعون اسکی ہیبت سے بھاگا اور خلقت ایک دوسرے پر گرنے لگی اس صدمے سے پچیس ہزار آدمی پامال ہوکر عدم کو چلے گئے اور قیامت کا شور اُس صحرا میں برپا ہوا جب موسیٰ نے اُس اژدہے پر ہاتھ ڈالا بدستور عصا ہوگیا جب صدق موسیٰ و ہارون کا جادوگروں پر روشن ہوا بے توقف سجدہ میں گرے اور مسلمان ہوگئے۔ جب فرعون اُنکے اسلام سے خبردار ہوا تب اُن کو بلا کر بہت ڈرایا اور کہا کہ اگر اس دین سے بیزار نہ ہوگے تو سب کا ایک ایک ہاتھ اور ایک ایک پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھاؤنگا لیکن تصدیق ایمانی اُن مومنان صادق کے دلمیں ایسی جم گئی تھی کہ اپنا مرنا قبول کیا دین سے نہ پھرے اور بی بی آسیہ نے بھی اپنا ایمان ظاہر کیا اور دلائل نبوت حضرت موسیٰ کے بیان کئے فرعون کے دلمیں تو بسبب بیعت حضرت موسیٰ کے اسکی طرف سے دلمیں کینہ تھا ہی۔ اُس مظلومہ بیگناہ کو بھی نہایت عذاب سے شہید کیا اور بعد اُسکے بنی اسرائیل پر بہت اذیت اور سختی شروع کی۔ اُنہوں نے حضرت موسیٰ سے عرض کی کہ تمہارے تشریف لانے سے پہلے اپنے باپ دادوں سے آپکی نبوت کی خوشخبری سنی تھی کہ بعد نبوت کے ہم نجات پاوینگے اسواسطے فرعون کی اذیت اُٹھانے میں صبر کرتے تھے اور اپکی اُمید پر جیتے تھے اب جو تم تشریف لائے تب بھی ہمارا دکھ نہ مٹا بلکہ تمہارے سبب سے بنسبت سابق کے زیادہ عذاب ہونے لگا اب ہمکو طاقت تحمل کی نہیں اگر حکم ہو تو اس ملک سے ہجرت کر جائیں یا لڑیں حضرت موسیٰ نے اُن کو دلاسا دیکر فرمایا۔ کہ عنقریب تمہارے دشمن ہلاک ہوینگے اور خدا تمکو اس زمین کا مالک بناویگا جب حضرت موسیٰ کی قوم فرعون کی متابعت سے نا اُمید ہوئی تب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اسواسطے اللہ تعالیٰ نے اُن پر پے درپے بلائیں نازل کیں اور دو تین سال تک قحط پڑا بعد اُسکے طوفان ظاہر ہوا بعضے علما کہتے ہیں طوفان پانی کا تھا اور بعضے فرماتے ہیں کہ طاعون تھا کہ سات روز کے عرصہ میں ستر ہزار قبطی ہلاک ہوگئے پھر سات روز تک لشکر ملخ کا اُنکے کھیتوں پر مسلط ہوا کہ میوہ اور کھیت اور پوست درخت کے سب کھا گئے اور تمام اسباب زندگانی کا نابود کردیا ہربار جب آفت نازل ہوتی تو توبہ کرتے جب حضرت موسیٰ کی دعا سے دفع ہوتی۔ تو پھر کفر کی راہ پر قائم ہوجاتے بعد اُس کے قمل کی بلائیں پھنسے یعنی ملخ کے بچے اس کثرت سے پیدا ہوئے کہ تمام مکان اور فرش اور باسن و طعام و لباس میں اور منہ میں اور آنکھوں میں سب جگہ میں محیط تھے اس مصیبت کے دفع کرنے کے بعد سرکشی زیادہ کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے دریائے نیل کا پانی قبطیوں پر خون کردیا چنانچہ ایک پیالہ میں بنی اسرائیل جو پیتا تھا تو آب صاف تھا اور قبطی کی طرف خون ناب تھا نقل ہے کہ ایک قبطن ایک بنی اسرائیل کی عورت سے بمنت بولی کہ اے بہن میں پیاس سے مرتی ہوں تو اپنے منہ میں کلی لیکر میرے منہ کو

منہ میں ڈال دی جب پڑوسن نے کلی اُسکے منہ میں ڈالی فی الفور خون خالص ہو گیا نعوذ باللہ من غضبہ
بعد اس بلا کے دفع ہونے کے پھر سرکشی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے چھوٹے مینڈکوں کا لشکر دریای نیل
سے بھیجا کہ فرش اور کپڑے اور کچا پکا کھانا اور لباس اور خوابگاہیں سب مینڈک ہی مینڈک ہو گئے غرض
یہ سب آفتیں دیکھتے تھے اور ایمان نہ لاتے تھے بلکہ زیادہ ایذا پر مستعد ہوتے تھے جب وحی الٰہی حضرت موسےٰ
پر نازل ہوئی کہ تم اپنی تمام قوم کو مصر سے باہر لیجاؤ۔ اور دریاے نیل پر مقام کرو ؛

بیان حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کی مصر سے نکلنے کا اور فرعون کے غارت ہونیکا

جب بنی اسرائیل واسطے تیاری اسباب سفر کے مشغول ہوئے اکثر زیور قبطیوں کا شادی کے حیلے سے عاریۃً
مانگا مال کثیر بے مشقت اُن کے ہاتھ لگا اور آدھی رات کیوقت مصر سے باہر نکلے تمام مال و اسباب اور اہل و
عیال ہمراہ لیا اور ایک منزل پر مقام کیا صبح کو قبطی خواب سے اُٹھے تو ایک بنی اسرائیل کا اثر نپایا اور اپنے مال کے
ضایع ہونے سے دیوانوں کی طرح شور و غل مچانے لگے اور واویلا کرنے لگے صورت حال فرعون سے جا کر
عرض کی فرعون نے تمام لشکر کو جمع کرنیکا حکم دیا۔ چاہا کہ اسی روز تعاقب بنی اسرائیل کا کرے لیکن اُس روز قدرت
خدا سے سب قبطیوں کے گھر ایک ایک لڑکی یا کہ مرگ مفاجات مرگئی اسواسطے توقف ہوا دوسرے دن
دسویں تاریخ محرم کی فرعون لشکر جرار لیکر حضرت موسیٰ کے پیچھے روانہ ہوا اور چھ ساعت دن چڑھا کہ مقدمہ
لشکر فرعون کا موسیٰ کے نزدیک پہونچا بنی اسرائیل نے نہایت بیقراری سے عرض کی کہ یا نبی اللہ دشمن آپہونچا
ہم بیشک گرفتار ہونگے اسواسطے کہ پیچھے سے تو آتش شمشیر ہے اور آگے دریا موج ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ نے مجکو نصرت کا وعدہ دیا ہے وعدہ اُسکا سچا ہے تم غمگین مت ہو عنقریب کشایش ہوگی اُسیحال
میں جبرئیل وحی لیکر نازل ہوئے اِضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ یعنی مار تو اپنی لاٹھی سے دریا کو حضرت موسےٰ ع
نے حقتعالیٰ سے دعا مانگی اور بعد اسکے عصا سے دریا کو مارا اُس قادر ذوالجلال کے حکم سے فی الفور دریا ٹھیر گیا
اور بارہ کوچے بشمار اسباط بنی اسرائیل کے بنگئے پانی مانند بارہ طاقوں کے درمیان ہو انکے قائم ہوا نسیم عنایت
چلنے لگی آفتاب لطف نے دریا کے قعر کو فی الفور سکھا دیا۔ بنی اسرائیل ہر ایک سبط ایک ایک کوچے سے
پیٹھے اور بسبب لطافت پانی کے نہایت صفائی سے ہر ایک سبط دوسرے سبط کے حال کو دیکھتے باتیں
کرتے جاتے تھے۔ حضرت موسیٰ کنارہ دریا پر اتنا کھڑے رہے کہ تمام صغیر و کبیر دریا کے اندر آپہونچے بعد انکے حضرت
موسیٰ بھی روانہ ہوئے اور بقدر چار ساعت نجومی کے اُس بحر ہائل سے ساحل نجات پر پہونچے فرعون جب وہاں

پہونچا اور دریا کو اسحال میں دیکھکر مارے ہیبت کے کانپنے لگا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے معجزہ موسیٰ کا دیکھکر
فکر کے دریا میں ڈوبا اور چاہا کہ مصر کو پھر جاؤں یا متابعت موسیٰ کی کروں ہامان سے جب مشورت کی۔ تو اُس
ملعون نے اُسکو اس نیت سے باز رکھکر کہا کہ اتنی مدت بادشاہی کی اور مرتبہ خدائی کو پونچا اب شرم نہیں
آتی کہ بنی اسرائیل جو اپنے جادو سے دریا کے پار گئے ہیں اُنکا دین قبول کرے یا مصر کو پھر جاوے اور تیرے
تئیں یہ عار لاحق ہو یہ دریا تو تیری ہی ہیبت سے ایسا قائم ہو رہا ہے جلد اپنے تئیں بنی اسرائیل تک پہونچا
اور اپنا بدلہ لے فرعون بے عون ہامان کے لغویات اور ہذیان سُنکر راہ راست سے بیراہ ہوا اور گھوڑا دریا میں
ڈالا۔ تمام لشکر اُسکی متابعت سے دریا میں پیٹھا جب ادنی اعلےٰ صغیر و کبیر دریا میں داخل ہوے اور مقدمہ لشکر
قبطیوں کا کنارے سے قریب پہونچا تب خدا کے حکم سے اجزا پانی کے بٹنے لگے اور دریا جیسا تھا ویسا متصل
ہوگیا اور سب کو یکبارگی ہلاک کرکے پانی کی راہ سے آگ میں پہونچایا نعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہٖ
اللہ جب بنی اسرائیل نے مخلصی پائی اور قبطی بعد غرق کے پانی کے مُنہ پر آئے بنی اسرائیل نے اپنی دشمنوںکو اسحال
میں دیکھکر شکر خدا کا کیا اور حضرت موسیٰ کی نبوت کے زیادہ معتقد ہوے بعد اُس کے قبطیوں کی لاشوں پر دوڑ کر
لاکھوں روپے کا لباس اور زیور اُتارا حضرت موسیٰ نے ہر چند منع کیا کہ اس مال پر جو نکلنے کی شب مانگ لائے
تھے قناعت کرو وہ ہرگز باز نہ آئے اس بیفرمانی کی نحوست سے آخر گوسالہ پرستی کی بلا میں گرفتار ہوے چنانچہ
تفصیل اُسکی معلوم ہوگی پھر حضرت موسیٰ نے یوشع بن نون کو چوبیس ہزار آدمیوں کے ساتھ مصر کو بھیجا۔ اُنہوں
نے جاکر تمام خزانے اور اموال اُنکے جو اُٹھانے کے لائق تھے جمع کرکے حضرت موسیٰ کی حضور میں بھیجے اور
باغ املاک ضبط کیے اور ایک شخص کو قبطیوں میں اُنکی باقی جماعت پر حاکم بناکر حضور میں پھر گئے۔

ذکر حضرت موسیٰ کے کوہ طور پر جانیکا اور توریت لانیکا اور سامری کے گوسالہ بنانے کا

بنی اسرائیل نے کئی بار حضرت موسیٰ سے عرض کی تھی کہ ہمارے تئیں علیحدہ شریعت چاہیے جو اُسکے موافق عمل
کریں اور رضائے الٰہی حاصل کریں حضرت موسیٰ نے جناب الٰہی میں مناجات کی حکم ہوا کہ کوہ طور پر آؤ
اور تیس روزے رکھو جب تمہاری خواہش میسر ہوگی اور مقصود حاصل ہوگا حضرت موسیٰ نے قوم کو نصیحت
کی اور حضرت ہارونکو خلیفہ کیا کہ میرے آنے تک عبادت الٰہی میں مشغول رہو میں اُمیدوار ہوں کہ خدا انکی شریعت
عنایت کریگا بعد اُسکے جو موسیٰ قوم سے جدا ہوکر ستر آدمی رؤسائے بنی اسرائیل کے ہمراہ لیکر گئے اور کوہ طور میں
معتکف ہوے اور ایک مہینے تک روزے رکھے پھر حضرت جبرائیل نازل ہوکر حکم دیا کہ دس اور روزے رکھو جب

وعدہ سے زیادہ دن گذرے بنی اسرائیل مضطرب ہوئے اور آپسمیں تجویز کرنے لگے۔ سامری نے کہا کہ حضرت موسیٰ تم سے رنجیدہ ہوکر گئے ہیں تم انکے حکم سے برخلاف قبطیوں کی لاشوں سے مال اُتار کر منصرف ہوئے اور ان کے منع کرنیسے باز نہ آئے اسواسطے کنارہ کیا کہ تمہاری بیفرمانی کی شامت سے عذاب نازل نہوا گرمال سے دست بردار ہو تو شاید تم سے خوش ہوں اُنھوں نے جو مال لایق جلانیکے تھا سو جلایا اور جو گلانیکے تھا سو سامری کے حوالے کیا کہ وہ زرگری کے ہنر سے واقف تھا سامری نے تمام سونا چاندی گلا کر ایک گوسالہ یعنے گائے کا بچہ ڈھال کر بنایا اور حضرت جبرئیل کے گھوڑے کے قدم کی خاک جو فرعون کے ڈوبتے وقت اُس نے لی تھی وہ گوسالہ کے پیٹ میں ڈالی اُسیوقت وہ گوسالہ آواز کرنے لگا۔ سامری نے کہا یہ تمہارا اور موسےٰ کا خدا ہے اُسکی عبادت کرو۔ اور اس سے حاجت مانگو وہ موسیٰ کو اور تمہارے سرداروں کو پیدا کردیگا وہ بیوقوف اُسکی بات پر دھوکا کھا کر گوسالہ کو لگے پوجنے اور سجدہ کرنے مگر بارہ ہزار آدمی اس حرکت بد سے انکو منع کرتے تھے اور ملامت کرتے تھے اور حضرت ہارون نے ہرچند نصیحت کی مفید نہ پڑی اور حضرت موسیٰ کو اس بات سے خبر نہ تھی جب چالیس دن پورے ہوگئے تو ایک ابر تاریک پیدا ہوا اور حضرت موسیٰ نظر سے غائب ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے کلام سے مشرف کیا اور دس تختے توریت کے عنایت کئے جب حجاب اُٹھ گیا تو قوم نے کہا ہمنے تو پیشتر اسواسطے کی تھی کہ ہم بھی کلام الہی سنیں اور سب قوم کے روبرو گواہی دیں پھر حضرت موسیٰ نے عرض کی اور اسیوقت ایک بادل رقیق پیدا ہوا اور حضرت موسیٰ کو معہ ستر آدمیوں کے چھپایا اور اُن سب نے کلام الہی سنا جب پردہ اُٹھا تو آپسمیں جھگڑنے لگے کہ ہم فقط کلام سننے سے ایمان نہ لاوینگے جبتک کلام کرنیوالے کو نہ دیکھیں گے حضرت اُنکی بدگمانی اور بداعتقادی سے متعجب اور حیران ہوئے اُسی وقت ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور زلزلہ شروع ہوا اور بجلی کڑکنے لگی سب طالبان دیدار فی الفور ہلاک ہوگئے۔

حضرت موسےٰ نے دعا مانگی خداوندا تو ہی گمراہ کرنے والا ہے اور تو ہی ہدایت دینے والا ہے۔ اگر تو نے اُن کو طمع کلام سنایا نہ دیا ہوتا۔ وہ جرأت دیدار کی نہ کرتے اور چاہتا تو اُس سے آگے مجکو اور اُن سبکو ہلاک کردیتا اور اب اگر میں تنہا قوم میں جاؤنگا اُنکے خون کی تہمت مجھپر کرینگے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی دعا قبول کرکے اُنکو پھر زندہ کیا سب نے اپنے گناہ سے استغفار کیا اور موسیٰ کی نبوت پر تصدیق کی وہانسے رخصت ہوکر جو قوم میں پہنچے تو یہاں عجب تماشا دیکھا کہ گوسالے کے آگے ڈھول بجتا ہے اور لوگ ناچتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں حضرت موسیٰ پر جو غصے نے غلبہ کیا تو لوحین توریت کی ڈالدیں اور بھائی پر عتاب کیا۔

اور انکی ڈاڑھی اور سر کے بال کھینچے اُنہوں نے عذر کیا کہ بھائی مجھ پر جگ ہنسائی مت کرو اور میری ڈاڑھی اور
سر کے بال نہ کھینچو میں نے انکو نصیحت میں قصور نہ کیا اُنہوں نے مجھکو ضعیف سمجھ کر میری نصیحت نہ مانی اور
قریب تھا کہ مجھکو مار ڈالیں جب حضرت موسیٰ کا غصہ تھما اور لوحیں توریت کی اُٹھالیں اور گوسالہ پرستوں سے
کہا کہ خدا نے تمھکو کتاب عنایت کی اور اپنا عہد نیک کیا اور برخلاف حکم خدا اور حکم نبی تم عمل میں لائے سب نے
کہا کہ ہمکو سامری نے گمراہ کیا جب سامری سے پوچھا تو وہ بولا میرے نفس امارہ نے مجھکو اس بات پر لایا حضرت نے
فرمایا کہ میں تجھکو جان سے نہیں مارتا لیکن جب تک تو اس جہاں میں زندہ رہے خدا کرے تیری کسی سے آشنائی
نہ ہو اور کوئی بندہ تیرے ساتھ مصاحبت نکرے اور عاقبت میں تجھکو خدا عذاب جہنم نصیب کرے پھر بنی اسرائیل
نے حضرت موسیٰ سے عفو تقصیر چاہا حکم الٰہی ہوا کہ توبہ تمہاری یہ ہے کہ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے سب دوزانو
بیٹھ جائیں اور جنہوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی وہ انکو قتل کریں اس حکم کو سنکر سب بیقرار ہوئے اور بہت
لوگ منکر ہوئے کہ ہمنے تو پرستش گوسالہ کی نہیں کی ہم کاہیکو اپنے تئیں قتل کریں حکم الٰہی ہوا کہ اس گوسالہ
کو برادہ کر کے اسکی خاک بنا کر دریا میں پھینکو اور تم لوگ پانی اس دریا کا پیو سب نے پانی پیا جنہوں نے گوسالہ نہیں
پوجا تھا اُنپر کچھ علامت ظاہر نہیں ہوئی اور گوسالہ پوجنے والوں کی زبان پر زریں نقطے پیدا ہو گئے اور رنگ سبکا
زرد ہو گیا جب اُن سب نے کفن پہنے اور وصیتیں کیں اور قتل گاہ کو روانہ ہوئے عجب اسوقت کا عالم تھا کہ
ایک جہاں درہم برہم تھا نالہ و شور و گریہ و زاری بنی اسرائیل میں شروع ہوئی اور ایک ابر سیاہ پیدا ہوا تا کہ ایک
دوسرے کو نہ دیکھے اور باپ بیٹے پر اور بیٹا باپ پر رحم نکرے جب قتل عام ہوا اور ہزاروں آدمی کا تیغ سے
انتقام ہوا تب حضرت موسیٰ و ہارون نے جناب الٰہی میں عاجزی کی پھر توبہ قبول ہوئی اور قتل سے امان پائی

احوال قارون کے خسف ہونیکا

کہتے ہیں کہ قارون حضرت موسیٰ کے چچا کا بیٹا تھا اور ایسا حسین تھا کہ لوگ اسکو منور کہتے تھے اُس نے حضرت
موسیٰ سے عجیب علوم سیکھے تھے انہیں سے علم کیمیا تھا جب یہ علم اسکو ملا تو کثرت اُسکے مال کی اسدرجہ کو پہونچی۔
کہ چالیس خچر اُس کے خزانہ کی صندوقوں کی کنجیاں کھینچتے تھے جب حضرت موسیٰ نے اسکو زکوٰۃ کا حکم دیا اور فرمایا
کہ ہزار دینار سے ایک دینار زکوٰۃ دیا کر یہ بھی اُسپر شاق گذرا اور مجادلہ شروع کیا اور موسیٰ کی تابعداری سے نکلکر
طریقہ سرکشی کا شروع کیا اور سواری کیوقت ہزار جوان بلباس عمدہ اور جواہرات سے مرصع اور تین سو لونڈیاں
ماہرو عنبر مو ساتھ لباس قیمتی کے خلخال اور تاج مرصع کے ہمرکاب چلتی تھیں اور لوگ اُسکا تجمل دیکھکر کہتے تھے۔

اے کاش کے جو وہ ہمارے تئیں ملتا جو قارون کو ملا ہے جب حضرت موسیٰ نے واسطے ادائے زکوٰۃ کے تاکید کی تب اُسنے بنی اسرائیل کے جاہلوں کو جمع کر کے کہا کہ تم سب باتوں میں تابعداری موسیٰ کی کرتے ہو اور اسکا حکم تم پر جاری ہے اب وہ چاہتا ہے کہ زکوٰۃ کے بہانے سے تمہارا مال لیوے اور تمکو فقیر کر دے تم کیوں چپکے بیٹھے ہو جواب نہیں دیتے وہ سب بولے کہ تو ہمارا سردار ہے جو کچھ تیری رائے میں آوے سو کر ہم سب تیرے تابع ہیں قارون نے حضرت موسیٰ کو اذیت دینے کی مصاحبوں سے مشورت کی آخر ایک عورت فاسقہ زناکار کو تلاش کیا اور ایک طباق زر و جواہر کا اُس کو دیکر یوں مقرر کیا کہ جسوقت موسیٰ مجلس میں وعظ کو بیٹھیں اور مجمع بنی اسرائیل کا ہو تب مجلس میں آنکر حضرت موسیٰ کے زنا کرنیکا اپنے ساتھ اقرار کر کہ بنی اسرائیل بے اعتقاد ہو کر حضرت موسےٰ کے حق میں موافق حکم توریت کے عمل کریں کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ ہر ہفتے میں ایکبار مجلس وعظ کیا کرتے تھے جب لوگ اُدہر جمع ہوئے قارون بھی نہایت تجمل اور شوکت سے حاضر ہوا اور حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں بیٹھکر استہزا اور ہنسنا شروع کیا اور وہ فاحشہ بھی آنکر مجلس کے گوشے میں بیٹھی جب مجلس گرم ہوئی اور دریا بھید کے حضرت موسیٰ کے سینہ میں جوش مارنے لگے وہ عورت اُٹھی اور چاہا کہ قارون کی تعلیم کے موافق بہتان کرے اور حضرت موسیٰ کے دامن پاک کو تہمت سے آلودہ کرے حضرت مقلب القلوب نے اُس کی زبان کو پھیرا اور باواز بلند کہا کہ اے بنی اسرائیل قارون حضرت موسیٰ کا دشمن ہے اور کل مجھکو اپنے گھر لیجا کر ایک طبق زر و جواہر کا دیا۔ اور کہا کہ مجلس عام میں حضرت موسےٰ پر بہتان کر اور موسےٰ کے زنا کرنیکی اپنے ساتھ گواہی دے اور میں اب گواہی دیتی ہوں کہ موسےٰ پیغمبر خدا کا ہے اور نبی برحق ہے اور جو برائیاں کہ میں نے کیں تھیں سب سے توبہ کرتی ہوں اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان موسیٰ کلیم اللہ بنی اسرائیل نے حیران ہو کر قارون کو ملامت کرنا شروع کیا پھر تو بحر غضب موسوی جوش میں آیا اور اسیوقت منبر سے اُترے اور خاک پر سر رکھا اور خدا سے عرض کی کہ خدایا تیرے دشمن نے میری ایذا کا قصد کیا اور چاہا کہ میرے تئیں فضیحت کرے اگر میں تیرا رسول ہوں تو اُسپر اپنا غضب نازل کر اور مجکو اسپر مسلط کر فی الفور حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور فرمایا اے موسیٰ سر کو اُٹھاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہاری دُعا قبول کی اور زمین کو تمہارے حکم میں کیا جیسا چاہو ویسا کرو حضرت موسیٰ نے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ اے بنی اسرائیل جیسے مجکو خدا تعالیٰ نے فرعون پر مسلط کر کے ظفر دی ویسے اب مجکو قارون پر بھیجا ہے جو کوئی اُسکا پیرو ہے سو اُسکے ساتھ رہے اور جو کوئی میرا تابعدار ہے اُس سے دور ہو جاوے سب بنی اسرائیل نے کنارہ کیا اور بیزار ہوئے مگر دو آدمی کہ بڑے مصاحب تھے وہ رفیق رہے اُسوقت حضرت موسےٰ نے فرمایا " یا ارض

تک قارون کو پکڑا وہ بیوقوف مسخرے سے بولا اے موسیٰ یہ کیا سحر ہے پھر جب بار دیگر حضرت موسیٰ نے زمین کو حکم دیا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا اسپر نہایت ڈرا چند امان مانگی مفید نہ پڑا کہتے ہیں کہ ستر بار حضرت موسیٰ نے زمین کو حکم دیا اور ہر بار وہ عاجزی کرتا رہا حضرت موسیٰ نے مطلق التفات نہ کیا آخر بالکل زمین میں دھنس گیا بنی اسرائیل کے فاسد و حاسد کہتے تھے کہ موسیٰ نے مال کے طمع سے قارون کو امان نہ بخشی یہ بات حضرت موسیٰ نے سنی پھر دعا مانگی اور زمین کو حکم کیا کہ تمام اسباب و مال و فرش و فروش و نقد و جنس معہ حویلی گھس گیا اور تحت الثریٰ کیطرف روانہ ہوا نعوذ باللہ من غضبہ

ذکر حضرت موسیٰ کے شام کیطرف جانیکا اور بنی اسرائیل کے بیابان تیہ میں گرفتار ہونیکا

حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ حکم الٰہی یوں ہے کہ تیاری لشکر کی کرو اور بیت المقدس کو جباروں اور عمالقہ کے ہاتھ سے چھڑاؤ چنانچہ از انتقام اور ترتیب لشکر کے روانہ ہوئے جب اس ملک کے نزدیک پہونچے بارہ نقیب یعنے بارہ سردار ہر ایک سبط کا ایک ایک آدمی مقرر کیا کہ عمالقہ کے ملک میں جاکر بطریق جاسوس کے انکا حال اور کیفیت دریافت کرکے جلد پھر آؤ جب بارہ نقیب جباروں کے دار الملک میں پہونچے عوج بن عوق کہ جسامت اور قوت میں کوئی ان جباروں میں اسکے برابر نہ تھا۔ اتفاقاً ان سے دوچار ہوا اور ان کو آگے سے خبر پہنچی تھی کہ مصر کی طرف سے لوگ ہمارے مقابلے کو آتے ہیں اسواسطے عوج نے بارہ ۱۲ نقیبوں کو اپنی آستین یا دامن میں ڈالکر بادشاہ کے حضور میں لیجاکر بکھیر دیا۔ اور کہا کہ یہ لوگ ہمارے مقابلے کو آئے ہیں بادشاہ نے حکم کیا کہ انکو زندہ چھوڑ دو جو یہ بات جاکر ہمارے طول قامت اور جسامت کی اپنے لشکر میں بیان کرینگے تو رعب اور ہیبت سے انکا عزم سست ہوگا۔ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے نقیبوں کا قد چھ گز سے اور پانچ گز سے کم نہ تھا لیکن بہ نسبت قدوں عمالقہ کے مانند چڑیا کے دکھائی دیتے تھے جب نقیب وہاں سے پھر کر بنی اسرائیل کی طرف روانہ ہوئے راستے میں آپس میں اقرار کیا کہ سرگز جباروں کے قد و قامت کا احوال اپنے لشکر میں مت ظاہر کیجیو سوائے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہم کے دوسرے سے مت کہیو اسواسطے کہ بنی اسرائیل خفیف العقل اور قلیل الہمت ہیں جب یہ حال سنیں گے تو بیشک لڑائی سے بیٹھ رہیں گے جب یہ لشکر میں پہونچے تو ۱۰ آدمیوں نے عہد شکنی کی اور عمالقہ کی شوکت اور جسامت کا احوال بنی اسرائیل سے ظاہر کر دیا مگر یوشع بن نون اور کالب ابن یوفنا سے اس بھید کو چھپایا لشکر حضرت موسیٰ کا انکی شوکت سنکر لڑائی سے بیٹھ رہا ہرچند موسیٰ اور

حضرت ہارون نے نصرت الٰہی کا وعدہ کیا اور فتحمندی کی اُمیدری کچھ فائدہ نہ ہوا اور سب متفق اللفظ ہوکر بولے
کہ ہمارے تئیں اُنکے مقابلے کی طاقت نہیں ہمکو اس مُلک کی طمع نہیں اگر تمکو اُسکے لینے کی تمنا ہے تو تم اور تمہارا
خدا جاؤ اور لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں حضرت موسےٰ اُنکے تمرد سے غصہ ہوا اور سر بسجدہ ہوکر دُعا مانگی۔ کہ یا الٰہی
میرا اختیار سوائے اپنے نفس اور بھائی کے اوروں پر نہیں جدائی کر تو درمیان ہمارے اور ان فاسقوں کے
اِس عرصہ میں ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور آواز صریح اُسمیں سے آئی کہ اے موسیٰ یہ گروہ بنی اسرائیل
کہانتک نافرمانی کرینگے اور ظاہر معجزوں سے منکر ہووینگے اتنا نہیں جانتے کہ طرفۃ العین میں سبکو ہلاک
کردونگا اور اُنسے دُونے لوگ پیدا کردونگا حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ یارب تو اگر اپنی قہاری سے اُس
قوم کو ہلاک کریگا تیرے مُلک میں تو کچھہ نقصان نہوگا لیکن جو اُمت میرے بعد پیدا ہوگی کہیگی کہ موسیٰ نے اپنی
قوم کو بددُعا سے ہلاک کروادیا تیرا صبر بڑا ہے اور احسان بہت ہی بخشدے اُنکو اور ناگاہ مت ہلاک کر پھر حکم ہوا
کہ مَیں نے تیری دُعا قبول کی اور اُنکو تیری خاطر سے بخشا لیکن تو نے اُنکو فاسق کہا ہے مجکو اپنی عزت و
جلال کی قسم ہے کہ سوائے تم دو بھائیوں کے اور یوشع اور قالب کے سبکو اس بیابان میں حیران و
پریشان رکھونگا بعد اس حکم کے اُن دس آدمی بھیجے ہوئے دیکھنے والوں کے بدن سے کوڑھ ٹپکنے لگا اور اعضا اُنکے گل گئے
اور فناہ ہوگئے اور باقی بنی اسرائیل بے فرمانی کے وبال سے گرفتار ہوکر اُس جنگل میں مقید ہوگئے حضرت موسیٰ
اور ہارون اور یوشع اور کالب تو عمالقہ کی طرف تشریف لیگئے اور بنی اسرائیل مصر کیطرف روانہ ہوئے تمام
دن منزل کی شام کو پھر اپنے تئیں منزل اول میں پایا ناچار ہوکر پھر حضرت موسیٰ پھرے اس اُمید پر کہ
شاید کسی حیلے بہانے سے اُنکو پھر راضی کریں اور حضرت موسیٰ جو عمالقہ کی طرف تشریف لیگئے تو اتفاقاً اول عوج
بن عوق سے مُلاقات ہوئی کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کی لاٹھی ۱۰ گز تھی اور دس گز اُچھلے۔ تب لاٹھی کا سر
عوج بن عوق کے ٹخنے میں لگا عوج مانند پہاڑ کی گر گیا اور اُسی ایک زخم سے اپنی جان کو بڑی ذلت سے
مالک دوزخ کو سونپا جب حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کیطرف سے پھرے تو اُنکو اُسی منزل میں پایا اور کولھو کے بیل
کی طرح تمام رات دوڑتے تھے اور فجر کو پھر منزل اول میں موجود ہوتے تھے حضرت موسیٰ کو ہنوز اُنکی گرفتاری
کا حال معلوم نہیں ہوا تھا اسواسطے فرمایا کہ اے لوگو میں وہاں گیا اور اُنمیں سے ایک شخص کو میں نے مارا
کہ اللہ تعالےٰ نے روئے زمین پر ایسی جسامت اور قد و قامت کا دوسرا شخص پیدا نہیں کیا لیکن تم بغیر میرے
نہ جانا جب طبیعت نے نہ چاہا کہ اس مُلک میں ہم جاویں اب ہمت باندھو اور غزا کو چلو خدا فتح نصیب کریگا جب

بنی اسرائیل نے اپنی سرگردانی کا احوال عرض کیا تب موسیٰ بہت ملول ہوئے اور خدائے تعالیٰ کے وعدے کے
جلد ظاہر ہونے سے حیران ہوئے خطاب الٰہی آیا کہ اے موسیٰ ایسے فاسقوں کیواسطے غمگین مت ہو جب تو نے
چار و ناچار مصیبت پر دل رکھا اور بہت دوڑ دھوپ کی پر جہاں کہیں تھے وہاں رہے اس جنگل سے باہر نہ نکل سکے جب
خرچ تمام ہوا اور ذخیرہ نہ رہا تب حضرت موسیٰ سے بھوک کی فریاد و زاری کرنے لگے پھر حضرت موسیٰ نے دعا مانگی
تب خوان احسان الٰہی سے اسطرح پر رات مقرر ہوا کہ شب کو ترنجبین برف سی سپید اور شہد سے شیریں درختوں پر
گرتا اور عصر کیوقت لاکھوں پرند مانند کبک کے انکے لشکر میں خود بخود مِٹھہ آتے حکم یوں ہوا کہ ہر شخص حاجت سے
زیادہ نہ لیوے اور دوسرے دن کا ذخیرہ نکرے مگر شنبے کے روز یکشنبے کیواسطے ذخیرہ کریں لیکن بنی اسرائیل
تو کثرت حرص سے زیادہ حاجت ذخیرہ کرتے تھے پر فجر کو اس گوشت میں کیڑے پڑ جاتے تھے اور زیادہ ترنجبین
لینے والوں کو اس روز کچھ نہ ملتا تھا بے نصیب رہتے تھے اور پانی کی یہ سبیل ٹھیرائی کہ حضرت موسیٰ کا جب
مقام ہوتا تھا تو اپنی لاٹھی ایک پتھر پر مارتے تھے تو بارہ سبطوں کیواسطے بارہ چشمے خوشگوار مانند آب حیات کے
جاری ہو جاتے تھے جب کپڑے پھٹ گئے تب حکم ہوا کہ پرانے کپڑوں کو پتھر کے چشموں میں ڈبو دو تو نئے ہو
جاوینگے۔ اور اگر کپڑے میلے ہو جاویں تو آگ میں ڈالدو میل سب جلکر صابون سے زیادہ سپید ہو جاوینگے اور
قدرت کاملۂ الٰہی سے جب لڑکا پیدا ہوتا تو قمیص سمیت وجود میں آتا اور جسقدر لڑکے کو نشو و نما ہوتی وہ قمیص بھی قد
کے موافق بڑھتا جاتا اور صفائی اور شفافی اور ملائمت اُس قمیص کی ایسی ہوتی تھی کہ ململ اور خاصہ اور تنزیب
اُسکے آگے بیزیب تھا جب چند مدت اسطرح کٹی بنی اسرائیل تو اپنی وضع اصلی اور عادت جبلی سے باز نہ آتے
تھے اور کفران نعمت کے خوگر ہو رہے تھے کہنے لگے کہ رات دن ترنجبین اور پرندونکے گوشت لذیذ کھانے
سے ہمارے منہ کا مزہ بے مزہ ہو گیا ہمسے تو ایک نوع کے طعام پر صبر نہیں کیا جاتا تم دعا کرو کہ اللہ تعالے
ہمکو مسور کی دال اور پیاز اور لہسن اور ساگ بھاجی دیوے تو ذرا منہ سوندھا ہو حضرت موسیٰ اُن لوگونکی
سمجھ بوجھ سے نہایت ملول ہوئے اور فرمایا کہ عجب قوم جاہل ہو کہ ساگ بھاجی کو خوان آسمانی پر تفضیل دیتے ہو
اور خوراک حیوانی کو خوان نعمت رحمانی پر ترجیح کرتے ہو نہ ہے عقل و نہ ہے شعور کیوں نہ ہو جیسے روح ویسے
فرشتے اور چاہا کہ اُن جاہلوں کو چھوڑ کر باہر نکل جاویں لیکن صبر کیا اور منتظر امر الٰہی کے رہے۔ اور
چالیس برس کے عرصے میں اُس جماعت نافرمان میں سے کوئی باقی نہ رہا سب فنا ہو گئے مگر یوشع اور
کالب رہے اُس مدت میں جتنے ہلاک ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اُنکی نسل سے اُتنے ہی پیدا کئے۔ چنانچہ م

بروقت نکلنے تیہ کے جتنے داخل ہوئے تھے اُتنے ہی موجود تھے بغیر زیادہ اور نقصان کے ۔

ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اور حضرت خضر علیہ السلام کے ملنے کا

جب موسےٰ مصر پر غالب ہوئے اور قبطی ہلاک ہوئے موسیٰ اکثر مجلس میں وعظ و نصیحت فرماتے تھے ایکروز حق سے سوال کیا کہ الٰہی تیرے بندوں میں سے کوئی مجھ سے زیادہ عالم ہووے تو مجکو بتا حقتعالیٰ نے وحی نازل کی کہ میرا ایک بندہ ہے تجھ سے زیادہ تر عالم ہے کہ میں نے اپنے علم کے اسرار اُسکے سینے میں رکھے ہیں۔ دریا کے کنارے پر ہے جہاں مچھلی گُم ہوگی وہاں وُہ تم کو ملیگا حضرت موسیٰ نے یوشع کو ساتھ لیا اور کئی روٹیاں اور کئی مچھلیاں بُھنی ہوئی لیکر مجمع البحرین کی طرف متوجہ ہوئے جب مجمع البحرین کے قریب ایک چشمے پہنچے وہاں آرام کیا حضرت موسیٰ بسبب ماندگی کے سو رہے اور یوشع نے اُس چشمے سے وضو کیا جب چند قطرے پانی کی اُس بُھنی مچھلی پر گرے۔ اُس مچھلی نے زندہ ہوکر دریا کی راہ لی جب وہاں سے آگے چلے تب حضرت موسیٰ نے یوشع سے کھانا مانگا اُنہوں نے احوال مچھلی کے دریا میں جانیکا بیان کیا کہ پانی کے قطرے اُسپر گرے تو وُہ زندہ ہوکر دریا میں چلی گئی۔ اور جہاں تلک اُسنے سیر کی وہاں تلک ایک راہ پانی میں نکلی حضرت موسیٰ نے فرمایا یہ وہی بات ہے جسکو ہم طلب کرتے تھے یعنی گم ہونا مچھلی کا خضر کی ملاقات کی جگہ ہے وہاں سے اُلٹے پھرے اور حضرت خضر کو صحرا میں پایا کہ عبادت الٰہی میں مصروف تھے بعد فراغت عبادت کے حضرت موسیٰ سے احوال پوچھا اُنہوں نے فرمایا کہ مقصود اس سفر سے یہ ہے کہ چند روز تمہاری صحبت میں مشرف رہوں اور علم کہ خدا نے تمکو بخشا ہے سیکھوں حضرت خضر نے کہا کہ آپکی التماس تو قبول ہے لیکن رفاقت ہماری مشکل ہے اسواسطے کہ شاید میں ازروئے علم باطن کے ایک کام کروں کہ ظاہر اُسکا کراہت ہو اور انجام اُس کام کا خیریت اور کرامت اور بغیر حقیقت ظاہر ہونے کے تمسے صبر نہو سکیگا اور عذر و انکار سے پیش آؤگے اسواسطے مصاحبت کی گرہ ٹوٹ جاویگی۔ اور رفاقت کا رشتہ بند ہوجاویگا حضرت موسیٰ نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ میں صبر کرونگا اور تمہارے حکم سے نافرمانی نہ کرونگا۔ حضرت خضر نے کہا کہ اگر تم میری مصاحبت چاہتے ہو تو جبتلک میں نہ کہوں تبتلک تم سوال مت کیجیو بعد اس قول و اقرار کے وُہ دونو دریا کی سمت میں روانہ ہوکر کشتی میں بیٹھے حضرت خضر نے ناخنوں سے پوشیدہ دو تین تختے کشتی کے اُکھاڑ کر دریا میں پھینک دئے اور صاحبان کشتی سے کہا کہ جلد اپنی کشتی کا بندوبست کرو نہیں تو ڈوب جاؤگے لوگ دوڑے اور جلد لکڑی کے ٹکڑے جوڑ کر کشتی کو درست کیا لیکن صاحب کشتی کا دل کشتی کے معیوب ہونے سے ٹوٹ گیا حضرت موسیٰ نے فرمایا ایسی مضبوط کشتی میں سوراخ کرنا اور اتنے

لوگوں کے غرق ہونیکا خیال نہ کرنا نہایت ظلم اور خلاف شرع ہے حضرت خضر نے فرمایا میں نے تمسے نہ کہا تہا کہ تم
میرے ساتھ صبر نکرسکو گے حضرت موسیٰ نے عذر کیا یعنے بھولے سے یہ بات کہی پھر میں نبولونگا جب کشتی سے اترے
اور شہر کے پاس پہنچے وہاں کئی لڑکے کھیل رہے تھے انہیں سے ایک حسین و ملیح لڑکے کو پکڑکر گرایا اور اسکا گلا چھری سے کاٹا
حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ بیگناہ کا قتل کرنا خصوصاً معصوم کا کسی دین وملت میں جایز نہیں تونے کیا غضب کیا
حضرت خضر نے فرمایا کہ میں آگے ہی کہ چکا تہا کہ تو صبر نکرسکیگا پھر حضرت موسیٰ نے عذر کیا اور فرمایا کہ اگر آئندہ بار پوچھوں
تو مجکو اپنی مصاحبت میں مت لیجا اور وہانسے آگے چلے رات کو ایک گاؤں میں پہونچے موسم بھی سرد یکا تہا اس
گاؤں والونسے ضیافت مانگی انہوں نے کھانا نہ دیا بھوکے پیاسے پڑرہے فجر کو اس بستی میں ایک دیوار ٹیڑھی
گرنیکے قریب تھی حضرت خضر نے اسکو بغیر مزدوری کے درست کردیا حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اس گاؤں کے
لوگوں نے بیمروتی سے طریقہ مہمان نوازی سے منہ موڑا مناسب تو یہ تھا کہ انسے مزدوری لیتے اور بھوک کا غلبہ
دفع کرتے ایسے بیمروتوں سے مروت کرنا مناسب نہیں ہے حضرت خضر نے فرمایا هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ اب
جدائی کی تیاری کیجیے اور رفاقت سے امید قطع کیجیے لیکن بگوش ہوش متوجہ ہو کر اسرار ان فعلوں کے جو بصورت
خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں سن لیجیے اور تشریف لیجائیے کشتی کے توڑنیکا سبب تو یہ تہا کہ راستہ اس کشتی
کا ایک بادشاہ ظالم کے شہر میں تہا اور وہ مضبوط کشتیوں کو چھین لیتا تھا اسواسطے میں نے اسکو توڑا کہ بسبب عیب کے
غصب سے بچیگی اور ان غریب مالکوں کی گزران چلے گی اور لڑکے کے قتل کرنیکا سبب یہ تھا کہ ماں باپ اس کے
نیکبخت اور موحد تھے اور لڑکے سے سوا کفر وعصیان و فساد کے کچھ وجود میں نہ آتا میں ڈرا کہ آخر اس کا کفر و فساد کا
ماں باپ کو پہونچیگا اور وہ اسکی بدی میں گرفتار ہونگے اور خدا انکے ماں باپ کو فرزند صالح عطا کریگا۔ اور فائدہ
دیوار بنانیکا یہ ہے کہ وہ دیوار دو یتیموں کی ہے اور باپ انکا مرد صالح اور متقی تھا اور اسکے تلے خزانہ تہا اگر وہ دیوار
اب گرتی تو وہ یتیم اس خزانے سے بے نصیب رہتے اسواسطے میں نے بموجب الہام ربانی کے اس دیوار کو بنایا۔ کہ
بعد انکے بالغ ہونیکے اگر گریگی تو خزانہ انکے ہاتھ لگیگا حضرت موسیٰ نے وصیت چاہی اور رخصت ہوئے ہمارے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر حضرت موسیٰ صبر کرتے تو عجائب اسرار الٰہی اور غرائب امور
نامتناہی بیان میں آتے اور اللہ تعالیٰ ان سب کی خبر دیتا ✣ ۔

ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وفات پانے کا

جب زمانہ حضرت موسیٰ کی رحلت کا نزدیک پہونچا تو فرمایا کہ تمام بنی اسرائیل کا شمار کرو اور ان لوگوں کو جو مصر سے

نکلنے کیوقت حاضر تھے تلاش کرو نقیبوں نے عرض کی کہ سوائے یوشع اور کالب کے اُنمیں سے کوئی باقی نہیں پھر سبکو جمع کیا اور وصیت کی حضرت یوشع کو اپنا خلیفہ کیا اور کاتبوں کو جمع کر کے توریت کے کئی نسخے لکھوائے گئے اور ایک نسخہ اپنے دست مبارک سے لکھکر جبرئیل کیساتھ مقابلہ کیا اور باقی نسخے اُس نسخہ سے مقابلہ کئے اور اسباط کو تقسیم کئے اور حضرت یوشع کو قوم کی تربیت کا اور بنی اسرائیل کو حضرت یوشع کی فرمانبرداری کا بڑی تاکید سے حکم دیا اور ساتویں تاریخ ماہ آذر کی اس دار ناپائدار کو رخصت کیا اور حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ سے تین برس آگے بعد بلای تیہ کے وفات پائی

فصل بعد حضرت موسیٰ کے یوشع بن نون خلیفہ ہوئے اور اُنکے بعد کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اور بعد اُنکی وفات کے حضرت حزقیل ہوئے ان تینوں پیغمبروں کا نام قرآن شریف میں مذکور نہیں اور تواریخ کی کتابوں میں جو اُنکا حال مذکور ہے سو اسقدر ہے کہ یہ تینوں پیغمبر تھے اور موافق احکام توریت کے حضرت موسیٰ کی شریعت کے تابع تھے اور اُنکے زمانہ میں جو قوم بت پرست تھی اُنسے لڑائیاں رہیں اور اکثر ملک فتح ہوئے اور بہت لوگ مسلمان ہوئے سوائے اس کے کہ حضرت موسیٰ کے دین کی تائید کرتے رہے اور نیا احوال یا کوئی معجزہ اُنکا مذکور نہیں اسواسطے حضرت الیاس کا حال لکھا جاتا ہے

ذکر حضرت الیاس علیہ السلام کا

جب حضرت حزقیل علیہ السلام نے وفات پائی اور بادشاہی بنی اسرائیل کی ملک شام میں متفرق ہوگئی ہر ایک نے مذاہب باطلہ اختیار کئے اور احکام توریت بالکل نیا منیا کر دئے منجملہ اُن مشرک بادشاہوں کے ایک بادشاہ شہر بعلبک کا تھا کہ بت پرستی کرتا تھا اور ایک بڑا بت طول میں بیس گز کا نام اُسکا بعل تھا اور شیطان اُسکے پیٹ میں جاکر لوگوں کو امر و نہی کرتا تھا اور چار سو خادم اُس بت کی خدمت میں رہتے تھے اور لوگ اُس بت کو خدا سمجھکر پوجتے تھے جب گمراہی اُنکی زیادہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس کو پیغمبر کرکے اُنکی ہدایت کیواسطے بھیجا وہ قوم کو نصیحت کرتے تھے کہ اے لوگو تم بعل کو خالق کہتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑے دیتے ہو اور شریعت موسیٰ کی اور احکام توریت کے اُنکو پہنچاتے ہرچند کہ تاکید اور مبالغہ کیا اور احکام توریت کے اُنکو سنائے سوائے ایک شخص کے کہ اُس بادشاہ کا وزیر تھا کوئی اُنپر ایمان نہ لایا جب بنی اسرائیل حضرت الیاس کی دعوت سے خبردار ہوئے تو آگ حسد کی اُنکے سینہ میں مشتعل ہوئی اور طبیعت اُنکی حضرت الیاس کے مارنے پر مشتغل حضرت الیاس اُن کافروں کے خوف سے پہاڑوں میں تشریف لیگئے اور آٹھ برس تک مخفی رہے پادشاہ بعلبک نے ہرچند لوگ اُنکی تلاش میں بھیجے مگر حافظ حقیقی نے اُن ملعونوں کے شر سے اُنکو محفوظ رکھا بعد سات برس کے اُس بادشاہ کا بیٹا نہایت بیمار ہوا کہ تمام طبیب اُسکے معالجے سے عاجز ہوئے بادشاہ اور اُسکا قبیلہ بعل کی بندگی کو اپنے بیٹے کی تندرستی کیواسطے وسیلہ کرتے تھے جب اثر شفا کا ظاہر نہوا تو بعل کے

خادموں نے بادشاہ سے کہا کہ بعل تم سے رنجیدہ ہے اسواسطے کہ تمنے الیاس کی تلاش چھوڑ دی اور اسکو قتل
نہ کیا جبتلک الیاس زندہ رہیگا تب تلک بعل بات نہ کریگا بادشاہ نے کہا میرا خاطر بیٹے کی مرض میں مشغول اور
ایکدم قرار و آرام نہیں ہے اگر بیٹا درست ہوگا تو دلجمعی سے الیاس کو طلب کرکے مار ڈالونگا بعد اسکے خادموں
نے کہا بہتر یہ ہے کہ ملک شام کے اور بتوں سے رجوع کرکے اپنے بیٹے کی تندرستی مانگو جب بعل کا غصہ اتریگا تو تم اپنی
حاجتیں اسوقت درپیش کیجیو بعد اسکے بادشاہ بعلبک نے بموجب اشارہ اُن خادموں کے چارسو ملاعین بے دینوں
تیار کرکے ملک شام میں بھیجا کہ وہاں کے بتوں سے تندرستی میرے بیٹے کی مانگیں جب یہ لوگ روانہ ہوئے
راستے میں اُس پہاڑ میں مقام کیا جہاں حضرت الیاس مقیم تھے اُسوقت حضرت الیاس بموجب حکم الٰہی
کے پہاڑ سے اُترے اور اُن لوگوں سے مجادلہ شروع کیا اور فرمایا کہ بادشاہ سے کہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
میں خدا ایک ہوں کہ سوا میرے دوسرا خدا نہیں ہے اور ابراہیم اور اسمعیل اور یعقوب اور اسباط کو میں نے
پیدا کیا ہے اور مارنیوالا اور جلانے والا اور رزق دینے والا میں ہوں تو اپنی بدبختی سے اور جہالت سے
میرا شریک پیدا کرتا ہے اور اپنے بیٹے کی تندرستی بتوں سے چاہتا ہے کہ کسیطرحکا نفع اور نقصان اُنسے نہیں
ہے اور قسم ہے اپنے جلال کی کہ عنقریب تیرے بیٹے کو مارونگا اور تیرا دل دردمند کرونگا بادشاہ بعلبک کے رفیقوں
نے جب یہ بات سُنی تو خوف سے کانپنے لگے اور ایسا رعب اُن کے دل پر عارض ہوا کہ بیخودوں کی مانند وہاں سے اپنے
ملک کو اُلٹے پھر گئے اور مضمون پیغام کا بادشاہ کو پہونچایا اُس لعین نے حضرت الیاس کے قتل کا ارادہ کرکے پچاس
آدمی مشہور اُس قوم سے بھیجے اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس کو بچایا اور اُنکی دعا سے وہ پچاسوں آدمی آسمانی
آگ سے جل گئے اسیطرح کتنی بار اُس ملعون نے اُنکے قتل کو بھیجے وہ ہر بار آتش آسمانی سے ہلاک ہوگئے پھر
بادشاہ نے ایک جماعت عظیم تیار کرکے وزیر کو بھیجا کہ جسطرح ہاتھ لگیں اُنکو پکڑ لاؤ اور کوئی دقیقہ مکر و فریب کا
باقی مت رکھو جب وہ لوگ حضرت الیاس کے مقام میں پہونچے تب وحی نازل ہوئی ۔ کہ بے تکلف اُنکے
ساتھ جا تجکو ضرر نہ پہونچا سکینگے اسواسطے حضرت الیاس اُن لوگوں کے ساتھ ملک بعلبک میں پہونچے
قضارا اُس بادشاہ کے بیٹے کا مرض بہت شدت پر تھا کسی کو حضرت الیاس سے مزاحم ہونے کی مجال
نہ ہوئی پھر حضرت الیاس پہاڑ پر تشریف لائے اور حضرت الیسع کی والدہ کے گھر اُترے ۔ جب نافرمانی
اُس جماعت کی حد سے زیادہ ہوئی اور کسیطرح افعال بد سے باز نہ آتی تھی اسواسطے خاطر مبارک حضرت
الیاس کی ملول رہتی تھی خطاب الٰہی ہوا کہ اے الیاس یہ دلتنگی اور ملولی کیوں ہے تو میرا برگزیدہ اور میں

میں عنی سوال کریں دونگا اس سبب سے کہ صاحب رحمت واسعہ کا ہوں انہوں نے عرض کی کہ میں یہ چاہتا ہوں - کہ اس جہان فانی کو چھوڑ دوں اور اس قوم کا پھر منہ نہ دیکھوں حکم ہوا کہ اے الیاس یہ کیا سوال ہے جو تو کرتا ہے - میں روے زمین کو تیرے وجود سے خالی چھوڑونگا صلاح اور بہبود خلق کا تیرے وجود سے ہے سوا اس کے اور سوال کر تب حضرت الیاس نے عرض کی کتنی برس تک اس قوم پر بارش باران نہ ہووے حقتعالے نے فرمایا - کہ اگر اتنی مدت تک باران الطاف اُنسے باز رکھوں تو ایک عالم ہلاک ہو جائیگا ہر چند کہ یہ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں لیکن دریا میری رحمت کا اس سے واسع ہے کہ ایسے گناہوں سے اسکو بند کروں لیکن تیری دعا قبول ہونے کے واسطے یوں مقرر کیا ہمنے کہ تین برس تک باران کے چھوڑنے اور روکنے کی باگیں تیرے کف کفایت میں اور قبضہ قدرت میں سونپیں جب تک تو اذن نکریگا تو ایک قطرہ کسی کے کھیت اور باغ میں نہ برسے گا بعد اس کے اُس قوم پر باران بند ہوا اور آگ قحط سالی کی مشتعل ہوئی اور بدبختی کے دروازے اُس قوم پر کھلے تین برس تک اس خواری میں رہے اور حضرت الیاس پوشیدہ ہوکر مسکینوں اور بیواؤں کے گھر میں اوقات بسری کرتے تھے اور جسکے گھر میں رہتے تھے اُسکے گھر سرسبزی اور فراغت حاصل ہوتی تھی اور اُس نشانی سے لوگ اُنکو تلاش کرتے تھے وہ وہانسے دوسرے مکان میں تشریف لیجاتے ایک رات حضرت الیسع کے گھر میں آئے اُنکی والدہ نہایت بیمار تھیں حضرت الیاس کی دعا سے بیماری کی بلا دفع ہوئی اُسوقت الیسع نے اُنکی رفاقت شروع کی حضرت پیر وضعیف ہوئے تب اُن دونوں نے درمیان قوم کے آکے بارش کا برسنا اُنکے ایمان لانے پر مقرر کیا - حضرت الیاس نے فرمایا کہ ایک مدت سے تم اُن بتوں کی بندگی میں مشغول ہو آج اُنکو جنگل میں لیجاؤ اور پانی برسانے کی خواہش اُنسے کرو اگر یہ پانی برسا دیں تو میں پھر اپنی رسالت کے دعوے سے بیٹھ رہونگا نہیں تو تم خدا کی وحدانیت پر اور میری رسالت پر اقرار کرو کہ اپنے خدا سے دعا مانگ کے پانی برساتا ہوں - جب دو نطرف یہ بات مقرر ہوئی - اس قوم نے ہر چند بتوں سے پانی چاہا - ایک قطرہ بھی نہ برسا - جب وہ نا اُمید ہوئے - تب حضرت الیاس نے دعا کی اُس وقت ایک ٹکڑا بادل کا پیدا ہوا اور تھوڑے عرصے میں لمبا چوڑا ہوگیا اور باران عظیم خداے کریم کے کرم سے نازل ہوا اور ملک بدستور سرسبز اور آباد ہوا باوجودیکہ اس قوم نابکار نے یہ معجزے دیکھے اور اتنی سہ مصیبتیں کھینچیں لیکن کفر سے باز نہ آئے اور عہد شکنی سے ہاتھ نہ اُٹھائے اُسوقت حضرت الیاس علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے اپنی خلاصی کی اُس قوم کے ہاتھ سے دعا مانگی بعد اس کے حضرت الیسع بن اخطوب کے

ساتھ پہاڑ میں گئے وہاں ایک گھوڑا اسب ساز و یراق سے مہیا برق شتاب آتش مزاج ظاہر ہوا حضرت الیاس نے پاؤں مبارک رکاب میں رکھا اور الیسع کے تئیں اپنی خلافت کی وصیت کی اور اپنی چادر مُنہ پر ڈالی اور اسیوقت خلق کی نظروں سے محجوب ہو گئے اور ہنوز مانند حضرت خضرؑ کی دنیا میں موجود ہیں چنانچہ کتب معتبر میں ثابت ہو کہ چار پیغمبر بقید حیات ہیں عیسیٰؑ اور ادریسؑ تو آسمان میں اور خضر اور الیاس زمین میں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۔

ذکر حضرت الیسع علیہ السلام کا

حضرت الیسع ابن اخطوب بنی اسرائیل کے پیغمبر ہیں اور حضرت الیاس کے وصی ہیں نہایت عظیم القدر اور صاحب ہیبت تھے ابتدائے حال اُنکا یوں تھا کہ زراعت کا پیشہ رکھتے تھے ایک روز حضرت الیاس پر وحی آئی۔ کہ خلافت اپنی الیسع کو سونپو حضرت الیسع کے پاس گئے اور اپنی ردائے مبارک اُنپر ڈالی ایک اثر عظیم اُن پر ظاہر ہوا فی الفور آلات زراعت توڑے اور بیلوں کو قربانی کیا۔ اور حضرت الیاس کی خدمت میں شب و روز رہنا شروع کیا اور بعد غائب ہونے حضرت الیاس کے بنی اسرائیل کی مہمات اُنکے ذمہ ہوئی اور ہمیشہ توریت اُن پر پڑھتے تھے اور حضرت موسیٰ کی شریعت سکھاتے تھے اور دن کو صائم اور رات کو قائم رہتے معجزے اُن کے بہت تھے منجملہ اُن معجزوں کے ایک یہ تھا کہ اُنکی قوم نے پانی کھاری ہونیکی شکایت کی اُنہوں نے تھوڑا نمک اُس پانی میں ڈالکر فرمایا کُن حلوا باذن اللہ یعنی میٹھا ہوجا خدا کے حُکم سے فی الحال وہ پانی مانند شہد میٹھا ہو گیا دوسرا یہ کہ ایک عورت نے اپنی قرضداری کی شکایت کی کہ میرا خاوند قید ہو اور بچے گرو ہیں حضرت نے فرمایا۔ کہ تیرے گھر میں کچھ ہو تو لا اُسنے عرض کی کہ سوائے ایک برنی گھی کے کچھ نہیں ہے حضرت الیسع نے فرمایا کہ اُس گھی کو ایک باسن سے دوسرے باسن میں ڈال اور دوسرے سے تیسرے میں اور اسیطرح بدلتی جا اُس عورت نے بموجب حکم کے عمل کیا تمام ظروف گھی سے بھر گئے اور سب قرض اُسکا ادا ہوا اور فراغت معاش اُسکو میسر ہوئی۔ تیسرے یہ کہ جب بنی اسرائیل پر کوئی دشمن ارادہ لڑائی کا کرتا تھا حضرت الیسع آگے سے اُنکو دشمن کے قصد سے خبر دیتے تھے اور تدبیر و حیلہ لڑائی کا اُنکو تعلیم کرتے اسواسطے بنی اسرائیل کو ہمیشہ فتح ہوتی تھی۔ چوتھے یہ کہ بادشاہ دمشق برص کی علت میں گرفتار تھا بادشاہ نے بنی اسرائیل کے حاکم کے پاس وکیل بھیجا کہ ایک طبیب حاذق میرے معالجے کیواسطے بھیجو اُس حاکم نے احوال حضرت الیسع سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ بادشاہ سے کہو کہ پانی کی نہر میں غسل کرے وہ علت دور ہو جائیگی وکیل مایوس ہو کر پھر گیا اور اپنے بادشاہ سے اطلاع کی عقلا نے کہا کہ تجربہ کرنا اسکا ضرور ہے بادشاہ نہر میں گیا اور اپنے اعضا کو دھویا جب باہر نکلا تو وہ مرض بالکل زائل ہو گیا بادشاہ نے لباس قیمتی اور

بدری زر کی حضرت الیسع کی خدمت میں بھیجی آپنے قبول نہ کیا مگر خادم کو طمع ہوئی اُسنے مخفی وہ بدری جا کر دیا
سے لی اُسیوقت حضرت الیسع کو خبر ہوئی اُس خادم پر بددُعا کی وُہ خادم بادشاہ کی علت میں گرفتار ہوا پانچویں
یہ کہ بسبب قحط کے غلہ نہایت گراں ہوا اور لشکر نے دشمنوں کے اطراف وجوانب سے بنی اسرائیل کو محاصرہ کیا تہا
حضرت الیسع نے فرمایا کہ کل اسقدر غلہ ارزاں ہوگا کہ لوگ عجب کرینگے اور طعام کی چنداں قیمت نہ رہیگی بادشاہ
کے حاجب نے تمسخر سے کہا کہ اگر اللہ تعالی آسمان کا روزن کھولیگا اور غلہ برساویگا جب بھی ایسا ارزاں نہو گا
حضرت الیسع نے فرمایا کہ تو دیکھیگا کہ ارزاں ہوگا مگر تو اُس میں سے نہ کھانے پاویگا اتفاقات کیوقت
دشمنوں کے لشکر میں گھوڑوں کی آواز اور ہتھیاروں کی صدا پڑی اور اسقدر رعب اور خوف دشمنوں کے دلمیں پڑا کہ
سب بھاگ گئے بنی اسرائیل محاصرے سے نکلکر میدان میں آئے اور تمام غلہ اور طعام دشمنوں کا تصرف میں لائے
اور یہانتک نوبت پہنچی کہ کوئی غلے کیطرف التفات بھی نہ کرتا تہا اور بنی اسرائیل نے متفق ہوکر اُس حاجب کو
جو تمسخر کرتا تھا بڑی ذلت سے ہلاک کیا اور کتب تواریخ میں بہت معجزے آنحضرت کے لکھے ہیں بنی اسرائیل
کبھی اُنکی متابعت کرتے تھے اور کبھی مخالفت اسواسطے ملول رہتے تھے آخرالامر حضرت رب العزت کے حضور
میں دُعا کی اور رفاقت گروہ مقدس ملاء اعلے یعنی ملایک آسمانی کی چاہی جب دُعا کی اجابت کا یقین ہوا تو
ذوالکفل کو طلب کر کے خلافت اپنی اُنکو عنایت کی اور انکی رُوح نازنین حضور رب العلمین میں تشریف لیگئی

ذکر حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا

حضرت ذوالکفل علیہ السلام بعد حضرت الیسع کے نبی ہوئے اور ذوالکفل کی وجہ تسمیہ یہ کہ تمام وصیتیں حضرت
الیسع کی ہدایت کی اور ارشاد بنی اسرائیل کی اور اجراے احکام توریت کی اپنے ذمہ پر لیے تھے اور بعضے کہتے
ہیں کہ حضرت ذوالکفل شام کے بادشاہ کے مقرب تھے اُس بادشاہ کو بنی اسرائیل سے بڑی عداوت تھی ہمیشہ
بنی اسرائیل کے ملک میں فوج بھیجتا اور ایک جماعت کو قتل کرتا ایکبار بنی اسرائیل کی لڑائی کو بڑی فوج بھیجی اور اس
فوج نے بعد مقابلے کے ایک سو آدمی علما اور صلحا یہود کے اسیر کرکے بادشاہ کے پاس روانہ کیئے بادشاہ نے چاہا
کہ اُنکو قتل کرے حضرت ذوالکفل سنکر بادشاہ کے پاس گئے اور کہا کہ اب وقت ہو فوت ہوگیا اور زمانہ سیاست کا
گزر گیا اُنکو میرے سپرد کرو میں اُنکا کفیل ہوں کل صبح کو سیاست گاہ میں حاضر کرونگا بادشاہ نے سب لوگ اُنکے
سپرد کئے حضرت ذوالکفل اُنکو اپنے شہر لیگئے اور طوق و زنجیر اُنکے دُور کئے اور تعظیم اور توقیر نہایت کی اور کھانا
کھلا کر آدھی رات کو چھوڑ دیا اور طایفہ دشمن کے ہاتھ سے خلاص ہوا اور حضرت ذوالکفل کو بھی خدا نے بادشاہ کے

محفوظ رکھا بعد اس دن کے یہود میں لقب اُن کا ذوالکفل قرار پایا ؛

ذکر حضرت اشموئیل علیہ السلام کا

جب نبوت حضرت اشموئیل پر قرار پائی اور دعوت اُنکی آشکارا ہُئی اسرائیل ایمان لائے تب سب جمع ہو کر حضرت اشموئیل کے پاس آئے اور سوال کیا کہ ہمارے تئیں ضرور ہے کہ عمالقہ سے لڑائی کریں اور تابوت سکینہ جو ہم سے چھین لیگئے ہیں پھیر لیویں تم ہمارے واسطے ایک بادشاہ مقرر کرو جو ہم مقابلہ فی سبیل اللہ کریں حضرت اشموئیل نے فرمایا اگر تم وعدہ کرو جو خدا تم کو بادشاہ دے تو تم اُسکی تابعداری کرو اور غزا کو جاؤ اور اُسکے حکم سے برخلافی مت کرو جب انہوں نے قبول کیا اور وعدہ مستحکم دیا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا طالوت نام کہ سقائی یا گوالی کا کام کرتا تھا وہ ابن یامین سے تھا جب حضرت اشموئیل نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے طالوت کو بادشاہ کر کے بھیجا ہے بنی اسرائیل نے یہ بات سنکر بہت عار کی کہ کیونکر اُنکو سلطنت ملیگی اور ہم لائق تر ہیں سلطنت کے بہ نسبت اُسکے حضرت اشموئیل نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ عالم و عادل ہے اُسکی بخشش لیاقت اور استعداد پر موقوف نہیں جسکو چاہتا ہے اُسکو ملک دیتا ہے اور حقتعالیٰ نے طالوت کو تم پر فضیلت دی بہت علم اور جسم میں یعنی علم اسکا تمسے زیادہ ہے اور جسم اسکا تمسے قوی ہے اور نشانی اُسکی بادشاہت کی یہ ہے کہ وہ جا کر اکیلا تابوت سکینہ لاویگا بنی اسرائیل نے کہا اگر وہ تابوت سکینہ لاویگا تو ہم البتہ اُسکی سلطنت پر اتفاق کرینگے اور اسکا حکم بجا لاوینگے اور حقیقت تابوت سکینہ کی یہ ہے کہ جب موسیٰ کی رحلت کا وقت نزدیک ہوا تو انہوں نے حقتعالیٰ سے دعا مانگی کہ اگر بنی اسرائیل کو شرافت اور کرامت عنایت کریگا تو بعد میرے اُنکو اُنکے سبب سے دشمنوں پر ظفر اور نصرت ہو اور اس قوم کے تئیں سبب افتخار اور مشیخت کا ہوگا تب حقتعالیٰ نے حکم کیا کہ ایک تابوت بناؤ تب حضرت موسیٰ نے شمشاد کے درخت کا ایک تابوت بنایا تین گز کا لمبا اور دو گز کا بلند اور دو گز کا چوڑا اور بند زر سے اُسکو محکم کیا اور بموجب حکم الٰہی کے وہ پتھر کہ جس سے بیابان تیہ میں چشمے پانی کے واسطے بنی اسرائیل کے جاری ہوئے اور ٹکڑے توریت کی لوحوں کے اور وہ طشت کہ جسمیں انبیا کے قلوب دھوئے جاتے تھے اور لباس حضرت ہارون کا اور جامہ اور نعلین اپنی یہ سب بطریق تبرک اُسمیں رکھے اور سر اُسکا محکم باندھا اور بنی اسرائیل کو سپرد کیا جب حادثہ بنی اسرائیل پر آتا یا کوئی بلا نازل ہوتی تو اُس تابوت کو باہر نکالتے تو اللہ تعالیٰ اُنکی بلا کو دفع کرتا اور دشمنوں پر فتح دیتا اور وہ تابوت کبھی بادشاہوں کے خزانے میں اور کبھی اعیان بنی اسرائیل کے پاس رہتا تھا یہانتک کہ بنی اسرائیل کے فسق سے عمالقہ اُنپر غالب ہوئے اور تابوت سکینہ کو لوٹ کر لیگئے اور بتخانہ میں بتوں کے قدم کے تلے رکھا

صبحکو جو عمالقہ نے دیکھا کہ تابوت بتوں نے سیر دھرا ہے پھر آگ میں اسکو جلایا وہ نہ جلا پھر توڑنے لگا نہ ٹوٹا پھر
اسکو پلید جگہ میں دفن کیا اور وہاں موتنا مقرر کیا جو شخص وہاں پیشاب کرتا تھا تو ناسور کی علت میں گرفتار ہوکر
مرجاتا تھا ناچار ہو کر ایک گاڑی پر لاد کر دو بیل اسمیں جوت کر اکیلی گاڑی چھوڑ کر اپنی ولایت سے باہر کیا ملائکہ
نے اسگاڑی کو بیابان بنی اسرائیل کے ملک میں پہنچایا ملک طالوت بموجب حکم حضرت اشموئیل کے واسطے
تلاش کرنے تابوت کے جنگل کیطرف روانہ ہوئے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک گاڑی کو دو بیل کھینچتے ہوئے اکیلے لاتے
ہیں طالوت نے علامتوں سے پہچانا اور بے تکلف گاڑی پر سوار ہو کر معہ تابوت حضرت اشموئیل کیحضور میں حاضر ہوئے بنی
اسرائیل متعجب اور خوش ہوئے اور فرمانبرداری میں ملک طالوت کی کمر باندھی اور آگے اس سے جالوت بادشاہ فلسطین
کا کئی بار بنی اسرائیل کو غارت کر کے لیگیا تھا اور مردونکو قتل کر کے عورتوں کو باندی غلام بنایا تھا۔ اور باقی لوگوں
پر جزیہ رکھا تھا اب اس انتقام کیواسطے بموجب حکم حضرت اشموئیل ہمرکاب طالوت کے اسی ہزار مرد جنگی لے کر
روانہ ہوئے اور جالوت انکی خبر سنکر مقابلے کو آیا جب بیابان میں پہنچے تو ملک طالوت نے فرمایا کہ اے لوگو
ہمارے رستے میں ایک نہر پانی کی آویگی جو اسمیں سے پانی پیویگا سو غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا وہ ہم سے
نہیں ہے اور پیاس اسکی نہ بجھے گی اور جو کوئی نہ پیویگا اور ایک چلو پر صبر کریگا وہ سلامت رہیگا جب لشکر بیابان سے
باہر نکلا اور نہر پر پہنچا لوگ بے اختیار ہو کر پانی پر گرے ہر چند پانی پیا سیراب نہ ہوئے اور پیٹ انکے پھول گئے۔ اور
بولے کہ ہم کو طالوت کیساتھ طاقت لڑائی کی نہیں ہے فقط چار ہزار آدمی جو فرمانبردار تھے اور ایک چلو
پانی پر صبر کیا طالوت کے ہمراہ ہوئے اور چھتر ہزار آدمی سب رہ گئے اور جالوت ایک لاکھ مرد تیغ زن لیکر
ملک طالوت کے مقابل آیا۔ طالوت نے دلاوران صف شکن کو ساتھ لیکر اول جناب الٰہی سے دعا مانگی
ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا یا الٰہی ہمارے تئیں صبر اور ثبات قدم عنایت کر اور قوم کفار پر فتح
دے کہتے ہیں یہ اول چار ہزار آدمیونسے بھی رہ گئے صرف تین سو تیرہ آدمی موافق عدد اصحاب بدر کے
باقی رہے جالوت نے جب اس جماعت قلیل کو دیکھا نہایت عار اور ننگ اسکو آئی کہ اتنے آدمیوں پر صف آرا
ہونا کمال بے ناموسی ہے اسواسطے خود ابلق گھوڑے پر سوار ہوا اور ہتھیار باندھکر میدان میں آیا۔ اور طالوت کو
اپنی لڑائی کے واسطے طلب کیا اور کہا کہ اگر طالوت باہر نہ آوے تو ایک اور آدمی کو پسند کر کے بھیجے تا جنگ
آزمائی کریں طالوت نے حکم کیا کہ جو شخص میری فوج میں سے مقابلہ کر کے اسکو ماریگا تو میں اپنی بیٹی کو۔ کہ
اجمل النساء عالم ہے اسکے نکاح میں دونگا اور نصف ملک اسکے اختیار میں دونگا ہر چند طالوت نے اس بات

کو مکرر کہا مگر کسیکو شوکت اور عظمت اور شجاعت سے جالوت کی ہمت نہ بندھی جو اُسکے مقابل ہووے اسواسطے
کہ وہ کافر شجاعت اور جسامت اور جرأت میں اپنا مثل نہ رکھتا تھا آخر الامر داؤد بن الیشا نے ایک گوشے سے
نکل کر طالوت کے پاس آکر جالوت کے مقابلہ کا ذمہ لیا اور مانند شیر غژاں کے کھڑے ہوئے

ذکر حضرت داؤد علیہ السلام کا جالوت سے لڑنیکا اور جالوت کے مرنے کا

حضرت داؤد بنی یہودا ابن یعقوب کی اولاد سے ہیں اور یہ تیرہ بھائی تھے اور داؤد سب سے عمر میں کم
اور جسم میں اور نظر میں حقیر تھے اور گوالے کا کام کرتے تھے ایک فلاخن یعنی گوپھن پاس رکھتے تھے اور جسکو اُنکے
ہاتھ کے گوپھن پہونچتے تھے وہ مر جاتا تھا اور جب طالوت واسطے لڑائی جالوت کی مامور ہوئے تو حقتعالی نے
حضرت اشمویل کیطرف وحی نازل کی کہ قاتل جالوت کا الیشا کے بیٹوں میں سے ایک بیٹا ہے کہ فلانی زرہ
اُسکے تن پر درست ہوگی حضرت اشمویل الیشا کے گھر تشریف لیگئے اور سب بیٹوں کو طلب کیا بارہ بیٹوں کو اُنکے
باپ نے حاضر کیا یہ سب بلند بالا اور خوبصورت تھے سب کے قد وں سے اس زرہ کو ناپا کسی کے قد پر برابر نہیں بیٹھی حضرت
اشمویل نے پوچھا کہ کوئی اور فرزند ہو تو حاضر کرو باپ نے عرض کی کہ ایک میرا بیٹا سب سے چھوٹا دبلا پتلا زرد آنکھیں
حقیر جسم ہے بکریاں جنگل میں چراتا ہے حضرت اشمویل خود جنگل کیطرف تشریف لیگئے۔ اور حضرت داؤد کو زرہ
پہنائی اُس قد ہمایوں پر درست آئی القصہ جب کہ طالوت کی بیٹی کی اور آدھے ملک کی حضرت داؤد نے سُنی
تو بھائیوں سے کہا کہ تم کسواسطے جالوت کے قتل کا عزم نہیں کرتے جو ملک بھی ملے اور بادشاہزادی بھی ہاتھ
لگے بھائیوں نے کہا تو صرف مجنون اور بیوقوفی سے یہ بات کہتا ہے کسکی طاقت ہے جو کوئی جالوت کے سامنے
جا[illegible]یگا حضرت داؤد نے کہا کہ میں اُسکو مارونگا اور بھائیوں سے بے اجازت منادی سے کہا کہ حضور میں
بادشاہ کے منادی کرو کہ میں جالوت کا بھیجا اُڑا دونگا منادی نے جا کر عرض کی کہ کوئی شخص اقبال جالوت
کے مقابلے کا نہیں کرتا مگر ایک نوجوان بنی اسرائیل کا ہے بادشاہ نے حضور میں داؤد کو طلب کیا اور اُنسے
حال پوچھا اُنہوں نے فرمایا کہ اے بادشاہ اگر تو اپنے وعدے کو وفا کرے تو ابھی جا کر جالوت کو قتل کرتا
ہوں اور اُسکے لشکر کو درہم برہم کرتا ہوں ملک طالوت نے متعجب ہو کر کہا کہ ایسے حقیر جثے اور ضعیف
تن سے کیا مقابلہ جالوت کا کریگا وہ شخص قوی ہیکل اور شیر پنجہ ہے تو نے اپنے تئیں نیزہ بازی۔ اور
شمشیر اندازی میں آزمایا ہے داؤد نے جواب دیا کہ بکریاں چرانے کیوقت کبھی کوئی شیر اور چیتا میری بکری
کا قصد کرتا ہے تو میں اس گوپھن سے اُس کے جسم کو چیر ڈالتا ہوں اور بغیر شمشیر اور خنجر کے اُنکے ٹکڑے

کو ٹکڑے کرتا ہوں جب طالوت نے داؤد کے تئیں واسطے لڑائی جالوت کی مضبوط اور مستعد پایا۔ ایک گھوڑا اور زرہ دیکر روانہ کیا جب وہ عالی مقام کئی قدم چلے تو پھر آئے اور گھوڑا اور زرہ ملک طالوت کی پاس بھجوا دیا طالوت نے اور مصاحبوں سے گمان کیا کہ شاید جالوت سے ڈر کر لڑائی سے پشیمان ہوا پوچھا کہ گھوڑے اور زرہ کے رد کرنیکا کیا سبب ہے داؤد نے جواب دیا کہ مجھکو گھوڑے پر چڑھکر معہ زرہ لڑنے کی عادت نہیں اگر حکم ہو تو میں پیادہ اسی وضع سے میدان میں جا کر لڑوں بادشاہ نے کہا کہ تو مختار ہے حضرت داؤد اپنا توبڑا اور فلاخن بغل میں اور لاٹھی ہاتھ میں لیکر میدان میں جالوت کے کھڑے ہوئے جالوت نے پوچھا کہ تو یہاں کسواسطے آیا ہے فرمایا کہ آیا ہوں جو تجھسے لڑوں اور تیرے سر کا بھیجا نکالوں جالوت نے بطریق تمسخر کے کہا کون سے ہتھیار سے لڑائی کریگا تجھ میں جتنی قوت ہو یہ مجھ کو لاٹھی مار بعد از قیل و قال کے حضرت داؤد نے اپنے توبڑے میں ہاتھ ڈالا اور پتھر نکال کر گوپھن میں رکھ کر اللہ اکبر کہکر جالوت کے سر میں ایسا مارا کہ خود جالوت کا جو ایکسو بیس رطل کا تھا سر نامبارک سے گر پڑا اُس پتھر کے تین ٹکڑے ہوئے ایک تو پیشانی نامبارک جالوت پر لگ دماغ توڑ کر پیچھے گرا اور دو ٹکڑے ایک سیدھی طرف اور ایک اُلٹی طرف پران ہوئے اور حضرت داؤد کی تکبیر کے ساتھ وحوش وطیور و ملائک نے جو تسبیح پڑھتے تھے موافقت کی تو اُس آواز کی دولی سے ایسی آواز ہیبت کی دشمنوں کی کانوں میں پہونچی کہ اُنکے دلوں میں خوف اور رعب بھر گیا اور یکبار گی لشکر بھاگ نکلا اور بنی اسرائیل نے تیغ بیدریغ چلانی شروع کی اور حضرت داؤد نے جالوت کی سر کا بوجھ جو مانند پہاڑ کے تھا جدا کر کے تن ناپاک کو سبکدوش کیا اور ملک طالوت کی سامنے لا کر زمین پر رکھدیا اہل توحید نہایت خوشی سے مظفر اور منصور اپنے ملک کو پھر آئے بعد چند روز کے داؤد نے بادشاہ سے التماس کی کہ اپنے وعدہ کو وفا کرو۔ طالوت اپنی بات سے پشیمان ہوا تھا اور یہ کلام اُسپر گراں گزرا لیکن ظاہر داری سے داؤد کو کہا کہ میں اپنے قول پر مستقیم ہوں بعد اس کے مشایخ بنی اسرائیل کے حضرت اشموئیل کی حضور میں گئے اور اشموئیل نے طالوت کو برخلافی عہد سے ملامت کی بادشاہ نے جبر اور کرہاً اپنی بیٹی داؤد کے سلک عقد میں کھینچی حضرت کا ذکر خاص و عام میں ہوا اور تمام بنی اسرائیل کے دل میں اُنکی محبت کا مقام ہوا اور دوستی اُن کی ادنے اعلےٰ کی طبیعت پر جمی اس سبب سے طالوت کو زیادہ حسد ہوئی۔ لیکن جب تک حضرت اشموئیل باحیات تھے۔ اُس کو مجال دم مارنے کی نہ تھی۔ بعد وفات اشموئیل کے طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کے قتل کی مشورت وزیروں سے کی اُنہوں نے کہا کہ یہ بات اُسوقت میسر ہو جو تمہاری بیٹی بھی اِس کام میں مددگار ہو۔

طالوت بیٹی کے گھر گیا اور اُس سے بھید کہا بیٹی نے ظاہر میں باپ کی خاطر سے کہا کہ میں اس مقدمہ میں حیلہ
کرونگی اور تمکو خبر دونگی طالوت اس بات سے خوش ہو کر گھر کو گیا اُس بی بی نے حضرت داؤد سے یہ راز کہ دیا بعد
چند روز کے حضرت داؤد کی صلاح سے ایک مشک شراب سے بھر کر آدمی کے قد کے برابر پلنگ پر ڈالی۔ اور
جامے حضرت داؤد کے اُسپر پہنائے اور باپ سے کہا کہ داؤد نے آج شراب بہت سی پی ہے بیہوش پڑا ہے
اور اُس زمانہ کی شریعت میں شراب پینا جائز تہا طالوت فرصت کو غنیمت جانکر آیا اور ایک ہاتھ شمشیر آبدار
کا ایسا لگایا کہ دو ٹکڑے کر دئے اور حضرت داؤد غائب ہو گئے اور اُسکی بیٹی نے حضرت داؤد کے مارے جانے
کی شہرت کر دی کہتے ہیں کہ ایک روز طالوت شکار کو گیا تہا حضرت داؤد کو جنگل میں اُسنے پہچانا اور گھوڑا
اُنکے پیچھے دوڑایا لیکن حضرت داؤد نے اپنے گھوڑے کو ایسا دوڑایا کہ طالوت اُسکی گرد کو نہ پہنچا طالوت نے جاسوس
اُنکے ڈھونڈنے کو بھیجے اور نہایت ظلم سے شرفائے ملک کا قتل کرنا شروع کیا اور جہاں عالم کا نام سنتا تہا
اُسکو قتل کرتا تہا کہ ایک عورت ضعیفہ کو اُسکے پاس لیگئے کہ یہ بھی علم سے واقف ہے اور اسم اعظم اُسکو آتا تہا
طالوت نے اُسکو بھی ایک پیادے کے حوالہ کیا کہ مار ڈالے اُس پیادے کو اُسپر رحم آیا اُسنے بڑھیا کو اپنے گھر میں
چھپایا بعد مدت کے طالوت اپنے حرکات سے پشیمان ہوا اور قبرستان میں راتوں کو جا کر رویا کرتا شب کو ایک
قبر سے آواز آئی کہ اے طالوت تونے ایسے کام کئے کہ علما اور اخبار بنی اسرائیل کا نام دنیا سے مٹا دیا اور تمام
زندوں کو ستایا اب مردوں کو ایذا دینے آیا ہے اس آواز کے سننے سے نہایت بیقراری کی اور رونے لگا۔
اس پیادے کو کہ جسنے اُس ضعیفہ کو چھپایا تہا طالوت کے حال پر رحم آیا اُسنے سبب رونیکا پوچھا طالوت نے کہا کہ اگر
کوئی عالم روے زمین پر باقی ہو تو مجھکو بتلا جو میں اپنا حال کہکر راہ نجات کی پوچھوں اُسنے کہا کہ اگر تو مجھکو قتل
نکرے تو میں تجھکو ایک شخص بتلاؤں کہ وہ تجھکو راہ صواب بتلاویگا بعد قول و اقرار کے وہ پیادہ اُس عورت زاہدہ کے
پاس لے گیا طالوت نے اپنی توبہ کے قبول اور عدم قبول کا ذکر کیا وہ ضعیفہ بولی کہ یہ تو میں نہیں جانتی مگر شموئیل
کی قبر پر چل وہاں سے کچھ کشایش کار ہوگی جب یہ تینوں حضرت شموئیل کی قبر پر گئے اور بڑھیا نے قبر کو صاف
کیا اور اسم اعظم کا وسیلہ کرکے بولی کہ اے صاحب قبر تو نکل حضرت شموئیل کی قبر پھٹی اور متحیر ہو کہ کیا قیامت قائم
ہوئی انہوں نے احوال طالوت کے ظلموں کا اور توبہ کے نہ قبول ہونیکا مفصل بیان کیا حضرت شموئیل نے فرمایا کہ توبہ
تیری تب قبول ہوگی کہ تو اور تیرے بیٹے جہاد کو جاویں وہ سب بیٹے تیری حضور میں شہید ہوویں اور بعد اُسکے تو بھی جہاد میں
مارا جاوے حضرت شموئیل یہ کہکر قبر میں گئے اور قبر برابر ہوگئی اور طالوت نہایت غمگین ہو کر آیا کہ شاید میرے بیٹے رفاقت کریں

یا نہیں بیٹوں نے باپ سے احوال سنکر عزم بالجزم کیا اور مرنے پر مستعد ہوئے اور کفار کی غزا پر گئے اور فوج کو خزانے دیکر بروقت مقابلے صفوں کے اول تو پے در پے طالوت کے بیٹے شہید پھر طالوت تنہا گھوڑا اٹھا کر فوج اعدا پر گیا اور سخت لڑائی کی اور شہید ہو گیا اور بعد طالوت کے سلطنت بنی اسرائیل کی حضرت داؤد پر مقرر ہوئے اور اعلی ادنی نے انکی مطابعت پر کمر باندھی

ذکر حضرت داؤد علیہ السلام کی رسالت اور خلافت کا

جب بعد وفات اشموئیل اور ملک طالوت کی نبوت کی خلعت اور سلطنت کی قبا حضرت داؤد کے قامت پر درست ہوئی اور اس سے آگے ایک سبط میں سے نبی اور ایک بادشاہ ہوتا تھا مگر حضرت داؤد رسالت اور سلطنت کے جامع ہوئے جب خلافت انکی مستقل ہوئی تو حقتعالے نے اُن پر زبور نازل کی اور مشتمل تھی وعظ اور حکمت پر اور حقتعالی نے حضرت داؤد کو ایسا حسن صوت عنایت کیا تھا کہ جسوقت زبور پڑھتے تھے تو وحوش وطیور اور چوپائے اور درندے آس پاس اُنکے جمع ہوتے تھے اور ایک دوسرے کو ضرر نہ پہونچاتا تھا اور حضرت داؤد بڑے عابد اور نرم دل تھے اور فقرا اور مساکین پر شفقت کرتے تھے اور اکثر اوقات لباس بدل کر شہر اور بازار میں پھرتے اور آنے جانے والوں سے پوچھا کرتے کہ داؤد کیسا آدمی ہے لوگ اُس سے راضی ہیں یا نہیں ایکروز ایک فرشتہ مسافر کی صورت ظاہر ہوا اُس سے انہوں نے پوچھا کہ داؤد کیسا شخص ہے جواب دیا کہ اگر داؤد میں ایک خصلت نہوتی تو بہترین مخلوقات تھا پوچھا وہ کیا ہے اُس نے کہا خوراک اُسکی اگر بیت المال سے نہوتی تو بہت خوب ہوتا حضرت داؤد متنبہ ہوئے اور اللہ تعالی سے سوال کیا کہ یا الٰہی مجھے ایسا پیشہ تعلیم کر کہ میری اور میرے عیال کی گزران اسمیں چلے اللہ تعالی نے زرہ بنانیکی صنعت انکو سکھائی اور لوہا اُنکے ہاتھ میں مانند موم کے نرم کر دیا کہ بغیر کوٹنے اور پیٹنے کے اور آگ میں گرم کرنیکے موم سا ملائم ہوتا تھا اور اوقات اپنی چار قسم پر تقسیم کی تھی ایک روز تو علما اور اہل دانش سے ملاقات تعلیم و تعلم کی رہتی تھی اور ایک روز مسند قضا پر بیٹھ کر عدل کرتے اور ایک روز عبادت اور مناجات خالق میں مشغول رہتے اور ایک روز عیش حلال میں اپنے عیال کیساتھ مصروف ہوتے ایک روز ایک شخص نے ایک اشراف بنی اسرائیل پر دعوی کیا کہ اُسنے میرا بیل چھین لیا اور نہیں دیتا ہے مدعا علیہ نے انکار کیا حضرت داؤد نے مدعی سے گواہ مانگے وہ غریب اقامت بینہ سے عاجز ہوا حضرت داؤد کے قلب پر اُس مدعی کی صدق اور زاری نے اثر کیا لیکن بغیر گواہوں کے حکم نہ دے سکتے تھے رات کو حضرت داؤد نے خواب دیکھا کہ مدعی سچا ہے مدعا علیہ واجب القتل ہے اُسکو قتل کرو دوسرے دن جب بیل دلانیکا حکم حضرت داؤد نے دیا مدعا علیہ نے عرض کی کہ یہ کس شرع میں جائز ہے کہ بغیر اثبات دعوے کے مال دلواتے ہو اور شہر کے آدمی بھی اس حکم سے تعجب کرتے تھے کہ یہ تو صرف ظلم ہے حضرت داؤد نے فرمایا کہ اسبے بہتر تیرے حق میں یہ ہے کہ بیل بھی

دے اور اپنا سب مال بھی دے اس حکم سے زیادہ تر حیرت لوگوں کو ہوئی مدعا علیہ پھر واویلا کرنے لگا کہ تم پیغمبر ہو کر مجھ پر ظلم کرتے ہو تیسرے دن حکم دیا کہ اپنا مال اور متاع اور قبیلے اور بیٹی بیٹا سب مدعی کو دیدے اور تجھکو قتل کرونگا۔ تمام شہر کے لوگ دانتوں میں انگلیاں پکڑتے تھے اور اس معاملے کو ظلم صریح جانتے تھے آخر حضرت داؤد نے مدعا علیہ کو پابزنجیر کیا اور شہر میں منادی کی کہ کل سب لوگ شہر کے باہر حاضر ہوں اور اس مدعا علیہ کے انصاف کا حال دیکھیں غرض دوسرے دن بموجب حکم کے ایک عالم شہر سے باہر جمع ہوا اور مدعا علیہ کو سولی کے تلے کھڑا کیا اور حضرت داؤد نے ایک درخت کی جڑ کھدوا دی۔ وہاں مدعی کا باپ مقتول مدفون تھا اور اس کی چھری کہ جس پر نام مقتول کا کندہ تھا اس کے ساتھ میں پائی حضرت داؤد نے فرمایا کہ یہ مدعا علیہ کے باپ کا غلام تھا اسنے اپنے میاں کو قتل کیا اور اسکا مال و اسباب لیکر یہ قابض ہوا اب یہ بے انصاف اپنے میاں کے بیٹے کو کہ جسکا مال تھا ایک بیل دینے پر راضی نہوا اسواسطے بموجب حکم الٰہی کے ہم اسکو قصاص کرتے ہیں اور یہ سب مال مدعی کو دلواتے ہیں اس معاملے کے ہونے سے ہیبت حضرت داؤد کی لوگوں کے دلوں میں اسمرتبہ غالب ہوئی کہ مقدور نہ تھا جو خلوت میں بھی خلاف شرع کر سکیں آیہ کریمہ میں وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ اشارہ ہے اس تشدد کی طرف

ذکر حضرت داؤد علیہ السلام کے فتنے کا۔

کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت داؤد اپنی محراب عبادت میں زبور پڑھتے تھے کہ ناگاہ ایک مرغ مانند کبوتر کے ظاہر ہوا کہ جسم اسکا سونے کا اور بازو مانند دیبائے مرصع کے اور منقار یاقوت کی اور آنکھیں مانند زمرد کی۔ اور پاؤں فیروزے کے تھے ایک روزن سے نکلکر حضرت داؤد کے سامنے بیٹھا حضرت داؤد اسکے حسن و لطافت سے متعجب ہوئے اور خیال کیا کہ اس کبوتر کو پکڑ اپنے چھوٹے بیٹے کو دوں کہ وہ بہت خوش ہوگا جب اسپر ہاتھ ڈالا تو وہ تھوڑا سا دور ہوگیا حضرت داؤد زبور پڑھنے سے غافل ہوکر اس کبوتر کیطرف متوجہ ہوئے وہ کبوتر روزن سے نکل گیا حضرت داؤد سطح پر چڑھکر ادھر ادھر دیکھتے تھے کہ وہ کبوتر کدھر گیا اس حالمیں دیکھا کہ وہ کبوتر اوریا کے باغ میں گیا سطح کے کنارے آکر جو باغ کیطرف دیکھا تو ناگاہ چشم مبارک آنحضرت کی ایک عورت صاحب جمال پر پڑی کہ اس باغ کے حوض میں غسل کرتی ہے اس بی بی نے جو مرد کا عکس پانی میں دیکھا تو اپنے بالوں کو بکھیر کر اپنے بدن پر ڈالا اور تمام بدن اپنا بالوں سے چھپایا حضرت داؤد کی خاطر شریف میں میل تمام اسکے نکاح کا آیا اور دل میں خیال گزرا کہ اگر اوریا قتل ہوجائیگا تو میں اس کو نکاح میں لاؤنگا اور بعضے روایتوں میں یوں ہے۔ کہ اوریا کو بلاکر اس سے التماس کی۔ کہ تو اپنی منکوحہ کو طلاق دے۔ جب اس نے انکار کیا۔ اور بعد اس کے وہ اپنی خوشی سے

جہاد میں جاکر شہید ہوا تب آنحضرت نے اُس عورت کو اپنے نکاح میں لیا اور مفسرین معتبر یوں لکھتے ہیں کہ وہ عورت اوریا کی منکوحہ نہ تھی بلکہ اُسکی نسبت کا پیغام گیا تھا اور اُسکے والی راضی ہو چکے تھے اور بعد اُس کے حضرت داؤد کا پیغام نسبت گیا اُس کے والیوں نے اُنکے پیغام کو مقدم کر کے قبول کیا اتنی بات بھی جناب الٰہی کو ناپسند ہوئی اسواسطے مورد عتاب ہوئے القصہ بعد شہید ہونے اوریا کے اور گذرنے عدت کے اُس بی بی کے تئیں پیغام آنحضرت کا گیا اُس نے کہا کہ اس شرط پر قبول کرتی ہوں کہ اگر بیٹا مجھ سے تولد ہو تو ولیعہد اُس کو کریں حضرت داؤد راضی ہوئے اور اُس عفیفہ کو نکاح میں لائے اور اُن سے حضرت سلیمان پیدا ہوئے اور سلطنت اور نبوت کے مالک ہوئے جیسا کہ عنقریب بیان آویگا۔ جب ایک مدت گذری اور حقتعالیٰ کو حضرت داؤد ع کا سبقت کرنا اسمقدمے میں ناپسند ہوا تھا اور حضرت داؤد کو معلوم نہیں تھا کہ اسواسطے اللہ تعالیٰ نے انکو تنبیہ کیا۔ اور کیفیت تنبیہ کی یوں ہے کہ جب حضرت داؤد عبادتخانے میں زبور پڑھتے تھے تو کئی ہزار آدمی واسطے پاسبانی کے گرد و پیش مستعد رہتے تھے مقدور نہ تھا جو کوئی پرندہ وہاں پر مار سکے ناگہان دو آدمی محراب میں عبادتخانے کے دیکھے دل میں ڈرے کہ بے رخصت ایسے چوکی پہرے میں انکا یہاں آنا کسطرح ہوا شاید یہ دشمن ہیں اُنہوں نے عرض کی کہ ڈرو مت ہم دونوں میں خصومت ہے ہمارا فیصلہ انصاف کرو۔ حضرت داؤد نے پوچھا تمہارے خصومت کیا ہے ایک نے اُنہیں سے کہا کہ اس بھائی کے ننانوے بکریاں ہیں اور میرے ایک اُسنے میری بکری بھی زبردستی لے لی حضرت داؤد نے فرمایا کہ اُسنے تجھپر ظلم کیا جو تیری ایک بکری اپنی بہت بکریوں میں ملالی۔ جب حضرت داؤد حکم سے فارغ ہوئے تو یہ دونو ایک دوسرے کی طرف دیکھکر ہنسے اور کہا کہ قَضَی الرَّجُلُ عَلٰی نَفْسِہٖ یعنی اُس شخص نے اپنے نفس پر حکم کیا اور فی الحال نظروں سے غائب ہو کر آسمان کی طرف چلے گئے حضرت داؤد نے جانا کہ یہ فرشتے تھے کہ لغزش پر تم کو تنبیہ کر کے غائب ہو گئے حضرت داؤد متنبہ ہوئے اور چالیس دن تک سوائے نماز اور وضو کے سجدے سے سر نہ اُٹھایا اور اتنا روئے کہ اُن کے آب چشم سے گھاس جم گئی جب خطاب آیا کہ میں نے تیرا گناہ معاف کیا لیکن اوریا کی قبر پر جا اور اُس سے معافی چاہیں اُسکو تیری خاطر سے زندہ کرونگا جب اُسکی قبر پر گئے اور اُسکا نام لیکر پکارا وہ بولا یا نبی اللہ تم کسواسطے تشریف لائے اور مجکو خواب خوش سے جگایا حضرت داؤد نے فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے تیرے حق میں گناہ صادر ہوا تو مجکو بخش دے اوریا نے کہا آپکی بدولت میں نے بہشت بریں پائی اور اعلیٰ علیین میں پہونچا میں نے معاف کیا جب حضرت داؤد اُسکی قبر سے خوش ہو کر پھرے پھر خطاب آیا کہ داؤد میں حاکم عادل ہوں اور معاف کروانیمیں قول مجمل کافی نہیں

تفصیل حال اوریا سے کرکے معافی مانگو جب دوبارہ قبر پر اوریا کے گئے اور پکارا اور تفصیل کی کہ مینے چاہا تھا کہ تو
اگر شہید ہوگا تو میں تیرے قبیلہ کو نکاح میں لاؤنگا جب تو شہید ہوا تو مینے تیرے قبیلے سے نکاح کیا تین بار حضرت داؤد
نے پکارا پر جواب اوریا نے نہ دیا اور حضرت داؤد واویلا وامصیبتا کرتے اور کہتے تھے یا الٰہی جب داد مظلوموں کی ظالم کو
دلوائی جاویگی تو میرا کیا حال ہوگا پھر حکم ہوا کہ مینے تیرا گناہ بخشا حضرت داؤد نے عرض کی کہ تو تو کریم و رحیم ہے
لیکن اوریا معاف نہیں کرتا حقتعالیٰ نے خطاب کیا کہ روز قیامت میں اوریا کو اتنی نعمتیں اور حور و قصور دونگا کہ وہ
خوش ہو کر تیرا قصور معاف کریگا حضرت داؤد خوش ہوئے کہتے ہیں کہ بعد اس معاملہ کے حضرت داؤد تیس برس زندہ رہے اور
اکثر شہر سے باہر نکلتے تھے اور لوگونکو جمع کرتے اور زبور پڑھکر اپنے گناہ کا نوحہ کرتے تھے یعنی مجلسوں میں بسبب خوبی
آواز دلسوز جانگداز کے کئی آدمی مرتے تھے غرض اس مصیبت کے سبب سے اکثر انتظام سلطنت کا بگڑ گیا آخر الامر
حضرت داؤد نے حضرت سلیمان کو جو ولیعہد تھے وصی کیا اور خود جوار رحمت الٰہی میں رونق افروز ہوئے ❊

ذکر حضرت سلیمان علیہ السلام کا

اہل تاریخ کہتے ہیں کہ ولادت حضرت سلیمان کی اوریا کی منکوحہ سے بعد توبہ قبول ہونیکے ہوئی ہے اور ایام طفولیت
سے اُنکی پیشانی مبارک پر آثار بزرگی کے ظاہر تھے اور صغر سن میں احکام عجیب حضرت سلیمان سے ظہور میں آئے
کہ حیرت افزائے عالم تھے حضرت داؤد لڑکپن میں بڑے کاموں میں اُنسے مشورت کرتے تھے منجملہ اُن کے وہ حکم جو
قرآن شریف میں مذکور ہے بیان کرنے میں آتا ہے دو شخص تھے ایک کا نام یوحنا دوسرے کا نام ایلیا۔ یوحنا کی
بکریوں نے ایلیا کا کھیت کھایا جب داؤد کی حضور میں یہ مقدمہ درپیش ہوا قیمت کھیت کے نقصان کی برابر
قیمت تمام بکریوں کی تجویز میں آئی حضرت داؤد نے تمام بکریاں یوحنا کی ایلیا کی زراعت کے نقصان میں دیں۔
جب ایلیا محکمہ عدالت سے روتا باہر نکلا اور حضرت سلیمان نے حکم حضرت داؤد کا سُنا تو فرمایا جناب نے بہت
اچھا انصاف کیا لیکن اگر اس مقدمے میں مجھ کو حکم کرتے تو میں ایسا حکم کرتا کہ دونو راضی ہو جاتے حضرت داؤد
کو یہ خبر پہونچی فرزند ارجمند کو بُلایا پوچھا اُنھوں نے بعد مبالغہ او رتاکید حضور کے عرض کی کہ نقصان مدعی کے
مال کا دلوانا عین انصاف ہے لیکن اگر کھیت والے کو بکریاں سونپ کر حکم ہوتا کہ تو ان بکریوں کے دودھ
اور پشم اور بچوں سے منفعت لے اور بکریوں والے کو ارشاد ہوتا کہ تو اُس کے کھیت کو پانی دے اور پرورش کر
جب حالت اول پر پہنچے تو مدعی کا کھیت دیکر اپنی بکریاں لیجیو حضرت داؤد نے حکم اول کو موقوف کرکے مطابق
تجویز سلیمان کے حکم کیا متخاصمین خوش ہو کر دعا دیتے چلے گئے حضرت داؤد نے اُس فرزند عالی مقام کے

سر مبارک کو چوم کر جواہر دُعا کے نثار کئے جب سلطنت حضرت سلیمان کی مستقل ہوئی تو حقتعالی نے جن وانس و وحوش و طیور اور ہوا کو انکا مسخر اور فرمانبردار کیا حضرت سلیمان نے جنات کو حکم کیا کہ ایک فرش بقدر طول و عرض لشکر کے تیار کرو اور جس چیز کی کارخانہ سلطنت میں احتیاج ہو سب مہیا کر کے فرش پر رکھو جب عزم سیر کا کرتے تو باد کو حکم دیتے کہ اِس فرش کو کمال احتیاط سے بے نشیب و فراز اُٹھا کر معہ لشکر منزل مقصود کے اُڑے جب صبح کے وقت تک شام سے روانہ ہوتے تو چاشت کیوقت بقدر ایک مہینے کی راہ کے ملک اصطخر میں پہونچتے اور عصر کے وقت جو اصطخر سے روانہ ہوتے تو شام کا کھانا کابل میں نوش جان فرماتے *
غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ سے یہی مراد ہے *

بیان بیت المقدس کے بنانے کا

حضرت داؤد نے بنیاد بیت المقدس کی ڈالی تھی لیکن تمامیت اُسکی بموجب وحی الٰہی کے حضرت سلیمان پر موقوف تھی اسواسطے حضرت سلیمان نے اپنے عہد دولت میں اُستادان چابکدست کو جمع کیا اور بنیاد ایک شہر کی ڈالی کہ جسکی بنا سنگ سفید سے کی اور بارہ برج بنائے پھر دیوؤں کو معدن کانونمیں بھیجکر لعل و یاقوت فیروزہ زہ۔ وزمرد اور چاندی اور سونا نکلوانا شروع کیا اور بعضے جنوں کو دریا میں سے موتی نکالنے کو مقرر کیا اور ایک فوج اُنکی پتھر لانے کو معین ہوئی جب سامان تیار ہوا تب سنگتراشوں نے سپید اور زرد اور سبز پتھر ترتیب سے لگا کر چار دیواری مسجد کی تیار کی اور ستون اُس کے شفاف پتھروں کے نصب کئے اور دیوارونکی چھت کو موتی اور جواہر آبدار سے مرصع کیا کہ اُنکی روشنی اور براقی سے وہ عبادتخانہ شب تاریک میں مانند روز روشن کے منور رہتا تھا۔ اخیار بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ جو یہ گھر خالصاً لوجہ اللہ بنا ہے چاہیئے کہ ایک ساعت علمائے ربانی اور اولیائے حقانی سے خالی نہ رہے ایک مدت تک یہی کارخانہ جاری تھا جب بخت نصر ملک شام پر مسلط ہوا تو اُسنے شہر کو خراب کیا اور موتی اور جواہر مسجد سے اُکھڑ کر اپنے دار الملک میں لیگیا القصہ جب حضرت سلیمان محکمہ عدالت پر بیٹھے تو حضرت آصف وزیر اعظم تخت کے سامنے بیٹھ کر فیصلہ معاملات کا کرتے اور چار ہزار عالم دست راست پر اور چار ہزار عوام اور چار ہزار جن و پری کمر بستہ خدمت میں اور پرندے اُس اہل مجلس پر اپنے پروں کا سایہ ڈالتے تھے۔ اور وقت زوال تک عدالت میں رہتے بعد اُسکے دیوان محلے میں رونق افزا ہوتے اور باورچی خانہ میں سات سو گاڑی آٹا اور اُسی کے موافق رنگ برنگ کے سالن پکتے لوگوں کو کھلاتے تھے اور خود بدولت زنبیل بنا کر اُسکو بیچکر جو کی روٹی مسکینوں کے ساتھ کھاتے۔ بیان بلقیس کا حضرت سلیمان نے ہر ایک پرندے کو

ایک ایک مہم کیواسطے مقرر کیا تھا انہیں سے ہدہد واسطے دریافت کرنے پانیکے مقرر تھا اسواسطے کہ وہ پانی کو زمین کے نیچے ایسا دیکھتا تھا کہ جیسے آدمی شیشے میں روغن کو دیکھتا ہے ایک روز سلیمان اپنے تخت رواں سے نماز کی واسطے اُترے اور لشکر کو حکم کھانا پکانے کا دیا ہدہد نے خیال کیا کہ جب تلک حضرت سلیمان مشغول ہیں تب تلک تو اُڑکر اس ملک کے عرض وطول کو معلوم کرے اس خیال میں اُڑا اور ایک شہر میں پہونچا کہ تمام نہروں اور باغوں سے آباد تھا اور عمارت خوشنما تھی ایک باغ میں اُترا اور ایک ہدہد سے ملاقات کی اُس ملک کا حال پوچھا اُسنے کہا کہ اس شہر کا نام شہر سبا ہے اور بادشاہ یہاں کا ایک عورت ہے جسکا نام بلقیس ہے اور بارہ سردار ہیں ہر ایک سردار کے حکم میں ایک لاکھ مرد مقابل جنگی ہیں اور بادشاہ اور رعیت سب آفتاب پرست ہیں ہدہد یہ حال دریافت کرکے پھرا حضرت سلیمان نے جب ہدہد کو غائب پایا تب کرگس سے پوچھا اُسنے عرض کی مجکو معلوم نہیں لشکر پیاسا ہوا اور ہدہد موجود نہ تھا جو پانی کا ٹھکانا بتلاوے اسواسطے حضرت سلیمان بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر حجت روشن نہ بیان کریگا تو میں اُسکو قید کرونگا یا ذبح کر ڈالونگا اور عقاب اُسکی تلاش کیواسطے بھیجا جب عقاب نے پرواز کی تو اُسکو شہر سبا کی طرف سے آتے دیکھا پکڑکر حضور میں حاضر کیا اور حضرت سلیمان نے ہاتھ بڑھا کر ہدہد کا سر پکڑا ہدہد نے کہا یا نبی اللہ اُسدن کو یاد کرو کہ تم بھی خدائے عادل کے سامنے کھڑے ہوگے حضرت سلیمان اسبات کی ہیبت سے کانپنے لگے اور اُسکو چھوڑکر پوچھا کہ تو کہاں گیا تھا ہدہد نے کہا کہ ایک خبر لایا ہوں کہ تمکو اُسکی خبر نہیں ہے اور احوال بلقیس کا جیسا دیکھا تھا مفصل عرض کیا اور کہا کہ حقتعالی نے تمام اسباب حشمت کا بلقیس کو دیا ہے اور ایک طلائی احمر کا تخت جڑاؤ جواہرات کا ہے کہ پلنے اُسکے یاقوت اور زبرجد کے ہیں اور تیس گز کا طول اور تیس گز کا ارتفاع ہے حضرت نے ہدہد سے کہا ہم دیکھیں تو سچا ہے یا جھوٹا ہے اور آصف سے ایک خط لکھوایا اس مضمونکا اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ یعنی خط سلیمانکی طرف سے شروع ہے ساتھ نام اللہ کی بلندی مت کرو مجھپر اور آؤ میرے پاس مسلمان ہوکر اور مُہر لگاکر ہدہد کو دیکر روانہ کیا جسوقت ہدہد شہر سبا میں پہونچا بلقیس اپنے محل میں آرام فرماتی تھی اور محل کے ساتوں دروازے بند تھے ہدہد نے روزن میں سے جاکر خط بلقیس کے سینے پر رکھدیا جب بلقیس جاگی اور خط دیکھا اور دروازے بند تھے تعجب کیا کہ کون خط لایا ہے جب ادھر اُدھر دیکھا تو سوائے ہدہد کے کوئی نظر نہ آیا گمان کیا کہ یہی لایا ہے بعد اُسکے جب نظر مُہر سلیمان پر پڑی تو ہیبت سے کانپنے لگی اور خط کو پڑھکر اعیان دولت کو بلایا اور مضمون بیان کرکے مصلحت پوچھی کہ تمہاری کیا صلاح ہے؟ سب نے عرض کی کہ فوج اور دولت اور سامان مہیا ہے اور ہم تابع حکم کے ہیں پھر ملکہ نے پوچھا کہ حضرت سلیمان

کیسا آدمی ہے بولے کہ بادشاہ عالیجاہ ہے لوگوں کو موسیٰ کے دین کی دعوت کرتا ہے اور جن و انسان اور دیو اور
پری اور وحوش و طیور سب اُسکے مسخر ہیں بلقیس نے کہا کہ بادشاہ جس ملک میں جاتے ہیں تو اسکو خراب کرتے
ہیں اور عزیزوں کو ذلیل کرتے ہیں اسواسطے میں ہدیہ بھیجتی ہوں اگر پیغمبر ہے تو سوائے اسلام کے راضی نہوگا اور
میں اُسکے ساتھ مقابلہ نکرونگی اور اگر بادشاہ ہے تو ہدیہ قبول کریگا ارکان دولت نے یہ صلاح پسند کی پھر بلقیس نے
سو غلام بلباس زنانہ اور سو لونڈیاں بہ لباس مردانہ اور ایک یاقوت ناسفتہ ایک حقہ میں رکھکر قفل زریں اُسپر
لگایا اور دو اینٹیں سونے کی اور چاندی کی مرصع واسطے ہدیہ کے تیار کیں اور منذر بن عمر کو جو بڑا دانا تھا واسطے
رسالت کے مقرر کرکے کہا کہ جب تو بارگاہ سلیمان میں پہونچے تو اُس سے التماس کیجیو کہ انمیں سے عورتونکو مردونسے جدا
کردو اور پوچھیو کہ اس حقہ میں کیا ہے اور بتاوے تو اُسکے پرونیکے درخواست کیجیو اگر سب باتیں اُسنے بیان کیں تو جانیو
کہ پیغمبر ہے تو یہ سب ہدیہ دیکر آئیو والا پھیر لائیو اور اگر تکبر اور غرور سے باتیں کرے تو جانیو کہ بادشاہ ہے سرگرمت ڈریو
دلیرانہ بات کیجیو اور اگر لطف و مہربانی سے گفتگو کرے تو جانیو کہ پیغمبر ہے ادب سے گفتگو کیجیو یہ سب سمجھا کر اُسکو رخصت کیا
جبرئیل امین نے حضرت سلیمانکو اس احوال سے مفصل اطلاع کی اور مشکلات کو حل کرنیکا راستہ بتایا حضرت سلیمان نے
جنات کو حکم کیا کہ ایک میدان وسیع میں جسطرف سے وکیل آتا ہے فرش سونیکا اور چاندی کی اینٹونکا بچھاویں اور
چار اینٹونکی جگہ خالی چھوڑدیں اور بنی آدم اور جنات جدا جدا صف باندھکر کھڑے ہوں اور فرش کے کنارے نہر بری
بحری حیوانات کو باندھیں بعد اس تیاری کے حضرت سلیمان نے اپنا تخت اُس فرش پر بچھایا اور چار ہزار کرسی زریں
سیدھی طرف تخت کے اور اتنی ہی اُلٹی طرف ترتیب سے رکھوائی اور علماے بنی اسرائیل اور علماے اسباط درجہ بدرجہ
بیٹھے اور اس تمام لشکر پر پرندوں نے اپنے پروں کا سایہ ڈالا تب بلقیس کے رسولوں کو طلب فرمایا وہ اس جاہ و حشمت
سلیمانی کو دیکھکر حیران ہوگئے اور اُس اینٹونکے فرش کو دیکھکر اُنکو ہدیہ نہایت حقیر نظر آیا مارے شرم کے وہ چار
اینٹیں تو اُس چار جگہ میں جو قصداً خالی چھوڑی تھیں رکھدیں جب جنات کی صف پر پہونچے اور شکلیں عجیب
اور صورتیں مہیب دیکھیں تو مارے رعب کے قدم آگے نہ اُٹھتا تھا جنوں نے کہا کہ جلد آؤ اور خاطر جمع رکھو
کہ عدل سلیمانی ایسا نہیں کہ ہم تم جیسوں سے تعرض کریں بعد اُسکے فوج انسانی اور گروہ حیوانی پر گذرتے ہوئے
حضور میں پہونچے جناب نبوت مآب کمال خوش اخلاقی اور ملائمت سے پیش آئے اور مرحبا کہکر بٹھایا منذر نے نہایت تواضع
اور ادب سے نامہ بلقیس کا حضور میں گذرانا جب منذر موافق فہمایش ملکہ کے اپنا حال عرض کرچکا تب حضرت سلیمان
نے نور نبوت سے مردونکو عورتوں سے جدا کیا اور فرمایا کہ اس حقے میں ایک یاقوت ناسفتہ ہے اور تم چاہتے ہو کہ میں اُسکو

پرو دوں فی الفور ایک دیو نے بموجب حکم کے پرو دیا اور وکیلوں نے دل سے زنگ شکوک دھو یا اور ہدیہ انکار رد کر کے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ مال سے میری مدد کرو حقتعالیٰ نے مجھکو تم سے بہتر عنایت کیا ہے پھر منذر سے کہا کہ جا اُنسے کہو کہ ایمان لاویں والا اتنا لشکر جرار بھیجونگا کہ تم اسکے مقابلے سے عاجز ہو جاؤ گی منذر نے جب ملکہ کی حضور میں یہ کیفیت مفصل بیان کی وہ بولی کہ سلیمانؑ فقط بادشاہ نہیں ہے بلکہ سلطنت اُسکی زیور نبوت سے مزین ہے اور مجھ کو اُس کے مقابلہ کی طاقت نہیں پھر حضور میں چلنے کی تیاری کی اور اپنے تخت کو ساتویں محل میں رکھ کر سب کے دروازے مقفل کئے اور جماعت کثیر اُسکی محافظت کو معین کر کے ایسی حشمت اور تجمل سے روانہ ہوئی کہ آسمان کی آنکھیں اُسکے دیکھنے سے سیلی ہوتی تھیں اور منزل بمنزل طے کر کے لشکر سلیمانؑ سے ایک فرسنگ پر آکر ڈیرہ کیا حضرت سلیمان نے جب ملکہ کے تشریف لانے کی خبر پائی تو اہل مجلس سے فرمایا کہ کون ہے تم میں سے جو بلقیس کے تخت کو اُسکے آنے سے پہلے میرے پاس لاوے ایک دیو عفریت نے عرض کی کہ میں اُسکو لا دونگا آگے اُس سے جو حضور اِس مقام سے اُٹھیں اور حضرت سلیمان صبح سے زوال تک مجلس میں حکم کی بیٹھتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اُس سے بھی جلد پہنچے۔ جب آصف ابن برخیا جو وزیر اعظم تھے۔ اور اسم اعظم الٰہی جانتے تھے بولے کہ میں لاؤنگا آگے اُس سے جو پلک مارو اور پھر آنکھ کھو لو سلیمان علیہ السلام نے تخت بلقیسؑ کا جب اپنے روبرو دیکھا تو فرمایا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے وہ مجکو آزماتا ہے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفران نعمت حکم کیا کہ اس تخت کے جواہرات کی جگہ بدل دو جنات نے فی الفور جواہرات سبز بجائے سُرخ کے اور سُرخ بجائے سبز کے بدل کر ایسے جڑے گویا اصل سے ایسا ہی تھا جس روز ملاقات بلقیس کی ٹھیری۔ اُس روز حضرت سلیمان نے ایسی مجلس بنائی کہ کسی زمانے میں کوئی ایسی مجلس کا نشان نہیں دیتا۔ جب بلقیس سیر سلیمان کی پابوسی سے مشرف ہوئی جناب رسالت نے بھی اُس کے ناموس اور عزت کا خیال کر کے اپنے تخت کے کنارے اُسکو جگہ دی وہ بعد بیٹھنے کے دمبدم گوشہ چشم سے اپنے تخت کی طرف نگاہ کرتی تھی۔ حضرت آصف نے پوچھا کہ یہ تخت تمہارا ہے کہا گویا کہ میرا ہے یعنی بسبب تغیر جواہرات کے اپنے مکانوں سے حکم یقینی نہ کیا اسواسطے سلیمانؑ اُسکی دانائی سے خوش ہوئے اور بلقیس کو اپنی ہمشیرہ صاحبہ کے پاس اُتارا تب حضرت سلیمان کے خواتین اہل بیت اور بیبیاں حرم سرا کو خبر ہوئی کہ حضور اُسکو اپنے نکاح میں لاوینگے تو سب نے رشک سے عرض کیا کہ اُسکی ساقہائے سیمین بالوں کی کثرت سے سیاہ ہیں اس قسم کی بیبیاں کب لائق حضرت سلیمانؑ کے ہیں غرض یہ تھی کہ حضرت کی خاطر کو اُن سے نفرت ہو اور ہماری طرف سے زیادہ الفت حضرت سلیمانؑ نے

واسطے تجربہ کے دیوؤں کو حکم کیا کہ تمام صحن گھر کا مانند حوض کے کھود کر صاف پانی بھر دیں اور مچھلیاں رنگ رنگ کی اسمیں چھوڑ کر تمام صحن کے منہ پر سپید براق کانچ جمادیں کہ جو شخص باہر سے آوے تو اسکو پانی سمجھے وہاں تو حکم کی دیر تھی فوراً صحن اسطرح پر تیار ہوا اور حضرت نے اپنا تخت الیسے مکان پر رکھا کہ جو کوئی حضور میں آوے تو اسی صحن سے گذرتا آوے بلقیس کو اسی مکان میں طلب کیا بلقیس نے اسکو پانی تصور کرکے اپنی ساق بلورین کو کھولا تاکہ پاؤں پانی میں رکھکر حضور میں جاؤں حضرت سلیمان نے فرمایا کہ یہ پانی نہیں کانچ ہے اس پر قدم رکھکر چلی آو بلقیس نہایت شرمائی اور حضور میں آنکر ایمان لائی پھر حضرت سلیمان نے اُنکے ساتھ نکاح کیا بعد اُسکے پنڈلیوں کے بال دور کرنے کی مشورت کی دیووں نے حمام کا بنانا اور نورے کا لگانا بتلایا اور اس حکمت سے اُس ساق سیمین کو بلورین بنایا ✦

ذکر حضرت سلیمان کی وفات کا

جب حضرت سلیمان عبادت خانہ کے بیچ طاعت آلہی میں مصروف رہتے تھے ہر روز اس عبادتخانہ میں ایکدرخت جمتا تھا اور اپنی خاصیتیں بیان کرتا تھا کہ میں فلانے فلانے مرض کی دوا ہوں اور میرا یہ اثر ہے حضرت سلیمان اُس کو لکھوا لیتے تھے ایکروز اسی دستور سے عبادت میں مصروف تھے ایکدرخت زمین سے نکلا اُسنے بعد سوال کے عرض کیا کہ میرا نام خروب ہے اور میری خاصیت یہ ہے کہ تیرے ملک اور سلطنت کی خرابی ہوگی بعد اسکے خدا تعالی نے وحی بھیجی کہ اب تمہارا وقت رحلت کا نزدیک آیا ہے اب آخرت کے سفر کی تیاری کرو جب حضرت سلیمان نے وصیت کی اور جو چیزیں لکھوانی تھیں لکھوائیں بعد اُس کے جناب الہی میں عرض کی کہ میری موت کا احوال ایکبرس تک جنوں اور شیطان پر پوشیدہ رہے کہ اس عرصہ میں جو کام مینے اُنکو سونپے ہیں تیار ہوجاویں بعد اسکے غسل کرکے لباس پاکیزہ پہنا اور عبادتخانہ میں تشریف لائے اور اُس لاٹھی پر جو بندگی کیوقت تکیہ کرتے تھے تکیہ کیا اور قابض ارواح نے رُوح مقدسکو قبض کرکے روضہ رضوان میں پہونچایا جب حضرت سلیمان عبادتخانہ میں آتے تھے اور عبادت میں مشغول رہتے تھے تو اس مدت میں گماشتے حضرت کے مہمات ملک سنبھالتے تھے اور شیاطین اُنکی ہیبت سے بندگی کیوقت سامنے نہ دیکھ سکتے تھے جب آنکھ اُنکی بے اختیار حضور پر پڑتی تھی تو گمان کرتے تھے کہ آپ عبادت میں کھڑے ہیں اسواسطے محنت شاقہ کیا کرتے تھے جب ایک سال پورا ہوا اور دابۃ الارض یعنی دیمک نے لاٹھی کی جڑ کھائی اور حضرت گر پڑے جب دیوؤں کو اُنکی رحلت کا حال ظاہر ہوا اور خبر موت کی عالم میں مشہور ہوئی اور اصل حکمت حضرت سلیمان کی موت چھپانیکی یہ تھی کہ آدمیوں کو شیطانوں کے دعوے سے یہ گمان تھا کہ وہ غیب جانتے ہیں جب حضرت سلیمان نے دارالاخرت کو انتقال کیا اور ایسا واقعہ عظیم اُنپر برسروزتک مخفی رہا تب آدمیوں کو یقین ہوا

وہ اپنے دعوے غیب دانی میں جھوٹے ہیں بہرحال سلیمانؑ جیسے بادشاہ بھی دار فانی سے مُلک بقا کو پہونچے +

ذکر حضرت لقمان رحمتہ اللہ علیہ کا

ہر چند کہ لقمان کی نبوت میں اختلاف ہے لیکن چونکہ ذکر اُنکا انبیا کے حال کے ساتھ مذکور ہوتا ہے اور حقتعالیٰ نے قرآن شریف میں انکا ذکر فرمایا ہے ولقد اٰتینا لقمٰن الحکمۃ اسواسطے اسی احوال میں ذکر کیا جاتا ہے حضرت لقمان مرد فلم تھے نوبہ جو حبش کے تعلق میں ہے وہاں کے رہنیوالے تھے اور شغل بکریوں کے چرانیکا رکھتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے انکو حکمت عنا کی تو ایکروز مجمع عام میں لوگونکو اپنے کلمات حکمت کا فیض پہونچاتے تھے ایکروز رفیق ایام شبانی نے پوچھا کہ تم ہماری ساتھ بکریاں چراتے تھے حکمت کہاں سے سیکھی اور یہ مرتبہ کیسے پایا بولے کہ سچ بولنے سے اور بیفائدہ باتیں چھوڑنے سے اور امانت میں خیانت نہ کرنے سے۔ اور ابتدا میں حضرت لقمان ایک شخص کے غلام تھے کہ تیس مثقال طلا کو اُسنے خرید اتھا اور سبب آزادی کا یہ ہوا کہ ایک روز میاں نے حکم کیا کہ ایک بکری ذبح کر کے جو عضو بہتر ہے وہ بھونکر لا لقمان ذبح کر کے دل اور زبان بھونکر سامنے لے گئے بعد چندروز کے میاں نے حکمدیا کہ ایک بکری ذبح کر اور بدترین اعضا بھون لا لقمان پھر دل اور زبان بھونکر لیگئے میاں نے پوچھا کہ اول تو بہترین اعضا دل اور زبان کو سمجھکر لایا تھا اور اب بدترین اعضا جینے مانگا تب بھی تو یہی لایا لقمان نے کہا جب زبان بدگوئی سے اور دل ناکارہ وصفوں سے صاف ہو تو عقلمندونکے نزدیک بہترین اعضا ہے ورنہ بدترین +

ذکر حضرت یونس علیہ السلام کا

حضرت یونس مشہور پیغمبروں میں سے ہیں حقتعالیٰ نے انکو شہر نینوا میں پیغمبر کر کے بھیجا اُنہوں نے وہاں کے لوگونکو دین ہُودی کی دعوت کی خدا کی مہربانی کا اُمیدوار کیا اور غضب سے ڈرایا لیکن کسی نوع کا فائدہ نہوا اور کسی نے تابعداری نہ کی بلکہ انکی رسالت کی تکذیب کی اور دست اور زبان سے انکو رنج دینا شروع کیا بعد اُن کے حضرت یونس نے دُعا کی کہ اے بارالہ میری قوم نے میری تکذیب کی تو اُنپر اپنا عذاب نازل کر بعد اُسکے حضرت یونس اپنے اہل وعیال کو لیکر نکلے اور نکلنے کیوقت لوگوں سے کہا کہ تین دن کے بعد تمپر عذاب نازل ہوگا اور اُسی ملک میں ایک پہاڑ میں جاکر مقام کیا اللہ تعالیٰ نے آتش جہنم میں سے تھوڑا حرارت اُس شہر پر بھیجی تب وہ گرمی سے تڑپنے لگے اور پشیمان ہو کر حضرت یونس کو طلب کرنے لگے۔ جب نہ پایا تو بیقرار ہو کر سب زن ومرد شہر سے باہر ایک ٹیلے کے پاس جمع ہوئے اور لڑکوں کو ماؤں سے اور بچوں کو چارپایوں سے جدا کیا اور کئی روز تک زاری وبیقراری میں مشغول رہے اللہ کریم نے اُنپر رحم کیا اور اُس عذاب کو اُٹھایا بعد نجات اہل نینوا کے حضرت یونس شہر کی طرف متوجہ ہوئے تا دریافت کریں کہ قوم کا انجام کیا ہوا رستے میں ابلیس انکو بصورت انسان ملا اور کہا کہ اُنسے تو عذاب دفع ہو گیا تم اگر جاؤگے تو تمہاری تکذیب کرینگے حضرت یونس قوم کے جھٹلانے کے

خیال سے غصہ ہو کر انتظار حکم الٰہی کا نہ کر کے پھر گئے کہ اگر میں وہاں جاؤنگا تو وہ مجھکو کاذب کہینگے پھر اپنے اہل و عیال کو لیکر روانہ ہوئے اور دریا کے کنارے پہونچے اہل کشتی سے کہا کہ ہمکو دریا کے پار کر دو اُن لوگوں نے کہا کہ ہماری کشتی میں بہت بوجھ ہے کچھ آدمی اسمیں بٹھالو اور کچھ دوسری کشتی آتی ہے اُسمیں سوار کرو حضرت یونس نے بعضے متعلقوں کو اُس کشتی میں بٹھایا اور خود معہ دو بیٹوں کے دوسری کشتی کے منتظر رہے جب دوسری کشتی آ پہونچی تو حضرت یونس اُدھر متوجہ ہوئے کہ اُنسے التماس کریں اسمیں ایک بیٹے کا پاؤں پھسلا وہ دریا میں ڈوب گیا اور دوسرا بیٹا جو کنارے پر تھا اُسکو بھیڑیا لیگیا حضرت یونس نے جانا کہ یہ بلائے آسمانی ہے بعد اس مصیبت کے کشتی میں بیٹھے خدا کی قدرت سے وہ کشتی دریا کے بیچ میں ایسی کھڑی ہوگئی جیسے خشکی میں گڑ کر ہل نہیں سکتی اور کشتیاں اُسکے آس پاس گذرتی تھیں اور کشتی والوں نے کہا کہ تمہاری کشتی میں کوئی بندہ اپنے خاوند سے بھاگ کر بیٹھا ہے اسواسطے کشتی اٹک رہی ہے لوگوں نے ہر چند تلاش کیا کوئی بندہ بھاگا ہوا نہ ملا حضرت یونس کا جمال و جلال دیکھکر کسی کو یہ وہم و خیال نگذرتا تھا جو یہ گمان اُنپر لیجاتا حضرت یونس نے فرمایا وہ بندہ بھاگا ہوا میں ہوں مجھکو دریا میں ڈالدو۔ انہوں نے کہا استغفر اللہ ہم تمکو کس طرح پانی میں ڈالینگے بلکہ آپکے وجود شریف کی برکت سے اس گرداب فنا سے نجات جانتے ہیں حضرت یونس نے کہا قرعہ ڈالو جسکے نام پر پڑے اُسکو دریا میں پھینکدو جب قرعہ ڈالا حضرت یونس کے نام پڑا پھر اُن لوگوں نے کہا قرعہ کا اعتبار نہیں کبھی برخلاف بھی پڑتا ہے ہم تمکو ہرگز نڈالینگے القصہ تین بار قرعہ ڈالا ہر بار حضرت یونس کے نام پر پڑا جب بھی اُن لوگوں نے انکار کیا اس عرصہ میں خداوند عالم نے ایک بڑی مچھلی کو حکم کیا وہ اپنا منہ پھیلا کر اُنکے سامنے آتی تھی۔ آخر ناچار ہو کر حضرت یونس کو دریا میں پھینکا اُسوقت خطاب الٰہی مچھلی کو پہونچا کہ ہم نے یونس کو تیرے رزق کا لقمہ نہیں کیا ہے بلکہ تیرے پیٹ کو اُسکا قیدخانہ بنایا ہے خبردار کچھ آسیب اُنکو مت پہونچائیو چالیس دن حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں رہے قادر مختار نے حضرت یونس کی آنکھوں سے حجاب اُٹھادیا یعنی مچھلی کا پیٹ مانند کانچ کے صاف اور شفاف کر دیا کہ عجائب و غرائب دریا کے ملاحظہ کرتے تھے اور خدا کی تسبیح میں مشغول رہتے تھے جب حضرت یونس نے اُس ظلمات میں پکارا لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین تب اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کو بھیجا کہ مچھلی سے کہو کہ جسجگہ تو نے نگلا تھا اُسطرح کنارے پر اُگل دے اب میں اُس سے راضی ہوں مچھلی نے حضرت یونس کو منہ سے باہر نکال کر کنارے ڈالدیا اور درخت کدو فی الحال بحکم کن فیکون پیدا ہوا اُسکے نیچے یونس نے آسائش پائی اور ایک جنگل کی ہرنی کو الہام ہوا کہ وہ ہمیشہ آن کر دودھ پلا جاتی تھی جب کچھ توانائی بدن میں آئی اور وہ درخت سوکھ گیا تو حضرت یونس نے اُسکے سوکھنے سے بسبب حرارت آفتاب کے بہت غم کیا اور رونے لگے جبرئیل امین فرمان لائے کہ ایک درخت کے سوکھنے

سے چنداں قیمت نہیں رکھتا ہے تُنے اتنا غم کیا اور ہزاروں مخلوق کے ہلاک ہونیکا اندیشہ نہ کیا اور بددعا کی کہ ایکبار
پھر سے غضب میں گرفتار ہو جاویں حضرت یونس نے متنبہ ہو کر استغفار کیا جب وحی آئی کہ تم پھر قوم میں جاؤ وہاں سے
روانہ ہوئے جب متصل شہر کے پہونچے تو ایک گوالیے سے پوچھا کہ تو کون ہے وہ بولا کہ میں یونس بن متی کی قوم سے ہوں آپنے
پوچھا کہ اُس یونس کی کیا خبر ہے اور اُسکے بعد قوم کا کیا حال ہوا اُسنے کہا کہ یونس بہترین مخلوقات ہے اور اُسکے بعد
قوم پر عذاب متوجہ ہوا لوگوں نے جب اُن کو نپایا تو سب نے توبہ کی ارحم الراحمین نے وُہ عذاب دفع کیا۔ اور آتش کی بلا سے نجات
بخشی پھر حضرت یونس نے اُس گوالیے سے دُودھ مانگا اُسنے کہا کہ قسم ہے یونس کے خدا کی جب سے یونس غائب ہوا ہے
تب سے برسات نہیں برسی اور گھاس نہیں جمی بکریاں خار و خاشاک سے بھوک کی شدت کو دفع کرتی ہیں حضرت
یونس نے کئی بکریوں کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اُن کے تھن دُودھ سے بھر گئے گوالیے نے کہا واللہ اگر یونس زندہ ہے تو تو یونس
ہے آپنے فرمایا میں یونس ہوں تو جاکر قوم کو میری خبر پہونچا۔ گوالیے نے کہا بادشاہ نے مقرر کیا ہے کہ اگر کوئی مجھکو حضرت
یونس کی سلامتی کی خبر پہونچاویگا تو میں اپنا مُلک اُسکو دیکر حضرت یونس کی خدمتگاری کا پٹکا اپنی کمر پر باندونگا اب
اگر میں بغیر حجت کے یہ خبر پہونچاونگا تو لوگ کہیں گے کہ یہ گوالیا مُلک کے لالچ سے جھوٹ بولتا ہے میری تکذیب کرینگے بلکہ
مار ڈالیں گے حضرت یونس نے فرمایا تو اُنکو خبر کر کہ بکریاں اور پتھر کہ جسپر میں بیٹھا ہوں گواہی تیرے کلام کی صدق پر دینگے۔
جب گوالیے نے آنکر خبر دی تو عالم ایک اکٹھا ہو گیا اور اُسکی تکذیب کرنے لگے جب اُنکو اپنے ساتھ جنگل میں لایا بکریوں نے گواہی
دی کہ حضرت یونس نے ہمارا دُودھ پیا ہے اور پتھر نے شہادت دی کہ مجھپر بیٹھے تھے لوگ متعجب ہو کر حضرت یونس کی تلاش
کرنے لگے آخر اُسی جنگل میں ایک درخت کے نیچے نماز پڑھتے ہوئے پایا جب حضرت یونس پر اُنکی نظر پڑی۔ تو قدموں پر
گر پڑے اور ہاتھ پاؤں چومنے لگے اور نہایت عزت اور احترام سے ہمراہ رکاب سعادت نصاب ہو کر شہر میں لائے
اُن کی مقدم شریف کی برکت سے اُس مُلک میں جمعیت اور آسودگی حاصل ہوئی اور دین و شریعت سکھانے
میں مصروف ہوئے اور آخر عمر تک عبادت حق اور ہدایت خلق کرتے رہے پھر راہی عالم بقا کے ہوئے ✦

ذکر حضرت عزیر علیہ السلام کا

جب بخت نصر نے بیت المقدس کو خراب کیا تو حضرت عزیر کو بنی اسرائیل کے ساتھ قید کر کے بابل کو لیگیا اور اُس
زمانہ میں کوئی اُنسے بڑا عالم اور حافظ توریت کا نہ تھا جب بخت نصر کی قید سے خلاصی پائی اور اپنے وطن کی طرف روانہ
ہوئے گذر اُنکا ایک ویران گاؤں پر ہوا اُس گاؤں کے باغ میں ایک درخت کے تلے اُترے اور اُن کے پاس کچھ
انجیر اور شیرہ انگور تھا اپنی مرکب سے اُترے سامان آگے رکھکر مرکب کو مضبوط باندھا اور اُس گاؤں کی گری ہوئی دیوار پر۔ اور

پورانی ہڈیوں پر نظر کر کے کہا کہ خداے تعالیٰ اُن کو کیونکر زندہ کریگا بعد موت کے اسی خیال میں حضرت عزیر سو گئے اور
اللہ تعالیٰ نے خواب میں اُنکی رُوح قبض کر کے اُن کے جسم کو نظروں سے غائب کر دیا اور وہ طعام اور شراب بدستور تازہ
رہا اور مرکب بھی ہلاک ہو گیا اور کئی برس کے بعد حضرت عزیر کو زندہ کیا ایک فرشتے نے اُنسے پوچھا کہ تم نے یہاں کتنی
درنگ کی ہے یعنی کتنی مدت ہوئی ہے اُنہوں نے فرمایا ایک دن یا کم اُسسے یہاں ہوں فرشتے نے کہا نہیں بلکہ تمنے سو برس
یہاں درنگ کی ہے اب تم اپنے طعام و شراب کو دیکھو ابھی بدبو اور مزہ متغیر نہیں ہوا اور نظر کرو اپنے گدھے مرکب کی
طرف کہ کس طرح ہم اُس کو گوشت اور پوست پہناتے ہیں جب حضرت عزیر نے اپنے گدھے کیطرف نظر کی تو کیا دیکھتے
ہیں کہ وہ گلی ہوئی ہڈیاں آپسمیں ملجاتی ہیں اور گوشت اور رگیں جمتا جاتا ہے پھر اُس پر قادر مختار نے پوست پہنا کر
زندہ کیا پھر حضرت عزیر اپنے چارپائے پر بیٹھکر اپنے گھر آئے کہتے ہیں کہ جب حضرت گاؤں میں آئے تو کسی نے اُن کو
نہ پہچانا اور اپنے گھر کی وضع ترتیب اول پر نپائی ایک بڑھیا کو دروازے پر دیکھا پوچھا کہ یہ گھر عزیر کا ہے اُسنے کہا
ہاں تو کون ہے جو مدت کے بعد میرے میاں کا نام لیتا ہے جواب دیا کہ عزیر میں ہوں لونڈی نے کہا سبحان اللہ سو برس سے
وہ غائب ہے اُسکا کچھ پتا نہیں ملتا اگر تو سچا ہے تو دعا کر میری آنکھیں بینا ہو جاویں تو میں تجکو پہچانوں اسواسطے
کہ عزیر مستجاب الدعوات تھا حضرت عزیر نے دُعا کی اور ہاتھ اپنا آنکھوں پر رکھا خدا نے اُسکو بینا کیا وہ دیکھکر بولی
کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ تو عزیر ہے غائب ہونے کیوقت سے ابتک کوئی تفاوت تیرے چہرے میں نہیں ہوا
ایک بیٹا اُن کا عمر ایک سو دس برس کا اور پوتے پر پوتے بھی سپید ریش ہو گئے تھے لونڈی نے مجلس میں جا کر حضرت
کی اولاد سے اور بنی اسرائیل سے یہ حال عجیب سنایا وہ لوگ تکذیب کرنے لگے اُس نے کہا میں وہی لونڈی نابینا ہوں
اُنکی دُعا سے خدا نے مجھکو آنکھیں بخشیں ہیں سب لوگ دوڑ کر آئے حضرت عزیر کے بیٹے نے کہا کہ ہمارے باپ کے
دونوں شانوں میں ایک خال تھا حضرت عزیر نے پیٹھ ننگی کی بیٹے نے علامت سے پہچان کر تصدیق کی لیکن قوم
نے کہا کہ ہم کو جب باور ہوگا کہ توریت ہم کو سناوے کہ بعد حضرت ہارون کے کسی کو عزیر سے بہتر حفظ نہ تھی۔
اور بخت نصر کے حادثہ میں سب دفتر توریت کے ضائع ہو گئے ہیں حضرت عزیر نے توریت کو سرے سے شروع کیا
اور لوگوں نے لکھنا شروع کیا سب لکھ لی بعد اُس کے ایک نسخہ توریت کا جو بعضی علما بنی اسرائیل نے چھپا رکھا تھا
پیدا کیا اور دونو کا مقابلہ کیا ایک حرف کا بھی تفاوت نہوا جب قوم نے تصدیق کی اور سب معتقد ہوئی۔
لیکن بہادی اعتقاد سے گمراہی میں پڑی اور کہا کہ "عزیر خدا کا بیٹا ہے" القصہ عزیر بعد اسکے پچاس برس اور جیے
اور ہدایت خلق میں مصروف رہے آخر کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ کا جام ناگوار نوشجان فرمایا اور عالم قدس کو رونق بخشی۔

ذکر حضرت زکریا علیہ السلام کا

حضرت زکریا کے باپ کا نام باذان تھا اور حضرت مریم کے قبلہ گاہ کا نام عمران تھا اور عمران کی ایک بیٹی پیدا ہو کر پھر اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اور بی بی انکی بسبب بڑھاپے کے اولاد ہونے سے ناامید تھیں ایک روز بی بی نے ایک مرغ کو دیکھا کہ اس نے اپنے بیضے کو توڑا اس میں سے بچہ پیدا ہوا انکو بہت تمنا اولاد کی ہوئی۔ اور خدا سے دعا مانگی انکی قدرت کاملہ سے حمل رہگیا بعد ظہور حمل کے انہوں نے نذر کی اگر خدا مجھکو بیٹا دے تو میں اسکو محرر کرونگی۔ یعنے دنیا کے کاموں سے بچا کر واسطے عبادت خالق کے بیت المقدس کی مجاوری میں رکھونگی جب حضرت مریم پیدا ہوئیں انکی والدہ غمگین ہوئیں اور دعا مانگی کہ الٰہی یہ تو بیٹی ہے اور بیٹی لائق خدمت بیت المقدس کی نہیں۔ اور میں نے اسکا نام مریم رکھا تو اس کو اور اسکی اولاد کو شیطان سے اپنی پناہ میں رکھیو بہر حال والدہ انکی مریم کو ایک خرقہ میں لپیٹ کر بیت المقدس کے علما اور احبار کے پاس لیگئیں اس زمانہ میں پیغمبر اور مقتدا سب کے حضرت زکریا تھے۔ ہر ایک نے کہا کہ میں اسکی پرورش کرونگا حضرت زکریا نے فرمایا کہ اسکی خالہ میری قبیلہ ہے میں واسطے تربیت کے اولی ہوں القصہ بسبب نزاع کے قرعہ ڈالنا قرار پایا اور لوہے کی قلموں سے جن سے توریت لکھتے تھے۔ ہر ایک کا نام لکھکر یوں ٹھیرایا کہ قلم پانی میں ڈالو جسکا قلم پانی میں نہ بیٹھے اور تیرتا رہے وہ کفالت اور تربیت مریم کی کرے تین بار قرعہ ڈالا ہر بار حضرت زکریا کا قلم نکلا ناچار ہو کر حضرت زکریا کی کفالت پر راضی ہوئے۔ حضرت زکریا نے ان کو پرورش کیا جب بی بی مریم بڑی ہوئیں تب فرمایا کہ میں مسجد کی خدمت اور عبادت کے لائق ہوں جب حضرت ان کو مسجد میں لائے اور ایک حجرہ مسجد میں بنا لیا کہ بغیر زینے کے کوئی جا نہ سکتا تھا جب حضرت زکریا مسجد سے باہر جاتے تھے تب تو بی بی مریم زینے کو اوپر کھینچ لیتی تھیں اور وہ در کو مقفل کر جاتے تھے جب حضرت زکریا آتے تو میوہ گرمی کا موسم سردی میں اور پھل سردی کے گرمی میں انکے پاس دیکھتے اور پوچھتے کہ اے مریم یہ میوہ تیرے پاس کہاں سے آیا وہ کہتیں کہ من عند اللہ یعنی اللہ کے پاس سے جب زکریا نے یہ صورت دیکھی۔ تو انہوں نے دعا مانگی کہ خداوندا تو ایسا قادر ہے کہ مریم کو غیر موسم میں میوہ پیدا کر کے دیتا ہے تو مجھکو بھی بڑھاپے میں فرزند دے سکتا ہے حقتعالی نے دعا انکی قبول کی ایک روز محراب میں عبادت کرتے تھے تو ملائک نے پکارا کہ اے زکریا اللہ تعالی تمکو مژدہ دیتا ہے ایک بیٹے کا جسکا نام یحیی ہے انہوں نے کہا کہ کیونکر میرے بیٹا ہوگا قبیلہ میری عقیمہ ہے اور میں بوڑھا ضعیف ہوں ملائک نے کہا وہ خدا قادر ہے اور علامت اسکے حمل رہنے کی یہ ہے کہ تو تین دن تک لوگوں سے باتیں نہ کر سکیگا مگر رمز و اشارے سے۔ القصہ حضرت یحیی تولد ہوئے۔ باپ کی آنکھیں ٹھنڈی

دیدار سے روشن ہوئیں اور حق تعالیٰ نے یحییٰ کو ایام طفولیت میں نبوت بخشی ایک روز چار برس کی عمر میں لڑکوں پر گذرے کہ کھیل رہے تھے لڑکے بولے کہ آؤ یار کھیلیں آپ نے فرمایا کہ مجکو خدا نے کھیلنے کو نہیں پیدا کیا ہے اور چھوٹی عمر میں لباس رہبانوں کا پہنا۔ اور اکثر اوقات بیت المقدس میں عبادت کرتے تھے اور ہمیشہ روتے تھے اور جب دوزخ کا ذکر سنتے تھے تو بیہوش ہو جاتے تھے۔ جب رونا ان کا حد سے زیادہ ہوا۔ تو باپ نے کہا بیٹا ہم نے تم کو اپنے دل کی خوشی کے واسطے خدا سے مانگا تھا۔ اب تو تمہارے رونے سے ہماری عیش تلخ ہوتی ہے۔ حضرت یحییٰ نے عرض کی۔ کہ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ بہشت اور دوزخ میں ایک بیابان آتش کا ہے۔ کہ وہ سوائے آنکھوں کے پانی کے نہیں بجھتا ہی پھر مجکو کیوں منع کرتے ہو

ذکر حضرت زکریا علیہ السلام کے قتل کا

کہتے ہیں کہ جب حضرت مریم کو حمل رہا اور سوائے حضرت زکریا کے اُن کے پاس کوئی جاتا نہ تھا۔ یہود نا بہبود نے۔ کہ انکی طبیعتوں میں افترا اور بہتان بھرا ہے حضرت زکریا کو زنا کی تہمت سے متہم کیا اور ارادہ قتل کا کیا۔ جب حضرت کو یہ بات معلوم ہوتی تو قوم میں سے نکل کر بھاگنے کا قصد کیا رستے میں ایک بڑا درخت دیکھا۔ اُس میں سے آواز سُنی کہ یا نبی اللہ مجھ میں آؤ جب حضرت زکریا نے ادھر ادھر توجہ کی تو وہ درخت بیچ میں سے پھٹا اور زکریا اُس میں پیٹھ گئے پھر درخت کے اجزا بدستور سابق ملکر متصل ہو گئے مگر شیطان لعین نے انکی چادر کا کونہ پکڑ لیا۔ اور وہ درخت سے باہر رہ گیا۔ جب بنی اسرائیل ڈھونڈنے آئے۔ تب شیطان نے بصورت انسان ہو کر کہا کہ میں نے ایسا بڑا جادو نہیں دیکھا۔ کہ اپنے جادو کے زور سے درخت کو چیر کر اسمیں چھپ گیا۔ قوم نے اُس کو جھٹلایا۔ تب بولا۔ کہ دامن اُس کا جو باہر رہ گیا ہے۔ سو میرے سچ پر دلیل ہے۔ قوم نے چاہا کہ درخت میں آگ لگا دیں۔ اُس ملعون نے صلاح دی کہ آرے سے چیر ڈالو۔ جب آرہ حضرت زکریا کے سر مبارک پر پہونچا تو ساکنان عرش بریں اور ملائک آسمان و زمین میں کھلبلی پڑ گئی مگر اُس بادشاہ بے پرواہ کی بے نیازی کو دیکھکر لب نہ کھولتے تھے۔ اور سوائے آہ سرد کے کچھ بات نہ بولتے تھے حضرت زکریا نے چاہا کہ آہ کروں حکم پہونچا کہ اگر آہ کی۔ تو نام تیرا دفتر نبوت سے مٹا دونگا سبحان اللہ دوستوں کے سر پر آرے چلتے ہیں اور دم نہیں مارتے اور دشمن درخت اُمید سے پھل چنتے ہیں اور کفران کرتے ہیں۔ کسکو مجال چون و چرا کی نہیں ہی جو چاہے سو کرے اُسی کا اختیار ہے اِس استقامت سے اُس نبی عالی ہمت نے جان شیرین کو سونپا اور گروہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ میں پہونچا ؛

ذکر حضرت یحییٰ علیہ السلام کا

حضرت یحییٰ کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا اور اُس کے قبیلہ کے باطن نامبارک میں انبیا اور علما سے بغض رہتا تھا اور اُسکی ایک بیٹی اگلے خاوند سے نہایت جمیلہ شکیلہ تھی اور وہ بسبب بڑھاپے کے چاہتی تھی کہ بیٹی کو بادشاہ کے نکاح میں دیوے تاکہ دوسری عورت کا تسلط گھر میں نہو بادشاہ نے اُس کا یہ ارادہ دریافت کر کے کہا کہ میں حضرت یحییٰ سے پوچھونگا اگر نکاح میرا اُس کے ساتھ جایز ہوگا تو کرونگا حضرت یحییٰ سے پوچھا اُنہوں نے جوابدیا کہ یہ عقد باطل اور نکاح فاسد ہے بادشاہ نے جورو سے کہا کہ یحییٰ پیغمبر خدا ہے وہ اس نکاح سے منع کرتا ہے اُس نابکار نے اپنے دلمیں حضرت یحییٰ کا کینہ پکڑا ایک روز بادشاہ کے پاس حالت مستی میں اپنی بیٹی کو آراستہ کر کے بھیجا بادشاہ نے گھر اغیار سے خالی پاکر چاہا کہ فعل بد کرے لڑکی نے انکار کیا اور کہا کہ جبتک تو میری حاجت نہ برلائیگا تب تلک میں تجکو قدرت نلونگی بادشاہ نے کہا وہ کیا ہے اُسنے کہا یحییٰ بن زکریا کا قتل ہے بادشاہ تو نشہ کے خروش سے اور شہوت کے جوش سے بیہوش ہو ہی رہا تھا کہا تو مختار ہے اُس دختر بداختر نے فی الفور حکم بھیجا اور حضرت یحییٰ کا سر مبارک تن نازنین سے جدا کر کے طشت میں رکھکر بادشاہ کی مجلس میں منگوایا تین بار اُس سرور اصفیا کے سر سے آواز آئی کہ اے بادشاہ یہ تیری بیٹی ہے تجھپر حرام ہے قادر ذوالجلال کی قدرت سے اُسیوقت زمین اُس بادشاہ کو معہ دختر کے نگل گئی ۔ بیت

حلم دائم تجھ سے بھلا کرے ۔ حد سے جو گذرے تو پھر رسوا کرے ۔ جب وہ پیغمبر معصوم مارا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فارس کے بادشاہ کو بنی اسرائیل پر مسلط کیا کہ اُسنے حضرت یحییٰ اور زکریا کے خون کے عوض میں اُنکے دماغ کا بھیجا نکالا اور لشکر جرار لیکر تمام ملک شام کو زیر و زبر کیا اور بیت المقدس کے پاس ڈیرہ کیا اور لشکر کے سردار کو حکم دیا کہ اتنے یہود قتل کرو کہ خون کی نہر میرے لشکر تک پہونچے القصہ اُس سردار نے تلوار میان سے کھینچی ۔ اور سر افشانی یہود کی شروع کی کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ کا خون جسروز کہ قتل ہوئے تھے جوشمیں تھا بند نہوتا تھا جبتک ستر ہزار یہود قتل ہوے تب خون حضرت یحییٰ کا بند ہوا اور اُس سردار کو باقی لوگوں پر رحم آیا مگر بادشاہ نے فرمایا تھا کہ جبتک میرے لشکر تک نہر خونکی نپہنچے تب تک ہاتھ قتل سے مت اُٹھاؤ پھر اُس سردار نے بادشاہ کی تسلی خاطر کے واسطے چارپاے ذبح کئے جب نہر خون کی لشکر کو پہونچی تب قتل موقوف ہوا ۔

ذکر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا

حضرت مریم کا حمل حضرت زکریا کے قتل ہونیکا سبب ہوا اور کیفیت حمل رہنیکی یوں ہے کہ ایکروز حضرت مریم اپنی خالہ کے یا بہن کے گھر غسل حیض کرنے گئیں اور پردہ لٹکایا چاہتی تھیں کہ غسل کریں جبرائیل ایک بشر نیک جوان خوبصورت عنبر موکی صورت میں ظاہر ہوئے حضرت مریم نے دیکھا کہ ایک شخص نامحرم میری طرف متوجہ ہے تو حجاب

ہوکر فرمایا کہ میں پناہ مانگتی ہوں تجھ سے ساتھ اللہ کے اگر تو پرہیزگار ہے جبرائیل نے کہا میں وہ شخص نہیں ہوں کہ جس سے تو ڈرے میں اللہ کا رسول ہوں تجکو پاکیزہ بیٹا بخشنے کو آیا ہوں حضرت مریم نے کہا کیونکر میرے بیٹا ہوگا مجکو تو کسی بشر نے چھوا نہیں اور میں بدکار عورت نہیں ہوں جبرئیل نے کہا سچ ہے تو ایسی ہے لیکن تیرے اللہ نے فرمایا ہے کہ مجھپر بغیر باپ کے بیٹا کرنا آسان ہے میں اسکو اعجوبہ زمان اور رحمت عالمیان بناؤنگا اور حکم ہو چکا ہے بعد اس کے حضرت جبرائیل نے مریم کے جیب و گریبان میں حضرت عیسیٰ کی روح مبارک کو پھونکا یا فی الفور حمل رہ گیا کہتے ہیں کہ یوسف نجار جو حضرت مریم کے ماموں کا بیٹا تھا بیت المقدس میں عبادت کرتا تہا اور کبھی کبھی حضرت مریم کو انکی خالہ کے گھر پہنچانے جاتا تھا جب حمل کے احوال سے واقف ہوا نہایت غمگین ہوکر پوچھا کہ ابتو مجکو تمہاری پرہیزگاری میں بہت شک ہے اگر حکم ہو تو پوچھوں حضرت مریم نے رخصت دی اسنے پوچھا کہ کوئی درخت بغیر تخم کے ہوتا ہے یا کوئی تخم بغیر درخت کے ہوتا ہے حضرت مریم نے کہا کہ حقتعالیٰ نے پہلا درخت کس تخم سے پیدا کیا اور پہلا تخم کس درخت سے نکالا؟ آخر اس نے ظاہر پوچھا کہ کوئی فرزند بغیر باپ کے ہوا ہے۔ حضرت مریم نے جواب دیا کہ بغیر ماں کے بھی ہوتا ہے۔ آدم و حوا کون سے ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں یوسف نے انکی تصدیق کرکے کہا کہ سوال میرا بطریق حکمت کے تھا میرا قصور معاف کرو جب ولادت حضرت عیسیٰ کی نزدیک ہوئی حضرت مریم کو ندا ہوئی کہ اس شہر سے باہر جاؤ اگر قوم تمکو اس وضع پر دیکھیگی تو تمہارے فرزند کو قتل کر ڈالیگی۔ حضرت مریم یوسف نجار کو لیکر بیت المقدس کیطرف روانہ ہوئیں اور جبرئیل راہبر ہوئے جب دو فرسنگ راہ قطع کی۔ تو ایک گاؤں میں جس کو بیت اللحم کہتے ہیں پہونچیں اور بسبب شدت درد کے مرکب سے اتریں اور پشت مبارک ایک خرما کے درخت سے لگاکر بیٹھیں اور فرمایا اے کاش میں اسحال سے آگے ہی مرجاتی اور نسیاً منسیاً ہوجاتی۔ حقتعالیٰ نے ملائک کو بھیجا اور اپنے فضل سے وہاں ایک چشمہ پانی کا ظاہر کیا ملائک نے حضرت عیسیٰ کو چشمے میں غسل دیا اور حضرت جبرئیل نے بحکم رب الجلیل ندا کی کہ اے مریم غمگین مت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے نہر جاری کی اور سوکھے خرمے کو سرسبز کیا اب ہلا تو شاخ کھجور کی اور گرا اپنے اوپر خرمے تازہ کھا اور پی اور بیٹے کے دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی کر پھر حضرت مریم نے جبرئیل سے پوچھا کہ اگر لوگ مجھے کہینگے کہ یہ بچہ کہاں سے لائی ہو تو میں کیا جواب دونگی حضرت جبرئیل نے کہا کہ اگر کسی کو تو دیکھے تو اشارے سے کہیو کہ میں نے واسطے خدا کے نذر کی ہے کہ بنی آدم سے آج بات نہ کہونگی اور اس زمانہ میں جیسے طعام آب سے روزہ رکھتے تھے ویسے باتوں سے رکھتے تھے جب بنی اسرائیل نے حضرت مریم کے چلے جانے کی خبر پائی تو ان کے پیچھے روانہ ہوئے جب مسافت طے کرکے آپ کے پاس پہونچے۔

کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے اور سر پر خاک ڈالنے لگے اور بولے کہ یہ کیا کار بد کیا تو نے اے ہارون کی بہن یعنی تو مانند ہارون کے عبادت کرتی تھی۔ تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور تیری ماں بھی بدکارہ نہ تھی حضرت مریم نے اشارہ طرف عیسیٰ کے کیا کہ اس سے پوچھو سب غصہ ہوکر بولے کہ تو ہم سے مسخرگی کرتی ہے کیونکر ہم بات کریں لڑکے سے کہ جھولے میں ہے حضرت عیسیٰ ع بحکم خداوند قادر کے بولے کہ میں بندہ خدا ہوں اور خدا نے مجھکو کتاب دی ہے اور مجھکو نبی کیا ہے جب یہود نے یہ معجزہ دیکھا تو زبان طعن سے بند کی اور جانا کہ یہ وہ پیغمبر ہے جو اگلے پیغمبروں نے اسکے آنے کی بشارت دی ہے اور مریم پر جو نسبت بد کرتے ہیں وہ بہتان ہے پھر تو حضرت مریم کو کمال عزت اور حرمت سے ساتھ لیکر آئے اور بڑی تعظیم اور توقیر سے رکھا۔ جب حضرت عیسیٰ بالغ ہوئے تب حکم الٰہی آیا کہ بنی اسرائیل کو تئیں دعوت اپنے دین کی کرو ہر چند حضرت عیسیٰ نے دعوت کی وہ ایمان نہ لاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم موسیٰ کا دین ایک لڑکا بے پدر کے کہنے سے نہ چھوڑینگے حضرت عیسےٰ دل تنگ ہوکر شہر سے نکلے ایک جماعت دھوبیوں کی دیکھی جو کپڑے دھوتے تھے انسے فرمایا کہ تم کپڑے پاکیزہ کرتے ہو کس واسطے دلوں کو پاک نہیں کرتے کہا کس چیز سے پاک کریں فرمایا کہو کہ لا الٰہ الا اللہ عیسیٰ رسول اللہ وہ سب ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ کے انصار یعنے مددگار ہوئے اور کپڑے مالکوں کو دیکر حضرت عیسےٰ کے ہمراہ ہوئے ایک دن صیادوں کے پاس دریا کے کنارے پہونچے کہ مچھلیوں کا شکار کرتے تھے ان کو دعوت کی سب ایمان لائے پھر بنی اسرائیل نے کہا کہ ہر پیغمبر کا معجزہ ہے تمہارا معجزہ کیا ہے فرمایا تم کیا چاہتے ہو کہا ایک لڑکا ماں کے پیٹ سے نابینا پیدا ہوا ہے اسکو بینا کرو حضرت عیسیٰ نے اسکی آنکھوں پر پھونکا فی الحال بینا ہوگیا پھر دوسرا معجزہ چاہا حضرت عیسیٰ نے تھوڑی مٹی ہاتھ پر رکھی اور شکل مرغ کی بنائی اس میں پھونکا وہ بھی جاندار ہوکر اڑگیا بعد اس کے حضرت عیسیٰ نصیبین کو معہ اپنے حواریین کے گئے اور نصیبین ایک شہر تھا کہ وہاں کا بادشاہ بڑا متکبر اور جبار تھا جب متصل اس شہر کے پہونچے تو حضرت عیسیٰ نے حواریین سے کہا کہ تم میں سے کون شخص ہے کہ شہر کو جاوے اور وہاں ندا کرے کہ عیسیٰ تمہارے شہر کو آیا چاہتا ہے انمیں سے ایک شخص نے کہا کہ میں جاؤنگا نام اس کا یعقوب تھا بعد اس کے دوسرے حواری نے جس کا نام ثوبان تھا یعقوب کی رفاقت چاہی اسکو بھی رخصت کیا اور کہا کہ اے ثوبان تقدیر الٰہی یوں ہے کہ عنقریب تو بلا میں گرفتار ہوگا بعد اسکے شمعون نے کہا کہ یا روح اللہ اگر اجازت ہو تو میں بھی جاؤں وہ بھی رخصت ہوا شمعون نے شہر کے باہر توقف کیا کہ تم جاکر حضرت عیسیٰ کا حکم بجالاؤ اگر تمکو کچھ ضرر پہونچیگا تو میں کچھ تدبیر کرونگا اور ان کے پہونچنے سے آگے دشمنوں نے حضرت مریم اور عیسیٰ کا احوال بری طرح سے مشہور کیا تھا۔

یعقوب اور ثوبان نے شہر میں آکر آواز دی کہ اے لوگو عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ اور رسول اللہ تمہارے شہر میں آیا چاہتے ہیں۔ لوگ سنکر بہت جمع ہوئے اور پوچھا کہ کس نے تم میں سے یہ بات کہی ہے یعقوب تو منکر ہوا اور ثوبان نے اقرار کیا کہ مینے کہی ہے اسکو جھٹلایا اور حضرت مریم کو بیہودہ باتیں کہیں۔ ثوبان کو بادشاہ کے پاس لیگئے بادشاہ نے کہا ان باتوں سے باز آ نہیں تو تیرے قتل کا حکم دونگا ثوبان اپنے قول پر ثابت رہا۔ بادشاہ نے اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر آنکھوں میں سلائی پھروا کر گاؤں کے باہر ڈلوا دیا شمعون یہ احوال سنکر شہر میں آیا اور بادشاہ کے مصاحبوں سے ملکر ملازمت پیدا کی اور فرصت میں عرض کی کہ امید کرم شہریار سے یہ ہے کہ اگر حکم ہو تو اس مبتلائے جراحت سے چند باتیں پوچھنے میں آویں بادشاہ نے اجازت دی شمعون نے بلا کر اسکو پوچھا تو کیا بات کہتا تھا اسنے کہا عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ اور رسول اللہ ہے شمعون نے کہا اس بات کی صدق کی کیا دلیل ہے جواب دیا کہ جذام اور برص کو صحت دیتا ہے۔ شمعون نے کہا یہ بات طبیبوں سے بھی ہو سکتی ہے اور کچھ دلیل بھی ہے ثوبان نے کہا کہ جو کچھ کہ لوگ اپنے گھروں میں کھاتے ہیں یا ذخیرہ اور پونجی رکھتے ہیں اسکی خبر دیتا ہے شمعون نے کہا یہ تو فعل کاہنوں اور نجومیوں کا ہے کچھ اور علامت بھی ہے کہا مٹی سے مرغ بنا کر اسمیں پھونکتا ہے وہ زندہ ہو کر اڑ جاتا ہے شمعون نے کہا یہ فعل تو جادوگروں کا سا معلوم ہوتا ہے کوئی اور حجت بھی ہے ثوبان نے کہا خدا کے حکم سے مردیکو زندہ کر دیتا ہے شمعون نے بادشاہ سے کہا اب یہ مسکین قابو میں آیا ہے کہ اسنے امر عظیم کا دعویٰ کیا ہے کہ یہ کام سوائے خدا کے یا اس کے رسول کے دوسرے سے نہیں ہو سکتا اب صلاح یہ ہے کہ عیسیٰ کو بلاویں اگر اسنے اس بات سے انکار کیا تو اس شخص کو اس سے زیادہ عذاب فرماؤ اور اگر عیسیٰ مردیکو زندہ کر دے اگرچہ یقین تو نہیں تب ایمان لاویں اسواسطے کہ مردوں کا زندہ کرنا دلیل قاطع ہے کہ وہ نبی ہے بادشاہ کے تئیں شمعون کی بات پسند آئی اور حضرت عیسیٰ کے بلانے کا حکم دیا اور شمعون سے کہا کہ تم حضرت عیسیٰ کے ساتھ باتیں کرو شمعون نے حضرت عیسیٰ سے کہا کہ یہ آدمی تیرا بھیجا ہوا جو ہمارے بادشاہ کے غضب میں گرفتار ہے گواہی دیتا ہے کہ رسول خدا کا ہے کہا سچ کہتا ہے پھر شمعون نے کہا کہ یہ گمان کرتا ہے کہ تو مجذوم اور مبروص کو تندرست کر دیتا ہے عیسیٰ نے فرمایا کہ یہ گمان اس کا درست ہے پھر شمعون نے کہا یہ بات تو مقرر پائی ہے کہ اگر تم یہ باتیں جو ثوبان نے کہی ہیں نہ کر سکو گے۔ تو تم کو تمہارے یاروں سمیت ہم ہلاک کریں گے حضرت عیسیٰ نے فرمایا اچھا شمعون نے کہا پہلے تو اپنے یار کو تندرست کر دے حضرت عیسیٰ نے ثوبان کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے بند بند ملا کر ہاتھ اپنا اُن پر پھیرا خدا کی قدرت سے جیسا تندرست تھا ویسا ہی ہو گیا اور آنکھیں بھی اچھی بینا ہو گئیں شمعون نے کہا اے بادشاہ ایک نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے پھر

پھر شمعون نے حضرت عیسیٰ سے التماس کی کہ بتاؤ تو اس مجلس کے لوگوں نے رات کو کیا کھایا ہے حضرت عیسیٰ نے
ایک ایک کو بیان کر دیا کہ تو نے رات کو فلانی چیز کھائی ہو اور فلانی چیز ذخیرہ کر رکھی ہے پھر شمعون نے کہا کہ یہ تیرا بھیجا
ہوا آدمی گمان کرتا ہے کہ تو مٹی کا مرغ بناتا ہے اور وہ جاندار ہو کر اُڑ جاتا ہے حضرت عیسیٰ نے کہا سچ کہتا ہو تمکو کون
مرغ مطلوب ہے سبھوں نے کہا چمگادڑ یعنی داگل بناؤ حضرت عیسیٰ نے مٹی کی داگل بنائی اور دم عیسیٰ اُسپر پھونکا وہ اُنکے
روبرو زندہ ہو کر اُڑنے لگا بعد اُس کے بہت بھاری بھاری مرضوں کے مریض اُنکے دم مبارک سے تندرست ہوئے جو سب نے
التماس کی کہ اب مردیکو زندہ کرو حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ جس مُردیکو تم مقررہ کرو میں خُدا کے فضل سے اُس کو جلا دونگا۔
سبھوں نے التماس کیا کہ سام بن نوح کو جو ہمارا تمہارا دادا ہے زندہ کرو تو آپکے انفاس شریف کی برکت سے بعید نہیں۔
سب عالم جمع ہو کر حضرت سام کی قبر پر گئے حضرت عیسیٰ نے دو رکعت نماز پڑھی اور خُدا سے دست بستہ بدعا ہوئے
بعد اُس کے سام کو پکارا تب قبر اُنکی خالق اسمان و زمین کے حکم سے پھٹی اور ایک سفید ریش اور سفید سر باہر آیا۔ اور
جواب دیا لبیک یا روح اللہ سام نے قوم کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے لوگو یہ عیسیٰ بیٹا مریم صدیقہ کا ہو اور روح اللہ ہو
تم اُس کی نبوت مانو اور ایمان لاؤ پھر حضرت عیسیٰ نے سام سے پوچھا کہ تمہارے عہد میں تو بال سفید نہیں ہوتے تھے
تمہاری داڑھی کیوں سپید ہو جواب دیا جب میں نے تیری آواز سنی تو مجکو گمان ہوا کہ قیامت قائم ہوئی۔ اُسکی
ہیبت سے میرے بال سپید ہو گئے پھر حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ تمکو کتنے برس ہوئے کہ تمنے وفات پائی ہے بولے کہ چار
ہزار برس حضرت عیسیٰ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگوں کہ چند مدت پھر دنیا کی ہوا لو سام نے کہا
کہ آخر پھر موت کا شربت چکھنا پڑیگا اور ابھی تک پہلی ہی مرتبہ کی تلخی سکرات میرے حلق میں باقی ہے میں زندگانی
دُنیائے فانی کی نہیں چاہتا تم دُعا کرو کہ میں بدستور جوار رحمت الٰہی میں پہونچوں حضرت عیسیٰ نے دُعا کی۔ وہ پھر
بدستور سابق قبر میں تشریف لیگئے اور زمین برابر ہو گئی اور اس معجزے کی برکت سے تمام لوگ شہر نصیبین کے حضرت عیسیٰ
پر ایمان لائے **بیان مائدہ کے نازل ہونیکا**۔ نازل ہونا مائدہ کا غرائب واقعات سے اور عجائب معجزات
سے ہے کیفیت اُسکی یوں ہے کہ اکثر اوقات حواریین خاص اصحاب حضرت عیسیٰ کے ہمراہ رہتے تھے اور دوسرے
آدمی بھی رکاب سعادت میں سعادت اندوز تھے ایک روز لوگ سفر میں بھوکے ہوئے اور حواریین سے کہا کہ تم حضرت عیسیٰ
سے عرض کرو کہ حقتعالیٰ یہ بات کر سکتا ہو کہ خوان آسمان سے نازل کرے حواریین نے اِسبات کو بعید از قیاس سمجھکر
چند بار انکار کیا آخر اُنکی تاکید سے حضرت عیسیٰ کی حضور میں یہ حال عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ اگر تم مومن ہو۔ تو
خُدا سے ڈرو اور شک کی بات مت کرو لوگوں نے عرض کی کہ ہم قدرت خدائی سے منکر نہیں ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں

کہ اُسمیں سے کھاویں اور ہمارے دلکو اطمینان ہووے اور یقین ہمارا تمہارے صدق قول پر زیادہ ہو جب تفرع وزاری زیادہ ہوئی تب حضرت عیسیٰ نے دو رکعت نماز پڑھی اور خدا سے سوال کیا کہ اے اللہ تو نازل کر ہم پر ایک مائدہ آسمان سے کہ اُترنا اُس کا ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر روز عید ہووے اور تیری طرف سے نشانی نبوت کی ہو۔ نصیب کر تو ہمارے کو تو سب رازقوں سے بہتر ہے حقتعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم پر نازل کرونگا۔ لیکن جو کوئی بعد اُس کے کفران نعمت کریگا تو میں اُس کو عذاب ایسا کرونگا کہ کسی کو عالم میں ایسا عذاب نکیا ہوگا بعد اُس کے ایک خوان سب کے روبرو آسمان سے زمین کیطرف متوجہ ہوا کہ نیچے اوپر اُسکے دو ٹکڑے ابر کے تھے آہستہ آہستہ اُتر کر حضرت عیسیٰ کے روبرو ٹھیرا اور اُسکی خوشبو سے لوگوں کی دماغ معطر ہوگئے حضرت عیسیٰ نے بعد سجدہ شکر کے حواریین سے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے بڑا نیکبخت ہو خدا کی قدرت پر اُس کو بھروسا ہو وُہ خوان کا سرپوش اُٹھاوے حواریین نے عرض کی کہ ہم سے آپ اولیٰ اور احق ہیں پھر حضرت عیسیٰ نے بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ کہکر وُہ سرپوش اُٹھایا اور ایک عالم نظارہ کرتا تھا وُہ خوان زر سرخ کا تھا اور چار اُس کے پائے تھے اور نیچے اُسکے ایک سرخ سفرہ تہا اور سفرے پر ایک مچھلی بھنی ہوئی تھی کہ جسمیں کانٹے نہ تھے اور روغن اُس سے ٹپکتا تھا اور آس پاس سو اہسن اور گندنی کے سب ترکاریاں تھیں اور تھوڑا سرکہ سر کیپاس اور نمک پاؤں کے پاس رکھا تھا اور پانچ گردے روٹیوں کے اور تھوڑا زیتون اور پانچ انار اور کئی خرمے اُن گرد وپیش رکھے تھے حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ بسم اللہ کرو اور صلائے عام اور ندائے فرحت انجام سب کو دی غنی اور فقیر اور تندرست اُس خوان الوان نعمت پر حاضر ہوئے جس بیمار نے کھایا وُہ تندرست ہوا اور جس نابینا نے کھایا وہ بینا ہوا ہزاروں سیر ہوئے اور طعام جتنا کہ تھا کچھ کم نہ ہوا پھر آسمان کو اُٹھ گیا اور بعد اُس کے ہر روز صبح کیوقت اُترتا تھا اور زوال کیوقت اُٹھ جاتا تھا اور دنیا کے لوگ اطراف وجوانب سے آتے تھے بعد اس کے حکم خدا نازل ہوا کہ میرے خوان میں سے غریب اور مسکین اور یتیم اور مریض کھاویں غنی نہ کھاویں یہ بات غنیوں پر سخت گذری بعضے بولے کہ یہ خوان خدائی نہیں اور بعضے بولے کہ آسمانی نہیں اسطرح کے شک کی باتیں اور کفر نعمت کرنے لگے حقتعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں اہل انکار اور کفران نعمت پر بموجب وعدے کے عذاب نازل کرتا ہوں حضرت عیسیٰ نے اُن لوگوں کو خبر دی صبح کو جو اپنے بچھونوں سے اُٹھے تو چار سو یا سات سو آدمی سور کی شکل ہوگئے اور گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے تھے اور گو کھاتے تھے حضرت عیسیٰ کے روبرو آنکر سر زمین پر رکھتے تھے اور آنسو آنکھوں سے جاتے تھے لیکن وقت علاج کا گذر چکا تھا اِس پشیمانی نے فائدہ نہ دیا اور تین دن کے بعد جہنم کی راہ لی۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ ❊

بیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لیجانے کا ❊

راویان معتمد نے روایت کی ہے کہ حضرت عیسےٰ کے زمانہ میں ایک بادشاہ گردنکش ظالم سرکش تھا حضرت کو حکم الٰہی ہوا
کہ اسکو اپنے دین کی دعوت کریں ایک روز حضرت عیسیٰ نے جاکر مجلس عام میں اُس بادشاہ کو نصیحت کی۔ کہ میں
پیغمبر خدا کا ہوں اور مجھپر خدا نے کتاب انجیل بھیجی ہے اور موسیٰ کے دین کو منسوخ کیا اُنکے دین کا بعض حکم موقوف
کیا اب تم میرا دین قبول کرو اور موسیٰ کا دین چھوڑ دو اُس ظالم ناپاک نے اس بات سے انکار کیا اور حضرت عیسیٰ کے
قتل پر لوگوں کو تیار کیا حضرت عیسیٰ روپوش ہوگئے اور اپنے حواریین کو بلاکر وصیت کی کہ بعد میرے ایک نبی اُمّی
عربی زمین تہامہ میں پیدا ہوگا قوم قریش سے کہ علما اُسکی اُمت کے مانند انبیا کے ہونگے اپنی اولاد کو بطناً بعد بطن
وصیت کرتے جاؤ کہ جو کوئی اُسکو پاوے اُسپر ایمان لاوے اور سب طرح کی وصیتیں کیں بعد اُسکے اُنکے ایک حواریین
میں سے منافق ہوگیا اُسنے حضرت کی پوشیدہ ہونیکی خبر بادشاہ کو دی ناگہان بادشاہ کے لوگوں نے آن کر
حضرت کو گرفتار کیا اور ایک مکان میں قید کرکے چاروں طرف سخت چوکی رکھی صبح کیوقت حضرت عیسیٰ کیواسطے
ایک مکان میں سولی کھڑی کی اور یہودی اور دوسرے گمراہونکی جماعت بے نہایت جمع ہوئی حق تعالےٰ نے جبرائیل
کو بھیجا وہ اس مکان کی چھت توڑکر حضرت عیسیٰ کو آسمان پر لے گئے اور جب آفتاب نکلا تو یہودیوں نے
ایک شخص کو اُس مکان کے اندر حضرت کے نکالنے کو بھیجا تو اُس نے حضرت عیسیٰ کو وہاں نہ پایا اور اللہ تعالیٰ
نے اُسکی شبیہ اور صورت مانند عیسیٰ کے کردی اُس نے کہا کہ میں نے تو عیسیٰ کو بہت ڈھونڈا نہ پایا لوگوں نے کہا کہ
عیسےٰ تو تو ہی ہے اب تو چاہتا ہے کہ اپنے جادو سے کوئی فریب تازہ اُٹھاوے وہ ہر چند قسمیں کھاتا تھا کہ میں وہی ہوں
جو اُس کے لینے کو اندر گیا تھا اُنہوں نے اُسکی بات نہ سُنی اور فی الفور سولی پر دھر کر حلقے سے لٹکا دیا جب بہت دیر
تک انتظار کیا اور اپنے یار کا پتا نہ پایا اندر جاکر دیکھا وہاں کوئی بھی نظر نہ آیا پھر آپسمیں بولنے لگے کہ اگر یہ شخص عیسےٰ
ہے تو ہمارا یار کہاں ہے؟ اور اگر ہمارا یار ہے تو عیسےٰ کدھر ہے غرض یہ ہے کہ وہ ایسے شبہ میں رہے کہ قیامت تک
شبہ اُن کا نہ مٹیگا جب حضرت عیسیٰ آسمان پر پہونچے تو اللہ تعالیٰ نے طبیعت بشری اُنکی دُور کی اور ملائک کی
طبیعت عنایت کی آخر زمانہ تک فرشتوں میں رہینگے جب امام مہدی رضی اللہ عنہٗ ظاہر ہوینگے اور دجال نکلیگا
تب حضرت عیسیٰ خدا کے حکم سے مکہ میں اُترینگے نماز صبح کا وقت ہوگا اور منادی غیب ندا کریگا کہ ھٰذا عیسیٰ ابن مریم
روح اللہ کلمۃ اللہِ لوگ بڑی خوشی سے کعبہ سے اُتارینگے حضرت امام مہدی اُنسے کہینگے کہ آپ امامت کریں
وہ فرماوینگے تم آگے ہو کہ آجکے دن تمہاری شریعت کے مطابق کرینگے بعد اُسکے چالیس برس دنیا میں رہینگے اور
شادی کرینگے اور اولاد پیدا ہوگی اور دین محمدی کے دشمنوں سے لڑائی کریں گے اور اُنکے عدل سے بکری اور بھیڑیا اور شیر

اورکاہے ایک جگہ پانی پینگے جب عالم بقا کو تشریف لیجاویں گے تو مسلمان اُن کا جنازہ تیار کر کے حضرت عائشہ کے حجرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخین کے ساتھ مدفون کریں گے ✣

ذکر مبارک سید المرسلین وخاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا

اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے اول اللہ تعالےٰ نے میرا نور پیدا کیا ہے اور تمام موجودات کو عرش سے فرش تک میرے نور سے پیدا کیا ہے کعب الاحبار سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو نور محمد مصطفی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا انکی پیشانی میں رکھا۔ جب حضرت شیث پیدا ہوئے تو وہ نور انکی پیشانی میں چمکا اور اس نور کی نگہبانی کا عہد نامہ حضرت شیث ع سے اس مضمون کا لیا کہ اس نور کو سولے بی بی پاک کے مت سونپو اور تابوت سکینہ کہ جسمیں انبیا کی تصویریں تھیں واسطے تسلی حضرت آدم کے بہشت سے بھیجا تھا اُن کو سونپا کہ تم اپنی اولاد کو نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن سونپتے جاؤ چنانچہ یہ طریقہ حضرت شیث کے وقت سے انکی اولاد میں جاری رہا اور دامن طہارت اس نبی پاک کے آبا اور اجداد کا زناکاری اور نابکاری سے آلودہ نہ ہوا بعد اس کے حضرت نوح سے وہ نور سام کو ملا۔ اسی طرح نقل پلتے ہوئے حضرت ابراہیم کی پیشانی میں ظہور کیا پھر حضرت اسمعیل سے انکی اولاد کی طرف انتقال پاتے ہوئے عبد مناف میں آچمکا اور عبد مناف کے چار بیٹے تھے عبد الشمس اور ہاشم اور مطلب اور نوفل ہاشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی انہیں کے پوتوں میں ہیں ہاشم عبد مناف کی مسند پر بیٹھے سقاہ حجاج کی یعنی پانی پلانا حاجیوں کو اور تولیت زمزم کی اور کنجی کعبے کی انہیں کے پاس تھی اور سخاوت اور علو ہمت میں اپنے زمانے میں بے نظیر تھے پھر اُنکے بعد ریاست مکے کی عبد المطلب کو ملی۔

عبد المطلب نے خواب میں دیکھا کہ فلانے مقام میں کھود و وہاں چاہ زمزم نکلے گا تب عبد المطلب نے نذر کی کہ اگر میری خواب سچی ہو اور مجھکو خدا دس بیٹے دے تو ایک بیٹے کو قربانی کرونگا جب اُس مکان کو خواب میں جس کا نشان معلوم ہوا تھا کھودا تو چاہ زمزم مانند چشمۂ آبحیات کے پیدا ہوا اور سو تلواریں اور سو زرہیں اور دو صورتیں طلائی ہرنوں کی قوم جرہم کی رکھی ہوئیں نکلیں ہر چند اقوام عرب نے اُن کے لینے کا زور لگایا پر عبد المطلب کو خدا نے اُن پر غالب کیا جب واسطے ایفائے نذر کے قرعہ ڈالا تو عبد اللہ کے نام پر جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ تھے پڑا یہ بات عبد المطلب پر اور تمام قبائل عرب پر بہت دشوار گذری اسواسطے کہ نور محمدی ص کے سبب سے ہر ایک شخص اُنکو محبوب رکھتا تھا آخر بعد مشورت کے یہ بات ٹھہری کہ اُس زمانے میں ایک عورت

جسکا نام شجاع تھا اور بڑی کاہنہ تھی اُس سے پوچھو سب لوگوں نے اُسکے پاس یہ ماجرا بیان کیا۔ اُس نے کہا
دس اونٹ جو خونبہا ایک آدمی کی ہے عبداللہ کے مقابلہ میں رکھکر قرعہ ڈالو اور اسی طرح دس دس اونٹ بڑھاتے
جاؤ جب قرعہ اونٹوں پر پڑے تب اُن کو عبداللہ کے عوض فدیہ دو اور صدقہ کرو القصہ جب نوبت سو اونٹوں تک
پہونچی تب قرعہ اونٹوں کے نام پر پڑا عبدالمطلب نے بہت خوشی سے اونٹوں کو قربانی کرکے ایفاے نذر کی پھر تو
عبدالمطلب عبداللہ کی بہت تربیت کرتے تھے جب بالغ ہوئے تو اُنکی شادی آمنہ بنت وہب بن عبدالمناف
کے ساتھ کی عبداللہ کے حُسن و جمال کی آواز تمام قبیلہ حجاز میں پہونچی تھی اور اکثر لوگ عرب اپنی بیٹیاں دینے کا
پیغام عبدالمطلب سے کرتے تھے اور قوم کی عورتیں بسبب نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو عبداللہ کی پیشانی
میں جلوہ مار رہا تھا کمال آرزوے دیدار سے برسر راہ بیٹھی تھیں اور تجلّے میں جاتے تو تبوسے آواز آتی۔ کہ
اے عبداللہ یہ نور جو تیرے چہرے پر چمکتا ہے ہماری خرابی اسی سے ہوگی زنہار زنہار ہمسے نزدیک مت ہو جب
بی بی آمنہ اُس نور پاک کی حامل ہوئیں اور عبداللہ اپنے باپ کے حکم سے مُلک شام کو واسطے تجارت کے گئے پھر
وقت بیمار ہو کر مدینے میں اپنے باپ کے اقرباؤں میں ٹھیرے اور مدینہ میں وفات پائی کیوں نہو۔ ذات
سرور عالم کی دنیا کے صدف میں دُرِ شہوار تھی تب اللہ تعالی نے چاہا کہ وہ دُرِ یتیم اس عالم میں آوے کوئی اُس کی
بہا نہ جانے ٭ بیت ٭ ہو محب جس کا خالق عالم ٭ پھر یتیمی کا اُس کو کیا ہو غم؟ ٭

ذکر مبارک حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تولد ہونے کا

حضرت آدم کیوقت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک ہر ایک عہد میں جو پیغمبر پیدا ہوتے تھے وہ اپنی اُمّت
کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور فضائل بیان کرتے تھے اور جو کتابیں اللہ تعالے نے پیغمبروں پر
نازل کیں اُن میں علامات اور شمائل محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن انبیا کو واقف کیا ہے اور اکثر اہلکتاب
نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ستارے نکلنے سے آگے تصدیق اُنکی پیغمبری کی کی ہے
اور بن دیکھے اُس رحمۃ للعالمین کے ساتھ بیعت کرنے کی تاکیدیں کی ہیں اور وصیت نامے لکھے ہیں یہ احوال
توریت اور انجیل میں اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں موجود ہیں۔
اور کاہنان عرب کی نقلیں اور جناب کی خبریں نبوت کے اثبات معتبر کتابوں میں موجود ہیں۔ اگر بیان میں
آویں تو یہ رسالہ دفتر عظیم ہو جاوے مگر واسطے قوی ہونے اعتقاد اہل اسلام کے جو علامتیں کہ وقت
تولد میں ظاہر ہوئیں ہیں لکھنے میں آتی ہیں۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ حمل کی مدت میں ہرگز حمل کے بوجھ

بوجھ سے میں واقف نہیں ہوئی۔ اور اچھے اچھے لوگ مجھکو خواب میں کہتے تھے۔ کہ تو حاملہ ہے شفیع المذنبین اور رسول رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم سے جب فرزند تولد ہو تو نام اُسکا محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھیو اور حضرت کی ولادت کی رات میں تمام بت سرنگوں ہوگئے اور شیطان کا تخت اُلٹ گیا۔ اور خبریں آسمان کی جو شیاطین لاتے تھے سو موقوف ہوگئیں اور نوشیروان کے محل کے چودہ کنگورے گر پڑے اور ہزار برس کا آتشخانہ فارس کا بجھ گیا۔ آمنہ کہتی ہیں کہ میں اس رات اول میں اکیلی تھی۔ کہ نشانیاں وضع حمل کی نمود ہوئیں اور طبیعت میری نہایت غمگین تھی اُسوقت غیب سے کئی پاکیزہ بیبیاں آئیں اور بڑی اُلفت سے مجکو شربت پلایا اور فاطمہ ثقفیہ کہتی ہیں کہ اُس رات میں جو آمنہ کے پاس آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ طبق نور کے آسمان سے اُترتے ہیں اور گویا ستارے زمین پر اُتر کر ہمپر نثار ہوتے ہیں جب بدن مبارک حضرت کا زمین پر پہنچا تو ایک آواز آئی یرحمک ربک یا محمد اور ایسا نور چمکا کہ تمام مشرق اور مغرب نظر آنے لگا آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک آواز سُنی کہ اس مولود منیف کو تمام عالم کی گرد پھرا دو بعد ایک لحظے کے میں نے انکو پایا کہ ایک حریر میں لپیٹ کر کہ جس سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی ہے۔ میرے سامنے رکھدیا اور صحیح بات یہ ہے کہ آنحضرت ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے عبد المطلب نقل کرتے ہیں کہ میں اُس رات کعبے میں تھا کہ یکایک کعبے کی چار دیواروں نے سجدہ کیا اور بیت اللہ میں سے آواز تکبیر کی آئی اور ہبل جو بڑا بت تھا گر پڑا اور صفا مروہ کے پتھر نیچے اونچے ہونے لگے وہاں سے جو آمنہ کے گھر آیا تو معلوم ہوا کہ ستارہ محمدی صلعم نے طلوع کیا میں خدا کا شکر بجالایا پھر عبد المطلب آنحضرت کو گود میں اُٹھا کر کعبے میں لیگئے اور شکر میں اُس نعمت کے اشعار پڑھے پھر وہاں سے لاکر آمنہ کے حوالے کیا **نقل** ہے کہ حضرت کے تولد کی خوشخبری ثویبہ نے ابولہب کو پہنچا اُس نے یہ مژدہ سنکر ثویبہ کو آزاد کیا اسواسطے کتاب معتبر میں لکھا ہے کہ حضرت عباس نے ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے اُس نے کہا کہ عذاب الیم میں گرفتار ہوں مگر دوشنبہ کی رات جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنکر لونڈی آزاد کی تھی تھوڑا پانی پینے کو ملتا ہے جاننا چاہیئے کہ بعد بیالیس برس حکومت نوشیروان کے پچھلی رات میں شروع ایام بیض میں بارھویں تاریخ ربیع الاول دوشنبے کی رات اُس سرور عالم پناہ شگافندہ ماہ اور محبوب خاص الہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے حرم کو محترم کیا صلے اللہ علیہ و الہ وسلم و شرف و کرم

ذکر مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دودھ پلانیکا اور حلیمہ کے دائی ہونے کا

عرب میں دستور تھا کہ ہر برس میں دو بار عورتیں شہر دائی مکے میں آن کر لڑکوں کو لیکر اپنے مکان کو جاتی تھیں جب

مدت دودھ پلانے کی پوری ہوتی تھی تو مکے میں لڑکوں کو ماں باپ کے پاس پہونچا کر انعام و اکرام لیکر اپنے مکان
کو جاتی تھیں اتفاقاً اُس برس میں بنی سعد کے قبیلہ کی عورتیں مکہ میں آئیں اُنمیں حلیمہ سعدیہ ابو ذویب کا قبیلہ
آیا اور اُس سال اُنکے ملک میں قحط تھا حلیمہ اور اُس کا خاوند ایک دُبلے سے گدھے پر اور ضعیف سی اونٹنی پر
سوار ہوکر چلے تھے بڑی مصیبت سے مکے میں پہونچے قافلے کی عورتوں نے آگے سے پہونچکر مقدور والوں کے
بچے لے لئے اور محمد بن عبداللہ کے لینے کو کوئی ارادہ نہ کرتی تھی - اسواسطے کہ وہ یتیم تھے - اور انعام و اکرام کا باپ
سے تعلق رکھتا تھا حلیمہ نے اپنے خاوند سے کہا کہ میں تو خالی وطن کو نجاونگی اگر تیری صلاح ہو تو ابو طالب کے یتیم کو
کہ جس کی پیشانی سے نور برکت چمکتا ہے لیچلیں وہ خاوند کو راضی کر کے آمنہ کے پاس گئی اور اُن کی زبانی وہ
کرامتیں اور خوبیاں جو حمل اور تولد میں دیکھی تھیں سُنکر بڑی خوشی سے لیکر خاوند کے پاس آئی - اور احوال
جو آمنہ سے سُنا تھا سُنایا ابو ذویب خوش ہوا اور حلیمہ سے نقل ہے کہ قسم پروردگار عالم کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ایک چھاتی سے میرے پیٹ بھر لیا اور دوسری چھاتی سے اُس نے کبھی دودھ نہ پیا یا بالہام الٰہی رضاعی بھائی
کا حق سمجھکر چھوڑ دیتے تھے اور میری اونٹنی کا بھی اتنا دودھ ہوا کہ ہم دو نو پیٹ بھر لیتے تھے پی کر - اور اُس
لڑکے کے آتے ہی ایسی برکت ہم پر ظاہر ہوئی - اور حال آسودہ ہو گیا کہ قافلہ کی عورتیں ہم پر رشک کرتی تھیں اور
پھرتے وقت میرا گدھا سارے قافلے کے گدھوں کا سالار ہوکر سب سے آگے چلتا تھا اہل قافلہ دیکھکر حیران ہوتے
تھے جب وطن پہونچے تو ہماری اوقات بڑے آرام سے گذرنے لگی اور تمام قوم کی بکریوں میں سوائے پوست
اور ہڈی کے گوشت باقی نہ تھا دودھ تو کہاں؟ اور ہماری بکریاں دودھ سے ہمارے باسن بھر دیتی تھیں لوگ
بسبب حرص ہماری بکریوں کے ساتھ چراتے تھے اُن کا مال پامال رہتا تھا اور ہماری بکریوں کے تھن دودھ سے
مالامال دو برس کے عرصہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے توانا ہوئے کہ چار برس کا لڑکا اتنا قوی جسیت نہوتا تھا
جب دودھ پلانے کے دن پورے ہوتے تو ہم اُن کو مکہ میں لائے پردل اُسکی جدائی سے ٹکڑے ہوتا تھا کہ
کی آب و ہوا کے فساد اور وبا کا حیلہ کر کے بی بی آمنہ سے اجازت لیکر پھر وطن کو لے آئی ایک روز حضرت نے
کہا کہ یہ میرے بھائی دن کو بکریاں چرانے جاتے ہیں میں اکیلا رہتا ہوں مجکو بھی اُن کے ساتھ کر دیا کرو چنانچہ دو
مہینے تک حضرت بھی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کو جنگل میں تشریف لیجاتے تھے ایک روز اُن کا رضاعی بھائی
روتا ہوا آیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دو آدمیوں نے پکڑ کر زمین پر گرایا اور اُس کے پیٹ چیر ڈالا حلیمہ اور اُسکا خاوند
روتے چلاتے جو وہاں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے

بیٹھے ہیں حلیمہ کو دیکھ کر مسکرائے اُس نے دوڑ کر چھاتی سے لگایا اور احوال پوچھا تو فرمایا کہ دو مرد سپید پوش نے مجھکو گرایا اور میرا سینہ چیر کر دل کو نکال کر خون سیاہ کے چند قطرے باہر کئے اور ایک آدمی نے برف کا پانی آفتابہ میں لیکر میرے دل کو دھویا پھر سینے میں رکھکر میرے پیٹ کو سیا اور کچھ بھی درد مجھکو نہیں معلوم ہوا پھر تو حلیمہ اور اسکا خاوند ڈرے کہ اس لڑکے کا عجب حال ہے ایسا نہو کہ کچھ حادثہ ہو جاوے کہ ہمسے اسکا بندوبست نہو سکے اِسواسطے حضرت کو اُن کی والدہ کے پاس پھر مکے میں پہونچا گئے جب حضرت کی چھ برس کی عمر ہوئی تو بی بی آمنہ رم حضرت کو لیکر مدینہ میں اپنے رشتہ داروں کے ملنے کو آئیں چند روز رہکر پھر بیتوقت ابوانام گاؤں میں بیمار ہوکر دار البقا سدہاریں پھر اُم ایمن جو حضرت کی کنیزک تھیں اُن کو ساتھ لیکر مکے میں لاکر عبد المطلب کو سونپا جب سات برس کے ہوئے تو عبد المطلب کو پیغام موت کا آیا تب مرض الموت میں سب بیٹوں کو جمع کرکے وصیت کی اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت ابوطالب کو سونپی اور آپنے اپنی زندگانی مستعار سالک حقیقی کو سونپ کر راہ فناہ کے مسافر ہوئے پھر تو ابوطالب نے حضرت کی تربیت پر کمر باندھی اپنے فرزند سے زیادہ محبت کرتے تھے جب حضرت بارہ برس کے ہوئے تو ابوطالب نے شام کیطرف کا ارادہ کیا اور چاہا کہ حضرت کو مکان پر چھوڑ کر جاویں حضرت نے فرمایا کہ تم مجھے یہاں چھوڑے جاتے ہو ابوطالب نے یہ کلام جانگداز سنکر انکو چھاتی سے لگایا اور اپنے ساتھ لیکر شام کے قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے جب بُصرہ چھ کوس رہا تو ایک گاؤں میں مقام کیا وہاں ایک صومعہ یعنی عبادت خانہ تھا کہ اسمیں بحیرا نام راہب رہتا تھا اور آسمانی کتابوں سے واقف تھا اسکو معلوم تھا کہ پیغمبر آخر الزمان اس صومعہ کے پاس بیر کے درخت کے تلے اُترینگے جب قافلہ گھاٹی سے اُتر کر نمودار ہوا بحیرا نے دور سے دیکھا کہ ابر کا ٹکڑا اُس چتر لولاک کے سر پر سایہ کرتا ہے اسکو یقین ہوا کہ یہ وہی پیغمبر موعود ہے جب قافلہ آن کر اُترا تو بحیرا نے اُنکی دعوت کی اور اپنے خادم کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اے اہل مکہ آج تم سب لوگ اس فقیر خانہ میں تشریف لاؤ اور میری دعوت قبول کرو اُن لوگوں نے آپس میں کہا کہ آگے جو قافلہ آتا تھا تو راہب کبھی التفات بھی نہ کرتا تھا اب اس تپاک سے ضیافت کرنیکا کیا سبب ہے بہرحال یہ سب لوگ تو ضیافت کھانے کو گئے اور حضرت کو بسبب صغرسن کے مکان پر چھوڑ کر آئے ہر چند لوگوں کے منہ دیکھے مگر آئینہ جمال محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر نہ آیا۔ حیران ہو کر پوچھا کہ کوئی اور بھی تمہارے ساتھ والوں سے باقی ہے کہا ہاں ایک تو عمر لڑکے کو مکان پر چھوڑ کر آئے ہیں راہب نے ابوطالب سے کہ کر حضرت کو بھی بلوایا بحیرا نے دیکھتے ہی نبوت کی نشانیوں سے پہچانا اور بہت تعظیم اور تکریم سے بٹھایا بعد کھانے کے ابوطالب سے کہا کہ تم

اس بلند اقبال کو فرماؤ کہ تجھ میں پوچھوں سو مجھ سے پوشیدہ نہ رکھے حضرت نے بموجب فرمان ابوطالب کے
فرمایا کہ کیا پوچھتے ہو اُس نے کہا کہ میں تمکو لات اور عزیٰ کی قسم دیتا ہوں جو میں پوچھوں سو میرا جواب دو حضرت نے
فرمایا نام ان بتوں کا میرے سامنے مت لے میں کسی چیز کو اُنکے برابر دشمن نہیں جانتا بحیرا نے کہا تو چادر اپنی اُٹھا جو
میں نشان تیری شان عالی کا دیکھوں جب حضرت نے چادر اُٹھائی بحیرا نے فی الحال اُس نشانی کو جو مہر نبوت
تھی چوما اور بولا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی پیغمبر آخر الزمان ہے کہ آسمانی کتابوں میں جسکا بیان ہے عنقریب
ہے کہ مشرق و مغرب اُس کے نور سے منور ہوگا اے ابوطالب اگر تو اس کو عزیز رکھتا ہے تو شام کی طرف مت لیجا اسواسطے
کہ نبوت کی علامتیں اس میں مانند صبح کے روشن ہیں۔ اور یہود نا بہبود اُس کے دشمن ہیں ابوطالب نے خوش ہو کر
راہب کی بات قبول کی اور اپنا مال بصرے میں بیچکر مکے کو روانہ ہو کر

ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خدیجۃ الکبریٰ کے ساتھ نکاح کرنے کا

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس کی ہوئی تو ابوطالب نے اپنی تنگی معاش کا ذکر کیا اور کہا کہ قافلہ
قریش کا شام کو جاتا ہے اور خدیجہ خویلد کی بیٹی امانت دار لوگوں کو مال دیتی ہے۔ اگر تم بھی تجارت کے واسطے کچھ
اُس سے طلب کرو تو یقین ہے کہ وہ عذر نہ کریگی اس سبب سے ہم کو نفع ہوگا یہ خبر خدیجہ کو پہونچی اُس نے حضرت
سے پیغام کیا کہ اگر آپ یہ ارادہ کریں تو میں اوروں سے دونا دونگی۔ اسواسطے کہ آپ کی دیانت اور امانت سب پر ظاہر
ہے ابوطالب خوش ہوئے اور خدیجہ نے بموجب وعدے کے عمل کیا اور میسرہ نام اپنے غلام کو جو خرید و فروخت
سے واقف تھا۔ ہمراہ کر کے شام کے قافلے کے ساتھ روانہ کیا میسرہ رستے میں کرامتیں عجائب دیکھتا تھا۔
اور نہایت اعتقاد سے خدمت کرتا تھا جب بحیرا راہب کی منزل میں پہونچے تو وہ عالم عقبیٰ کو پہونچ چکا تھا۔
اور نسطورا راہب اُس کی جگہ پر مسند نشین تھا۔ وہ آسمانی کتابوں سے احوال سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانتا
تھا جب میسرہ کی زبانی سنا تو بولا کہ میں مدت سے اس عبادتخانے میں اس جمال کے دیکھنے کا منتظر تھا
الحمد للہ کہ میں اپنی تمنا کو پہونچا۔ لیکن تجکو وصیت کرتا ہوں کہ شام کے جانے کے ارادے کو فسخ کرو اور
اس شخص کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھ اسواسطے کہ شام کے یہود اس کے دشمن ہیں مبادا کچھ زیان پہونچاویں
میسرہ نے نسطورے کی نصیحت سنی اور اُس رئیس اصحاب میمنہ کی خدمت میں رہا۔ اور بصرے میں اپنا
سامان بیچکر مکے کو روانہ ہوا اتفاقاً دوپہر کا وقت تھا۔ جو مکے کے میدان میں پہونچے۔ خدیجہ نے اپنے بالاخانہ
سے دیکھا کہ ایک دو شتر سوار چلے آتے ہیں۔ اور ایک کے سر پر دو مرغ سایہ کرتے ہیں

یہ تماشا دیکھ کر مشتاق ہو کر کہنے لگی کہ خدا کرے یہ دونو مسافر میرے مکان پر اُتریں جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میسرہ آ پہونچے۔ اور اُس نے جو کچھ احوال مرغوں کے سایہ کرنیکا اور طعام میں برکت ہونیکا اور نسطورا کی تعریف کرنے کا سُنا اور دیکھا تھا کہ سُنایا خدیجہ کے دل میں محبت سید المرسلین م کی راسخ ہوئی اور ارادہ نکاح مصمم کیا ہر چند کہ اشراف قریش بسبب حسن اور شرافت اور مال کے خدیجہ کے نکاح کے مائل تھے لیکن تقدیر ازلی اُس بی بی کے نصیب میں تھی کہ یہ سعادت دارین اُس کو ملی بعد دو مہینے کے اس سفر سے خدیجہ نے ایک عورت کو رازدار اپنا بنا کر بھیجا اُس نے حضرت کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نے تجکو جمال ظاہر اور کمال باطن عنایت کیا۔ تو کس واسطے نکاح نہیں کرتا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سامان نکاح کا بالفعل موجود نہیں اُس عورت نے کہا۔ کہ اگر کوئی بی بی صاحب حسب و نسب پیدا ہو اور یہ سب بار اپنے اوپر اُٹھالے۔ اور اپنا مال و جمال تیرے نذر کرے۔ تو تو قبول کرے گا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کون ہے۔ کہا وہ خدیجہ خویلد کی بیٹی ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ اس کام میں کس کو وسیلہ کروں۔ وہ بولی کہ میں اس مہم کی درستی کرونگی اور اس پیوند کو وصل دیکر مستحکم بناؤنگی۔ جب خدیجہ نے یہ مژدہ سُنا تو ورقہ بن نوفل کو حضرت کے پاس بھیجا اور کہلایا اپنے اقربا میں سے جو صاحبان عزت ہیں اُن کو بھیجو حضرت حمزہ تشریف لیگئے اور یہ بات تقرر پائی۔ پھر ابو طالب اور ارکان قوم حاضر ہوئے اور خطبہ نکاح کا کمال فصاحت اور بلاغت سے پڑھا۔ اور مہر موجل کے ضامن ہوئے اور طرف ثانی سے ورقہ بن نوفل نے نہایت سلاست اور لطافت سے خطبہ سُنایا بعد اُس کے ایجاب و قبول کا صیغہ عمل میں آیا پھر ابو طالب کو رسول اللہ م کی فراغت معیشت سے فرحت حاصل ہوئی جب حضرت کی پینتیس برس کی عمر شریف ہوئی تو قریش نے کعبہ بنانے کا ارادہ کیا سبب اُس کا یہ تھا کہ حضرت ابراہیم کی تعمیر میں کعبے کی چھت نہ تھی بلکہ صرف چار دیواری تھی اور ریل کے پانی سے بنیاد دیواروں کی سُست ہو کر گرنے کے قریب آ پہونچی تھی اتفاقاً ان دنوں میں ایک عمدہ جہاز رُوم کا جدے کے پاس آ کر ٹوٹ گیا قریش نے یہ خبر سنکر غنیمت جانا اور ولید بن مغیرہ نے جدے میں جا کر اُس جہاز کی لکڑیاں خریدیں کاریگروں کو جمع کیا۔ اور چھت بنانے کی تجویز کی اور یوں مقرر کیا کہ موافق حضرت ابراہیم کے بنا کے بناویں کم و بیش نہ کریں لیکن خرچ نے وفا نہ کی کہ موافق بنائے ابراہیم کے تیار کریں ناچار ہو کر حطیم کو اُس بنا سے نکال ڈالا۔ چنانچہ آج تک حطیم کعبے سے باہر ہے اور طواف کرتے وقت حطیم کو درمیان میں لیکر طواف کرتے ہیں۔ پھر چاروں طرفوں کو

قبائل عرب پر تقسیم کرکے بنانا شروع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پتھر پہنچانے میں سب کے ساتھ شریک رہتے تھے جب حجر اسود رکھنے کا وقت آیا تو قوم قریش میں مخالفت ہوئی ہر ایک چاہتا تھا کہ یہ سعادت ہم حاصل کریں ہر ایک اپنی فضیلتیں بیان کرتے تھے اور حجتیں قائم کرتے تھے یہانتک کہ نوبت خانہ جنگی پر اور کشت وخون پر پہونچی۔ ولید بن مغیرہ نے جو قریشوں میں بزرگ اور بوڑھا تھا جوانان قریش کو قتل وقتال سے منع کرکے یوں صلاح ٹھیرائی کہ کل فجر کو جو سب سے آگے بنی شیبہ کے دروازے سے حرم میں آوے وہ ہمارا سب کا حاکم ہے اس حکم پر سب راضی ہوں اتفاقاً فجر کو سب سے اول محبوب خاص الہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سب لوگوں نے نہایت خوشی سے آپکو حاکم بنایا اور فرمایا محمد صحیح جو کچھ کرے تو حکم ہمارا حاکم ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک کو بچھایا اور حجر اسود چادر میں رکھکر فرمایا کہ ہر ایک قبیلے سے ایک ایک آدمی کو اختیار کرو جو اس چادر کا کونہ پکڑے تا سب قوم اس سعادت سے محروم نہ رہیں۔ جب سب نے اس طور سے چادر کو پکڑا دیوار کے پاس لیگئے تب اُس شاہ انبیا نے کہا کہ میں اب تم سب کی وکالت کرتا ہوں حجر اسود کو اُٹھا اپنے دست حق پرست سے اسکے مقام پر رکھدیا سب لوگ خوشی سے بیٹھ گئے اور نزاع اُٹھ گئی

ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے کا اور پیغمبری پانیکا

جب نبوت کی صبح کے روشن ہونے کا وقت نزدیک ہوا اور علامتیں رسالت کی ظاہر ہونے لگیں۔ تو اول اچھی اچھی خوابیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنے لگے جو خواب دیکھتے تھے سو اُس کا اثر بعینہ ظاہر ہوتا تھا اور اکثر پھرتے چلتے وقت پتھر یا درخت میں آواز آتی تھی اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اور سبب اُسکا یہ تھا کہ اگر یکبارگی جبرئیل امین وحی لیکر نازل ہوتے تو جثۂ بشری کو طاقت تحمل کی نہ ہوتی۔ اور ان باتوں کے سبب سے دل کو وحی سے اور الہام سے اُنس ہوتا ہے اور قوت حاصل ہوکر ملائک سے الفت ہو جاتی ہے اُن دنوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہائی پسند ہوتی تھی۔ اور لوگوں سے کنارہ۔ اور کئی روز کا توشہ ساتھ لیکر کوہ حرا میں جو مکے سے تین کوس ہے جاتے تھے۔ اور وہاں ایک غار تھا۔ تین گز لمبا اور سوا گز چوڑا اُس غار میں عبادت کیا کرتے تھے چھ مہینے اسی طریق سے گذرے۔ بعد اُس کے ر رمضان کی سترھویں تاریخ دوشنبے کے دن حضرت جبرئیل امین فرمان رب جلیل کا لیکر آئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر لیٹے تھے پیچھے سے آن کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھ کر سیدھے بیٹھ گئے اور ادھر اُدھر نظر کی کوئی نظر نہ آیا پھر لیٹے دوسری بار آن کر

پھر متنبہ کیا اور کہا۔ ثُمَّ یَا مُحَمَّدُ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو ایک شخص عظیم القامت پاکیزہ صورت نظر آیا کہ زمین سے آسمان تک اُسکا جسم محیط ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کہ مَنْ اَنْتَ رَحِمَكَ اللّٰهُ کون ہے تو رحمت کرے تجھپر اللہ تعالی۔ کہا میں جبرئیل ہوں اور حضرت سے فرمایا کہ اقرأ یعنے پڑھ۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو کچھ پڑھا نہیں ہوں پھر جبرئیل امین نے حضرت کو پکڑا اور ایسا دبوچا کہ طاقت نہ رہی پھر چھوڑ کر کہا کہ پڑھ تو پھر حضرت نے فرمایا میں پڑھا نہیں ہوں پھر ایسا دبوچا کہ بیطاقت ہوگئے جب تیسری بار یہی معاملہ گذرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا پڑھوں؟ تب حضرت جبرئیل نے کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ پھر جبرئیل نے غار سے اپنا پر ایک مکان میں ملا وہاں ایک پانی کا چشمہ پیدا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو سکھایا پھر جبرئیل امام ہوئے اور حضرت ماموم ہوئے۔ دو رکعت نماز پڑھائی پھر جبرئیل علیہ السلام تو غائب ہوگئے وہاں سے حضرت اُن آیتوں کو پڑھتے ہوئے خدیجہ کے پاس آئے نہایت خوف و رعب سے دل مطہر کانپتا تھا حضرت خدیجہ نے آنکر حضرت کو بغل میں پکڑا اور کہا کہ چشم بد دور جمال مبارک نہایت مصفی ہے اور صفا ہے چہرہ مبارک نہایت اعلی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل کانپتا ہے مجکو کپڑوں میں دبا خدیجہ نے اُس حبیب اللہ کو مانند کلیم اللہ کے گلیم میں چھپایا حضرت نے بعد زوال خوف کے اُن آیتوں کو پڑھ کر سنایا۔ اور فرمایا کہ مجھپر ایسے احوال عارض ہوتے ہیں شاید میں زندہ نہ رہونگا۔ اُس کاملہ زمان اور علامہ دوران نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کی کہ قسم ہے خدا کی وہ تجکو خواری اور ہلاکت میں نہ ڈالیگا اسواسطے کہ تو مہمان نوازی اور درویشوں کی کارسازی کرتا ہے اور اپنی خوے نیک سے سب کو راضی رکھتا ہے پھر خدیجہ حضرت صلعم کو ساتھ لیکر ورقہ بن نوفل کے گھر جو اُنکا چچازاد بھائی تھا لے گئیں ورقہ بن نوفل توریت اور انجیل کو عبرانی میں اور عبرانی سے عربی میں ترجمہ کرتا تھا اور اُن کتابوں کے دیکھنے سے پیغمبر آخر الزمان کا مشتاق تھا خدیجہ نے کہا کہ اپنے بھتیجے کا احوال گوش دل سے سن اور اُسکی تسلی دے ورقہ نے کہا اے بھتیجے کہو کیا دیکھا تھا اور کیا سنا حضرت نے تمام احوال مع اُن آیتوں کے سنایا ورقہ نے اپنی زبان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف میں کھولی۔ کہ مبارک باد تجکو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جبرئیل امین ناموس اکبر ہے کہ موسی اور عیسی علیہما السلام پر نازل ہوتا تھا اب تیری نوبت پہنچی ہے یقین جان تو نبی آخر الزمان و خاتم پیغمبران ہے۔ بیشک تو بادشاہ زمین و آسمان کا ہے

سردار ہمہ مقرباں ہے ٭ مقصود ہے امر کن سے تو ہی ٭ تو روح روان انس وجاں ہے ٭ اور کہا اے افسوس میں
جوان ہوتا اور میرا بدن توانا ہوتا جب تیری قوم تجکو مکے سے نکالتی تو میں تیرے ساتھ شریک دل وجان
ہوتا حضرت نے فرمایا کہ قوم کے ہاتھ سے میرے نکالنے کی بھی نوبت پہونچیگی ورقہ نے کہا کہ جس کے پاس ناموس
اکبر آتا ہے اور وہ شخص دعوت رسالت شروع کرتا ہے تو بیشک قوم اسکی دشمن ہوتی ہے جب ورقہ کی باتوں سے
حضرت کی تسلی ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گھر کو آئے پھر چند مدت وحی آنے میں دیر ہوئی
اسواسطے خاطر مبارک نہایت غمگین رہتی تھی یہاں تک کہ ایک روز بہت غم سے پہاڑ پر چڑھے اور چاہا کہ
اپنے تئیں پہاڑ سے گرا دیں اتنے میں ایک آواز سنی دیکھتے کیا ہیں کہ جبرئیل امین درمیان آسمان و زمین
کے ایک کرسی پر بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے محمد تو رسول برحق ہے اس بات کے سننے سے حضرت سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلے ہوئی لیکن جبرئیل کی شکل عظیم کے دیکھنے سے بہت رعب دل میں آیا اور گھر آن کر
کپڑوں سے لپٹ کر پڑ رہے پھر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیت پڑھی یَا اَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ
فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ یعنے اے کپڑوں میں لپٹنے والے اٹھ اور لوگوں کو ڈرا اور اللہ کی بڑائی کر۔
جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم امت کے ڈرانے کا اور رسالت کے پہونچانے کا ہوا پہلے خدیجہ رضی اللہ
عنہا کو اس حال سے آگاہ کیا اس بی بی سعادتمند نے فی الفور اسلام کیا بعد اس کے امیر المومنین ابن عم رسول
زوج بتول مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے کہ عمر ان کی آٹھ برس کی تھی حلقہ ایمان کا اپنے کانوں میں ڈالا۔ پھر
پیشواے ارکان تحقیق اور سر حلقہ صاحبان تدقیق یعنے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان دنوں میں یمن کی
طرف تجارت کو گئے تھے وہاں ایک راہب نے کہ جسکی عمر تین سو برس کی تھی ابوبکر صدیق کو دیکھا۔ اور
قوم اور نسب پوچھی اور ایک خال سیاہ انکے ناف پر اور ایک نشانی ران پر دیکھ کر کہا جب تو وطن کو پہونچے
تو پیغمبر آخر الزمان پیدا ہوا ہوگا۔ اور بالغ مردوں سے اول سب سے پہلے تو ایمان لاویگا۔ جلد جا اور اس دولت
کو مت گنوا حضرت ابوبکر جب مکے میں پہنچے تو اول ابوجہل اور عقبہ بن ابی معیط سے ملاقات کر کے کہا کہ
کچھ خبر تازہ ہے وہ بولے ہاں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب دعوی نبوت کا کرتا ہے۔ اور تیرا بڑا دوست ہے تو جا کر
اس کو نصیحت کر اور اس بات سے باز رکھ اور اس فتنے کی آگ کو بجھا ابوبکرؓ نے قریش کو تسلی دیکر سیدھے حضرت
کے مکان پر جا کر احوال منلج دہاج کا پوچھا حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے ابو قحافہ کے بیٹے جان تو کہ میں رسول خدا
ہوں اور تمام خلق کا رہنما۔ اسوقت کو غنیمت جان اور بالغان امت سے پہلے مسلمان ہو ابوبکر نے کہا کہ تمہارا

معجزہ کیا ہے جو احوال کہ راہب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرف بحرف بیان کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ حیران رہ گئے کہ تجھکو یہ حال کس نے کہا فرمایا کہ ابھی جبرئیل نے مجکو یہ خبر پہونچائی۔ ابوبکر صدیق نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر حضرت صدیق کے اہتمام سے عثمان بن عفان اور زبیر بن العوام اور عبد الرحمٰن بن عوف اور طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص ایمان لائے اسی واسطے اُن کو سابق الاسلام کہتے ہیں۔ پھر تو وحی آنا شروع ہوئی اور لوگ اسلام لانے لگے۔ جب تک حضرت بتوں کی بدی اور مذمت نہ کرتے تھے تب تک قریش حضرت کے متعرض نہ ہوتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ عبد المطلب کا پوتا آسمانی خبریں دیتا ہے جب حضرت نے بحکم الٰہی اُن کے جھوٹے خداؤں کا عیب بیان کرنا شروع کیا اور زبان طعنہ کی دراز کی۔ سرداران عرب نے عداوت کی تلواریں میان سے کھینچیں اور مسلمانوں کو ایذا دینا شروع کیا بلکہ ابولہب اور ابوجہل دعوت کے وقت جاتے تھے اور پیچھے سے پتھر چلاتے تھے۔ اور تکذیب کرتے تھے غرض دس برس تک مکہ میں جب سے دعوت برملا شروع کی کیسی کیسی ایذا اور ہزاروں طرح کی بے ادبیاں اور قسم قسم کے رنج اُٹھائے اور بڑے بڑے القاب مانند ساحر اور شاعر اور مجنون کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنے اور غریب اصحابوں پر طرح طرح کے عذاب گذرے کہ جن کے بیان کرنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں القصہ جب معاملہ کافروں کے ظلم کا مسلمانوں کے ساتھ حد سے گذرا۔ تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے اصحابوں کو ہجرت کا حکم دیا تو رجب کے مہینے میں گیارھویں تاریخ گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حضرت کی صلاح سے حبش کی طرف ہجرت کی اور نجاشی نے جو بادشاہ حبش کا تھا۔ اُن لوگوں کی بہت حمایت کی اور مکان اُترنے کو دیا۔ اور اصحابوں کی آرام سے گذرنے لگی۔ جب قریش نے خبر پائی تو عمرو بن العاص کو معہ چند آدمیوں کے حبش کے بادشاہ کے پاس معہ چند تحائف بھیجا۔ تو وہ اصحابوں کو بادشاہ سے کہہ کے ذلیل کروا دیں اور حبش سے نکلوا کر مکے میں لے آویں بادشاہ نے اُنکا یہ قبول نہ کیا ہرچند اُنہوں نے اعیان وارکان کے وسیلے اُٹھائے مگر نجاشی نے اصحابوں کو نہ دیا اور وکیلان قریش کو خائب وخاسر پھیر دیا اور چھ برس بعد نبوت کے حضرت کے چچا امیر حمزہ مسلمان ہوئے کیفیت اُنکی یوں ہے کہ ایک روز حضرت حمزہ شکار سے پھرے آتے تھے جب کعبہ کا طواف کرنے لگے ایک باندی نے امیر حمزہ سے کہا کہ آج ابوجہل نے محمد صلے اللہ علیہ کو اسطرح کی ایذا دی اور عجب ہے کہ محمد رسول اللہ نیر اکبر تجا ہے اور رضاعی بھائی ہو تم جیتے ہو اور اسکو یہ ایذائیں پہونچتی ہیں حضرت امیر حمزہ کو غیرت آئی اور مارے غضب کے

بوجہل کے پاس جاکر ایک کمان اُسکے سر پر ایسی ماری کہ اوندھا گر گیا اور سر خون آلودہ ہو گیا اور کہا میں نے دین محمدؐ کا قبول کیا ہے اور تو اُس کو ایذا دیتا ہے اور وہاں سے گھر جاکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کلمۂ شہادت کا پڑھا اور مسلمان ہوئے حضرت حمزہ کے ایمان لانے سے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ویسی ایذا نہ دیسکتے تھے جیسی پہلے دیتے تھے اور دین اسلام کی بہت مضبوطی ہوئی الحمدللہ بعد اُس کے حضرت عمر ایمان لائے اور کیفیت اُسکی یہ ہے کہ ایک روز قریش پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دفع کرنے کی مصلحت کرتے تھے اور اس فکر میں بیٹھے تھے کہ حضرت عمر آئے اور اُنکی تجویز سنکر بولے کہ تمہاری یہ مشکل میں کھولونگا۔ سب نے کہا کہ اسمقدمہ میں ہم کو تجھسے بہتر دوسرا نظر نہیں آتا حضرت عمر تلوار گلے میں ڈال کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کی طرف روانہ ہوئے رستے میں سعد ابی وقاص نے اُن سے پوچھا کہ کہاں جاتا ہے جواب دیا کہ جاتا ہوں محمدؐ کو قتل کردوں اور قریش کی مصیبت کو سہل کروں سعد نے کہا کہ تیرا کیا مقدور ہے کہ اُن کو مار سکیگا عبد مناف کی اولاد تجھ کو کیونکر چھوڑیگی حضرت عمر نے کہا کہ اول تجھکو مارونگا غرض قریب تھا کہ اُن دونو میں تلوار چلے مگر سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ تیری بہن فاطمہ اور بہنوئی سعد بن زید مسلمان ہو چکے ہیں اول اُنکو دفع کر پھر محمد رسول اللہ کے پاس جا دیکھیو حضرت عمر یہ بات سنتے ہی بہن کے گھر گئے اتفاقاً اُس وقت ایک اصحاب جناب بن الارث بھی اُسوقت اُنکے تئیں سورہ طٰہٰ کی تعلیم کرتے تھے حضرت عمر یہ آواز سنکر بہت غصہ ہوئے اور دروازہ ٹھوکا وہ اصحاب تو مارے ڈر کے ایک کونے میں چھپ گئے جب دروازہ کھولا تو حضرت عمر غضبناک آنکر بیٹھے پوچھا تم کس شغل میں تھے اُنہوں نے احوال ظاہر کیا حضرت عمر نے سعد بن زید کو پچھاڑا اور قریب تھا کہ اُنکو مار ڈالیں۔ بہن اُنکی لپٹ گئیں اور کہا کہ ای دشمن خدا شرماتا نہیں ہے کہ اور دوستان خدا کو عذاب دیتا ہے اگر مرد ہے تو مسلمان ہو جا اور کافروں کو مار یہ بات بہن کی حضرت عمر کے دلپر موثر ہوئی اور کہا کہ وہ کلام جو تم پڑھتی تھیں۔ پھر پڑھو جو میں اسمیں فکر کروں تب آمنہ بنت خطاب جو دوسری بہن تھی اُس نے کہا شرط یہ ہے کہ تو غسل کر اور اسوقت آنکر اس صحیفے میں نظر کر جب عمر نے غسل کیا تب آمنہ مومنہ نے صحیفہ بھائی کے ہاتھ میں دیا اُسمیں لکھا تھا طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی اِلَّا تَذْکِرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی تا بہ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی پڑھا حضرت عمر نے سُنکر بے طاقت ہو کر کہا کہ جس خدا کا یہ کلام ہے تو تو لائق نہیں کہ اُسکی عبادت میں قصور کرے فی الفور اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ زبان پر جاری کیا پھر جناب بن الارث رضی اللہ عنہ گھر کے گوشے سے تکبیر کہتے ہوئے نکلے اور کہا حقتعالیٰ نے تیرے حق میں پیغمبر کی دعا قبول کی اور

یہ سعادت تجکو حاصل ہوئی کل حضرت نے یہ دعا کی تھی کہ یا الٰہی عمر بن ہشام اور عمر بن خطاب میں سے جو شخص
تیرے نزدیک محبوب ہو اُسکے سبب سے اسلام کو عزت بخش عمر بن ہشام ابوجہل کا نام ہے - پھر اصحاب کے
ساتھ ہو کر سید عالم کی حضور میں روانہ ہوئے عمر نے قدم اندر رکھا پیغمبر خدا نے صحن تک استقبال کیا - اور عمر
کا بازو پکڑ کر بلایا اور پوچھا کہ کسواسطے آیا ہے حضرت عمر نہایت کانپنے لگے - اور کہا یا رسول اللہ مسلمان ہونے
آیا ہوں فرمایا کہو لآ اِلٰہ اِلّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ حضرت نے کلمہ طیب اخلاص سے پڑھایا - حاضرین مجلس
نے ایسی بلند آواز سے تکبیر پڑھی کہ غلغلہ اُس کا مکے والوں کے کان میں پہونچا پھر حضرت عمر نے عرض کی یا رسول
اللہ لایق نہیں کہ لات و منات بر ملا پوجے جاویں اور اس دین کو پوشیدہ رکھیں آپ بے تشویش باہر نکل کر
تبلیغ رسالت کیجیے حضرت معہ اصحاب وہاں سے نکلکر مسجد حرام کو چلے حضرت عمر شمشیر برہنہ بانند غلامان فدائی
کے آگے ہوئے سبحان اللہ صیاد آپ ہی شکار ہوئے جب قریش نے عمر کو دیکھا تو سوال کیا کہ تیرے پیچھے کیا ہے
بولے لآ اِلٰہ اِلّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ جو کوئی تم میں سے حرکت بیجا کریگا تو یہ تلوار ہے اور اُسکا خون ہے حضرت
سید کائنات نے دلجمعی سے طواف کعبے کا کیا اور نماز آشکارا پڑھی اسلام کو قوت حاصل ہوئی جب دسواں سال
نبوت کا شروع ہوا تو ابوطالب نے وفات پائی کہتے ہیں ابوطالب نے مرض الموت میں سب اولاد اقارب کو
بلاکر تاکید کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں قصور مت کرو اور جان و دل سے حاضر رہو راہ راست
پاؤگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا تو اوروں کو باتوں پر بلاتا ہے تو کسواسطے نہیں اجابت کرتا جواب
دیا اگر آگے سے توحید اختیار کرتا تو مناسب تھا اب اگر اسلام لاتا ہوں تو لوگ کہیں گے ابوطالب نے موت سے ڈر کر
ایمان قبول کیا ہر چند رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے چچا ایک بار کلمہ کہدے جو میں قیامت میں تیری گواہی دونگا کچھ مفید
نہوا آخر کو مرتے وقت بولے کہ عبدالمطلب کے طریق پر دنیا سے جاتا ہوں اور اسی حال میں تین دن کے بعد خدیجہ نے بھی
دنیاے فانی کو چھوڑا رسول اللہ صلعم کے تئیں غم پر غم زیادہ ہوا اسی واسطے اُس سال کا نام عام الحزن رکھا -
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت مرگ حضرت خدیجہ سے فرمایا تھا کہ تجکو بشارت دیتا ہوں کہ بہشت برین میں میرا
تو قبیلہ ہوگی - بعد اُس کے اس جہان سے رحلت کی اور عمر خدیجہ کی اسوقت میں پینسٹھ برس کی تھی

بیان ابتداے اسلام مدینے کے انصار کا

گیارھواں برس نبوت کا جب شروع ہوا تو اُس موسم میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ قبائل
عرب میں جاتے تھے اور دین کی دعوت کرتے تھے - اتفاقاً چھ آدمی مدینے کے سعد بن زرارہ عوف بن الحارث

مرہ بن عامر وغیرہ حضرت سے ملے اور انہوں نے مدینہ میں سنا تھا کہ ایک پیغمبر قریش میں پیدا ہوگا اور اُس کے ظہور کا وقت نزدیک آیا ہے جب ملازمت میں بیٹھے بصدق اعتقاد سے دامن دولت حضرت کا پکڑا اور سب اہل مدینہ آگے ایمان لائے اور مدینہ میں جا کر اسلام کی دعوت پھیلائی اور اسلام کے قاعدوں کی مضبوطی کی یہانتک کہ رسول اللہ کا نام اور پیغام اور وصف تمام مدینہ کے رہنے والوں کو ورد زبان ہوگیا۔ اور لوگ ایمان لانے لگے

ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج شریف کو تشریف لیجانے کا

مسلمانوں کو اعتقاد کرنا اس بات کا لازم ہے کہ معراج رسول اللہ کا بیداری میں ہوا ہے اور علم ریاضی والے جو آسمان کے پھٹنے اور ملنے کے قایل نہیں معراج جسمی سے منکر ہیں اور حقیقت میں منکر معراج کا کافر ہے معراج کا منکر قرآن مجید کا منکر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا الخ اور خواب میں کہنا معراج کا غلط ہے اگر خواب میں مراد ہوتا تو کافر انکار نہ کرتے اور معراج کی رات ستائیسویں رجب کی ہے اُس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمہانی کے گھر میں جو ابو طالب کی بیٹی تھیں آرام فرماتے تھے کہ جبرئیل امین حضور سے رب العالمین کے نازل ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور مسجد حرام میں آنکر وضو کیا اور سات بار طواف کیا پھر جبرئیل امین نے براق حاضر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسپر سوار ہوئے اور جبرئیل اُنکی رکاب میں بیت المقدس کو روانہ ہوئے اور سیر براق کی ایسی تیز تھی کہ جہانتک آدمی کی نظر جاتی تھی وہاں اُسکا قدم پہونچتا تھا بیت المقدس کے پاس جو پہونچے تو ایک فوج فرشتوں کی خدا کے حکم سے استقبال کو آئی۔ اور سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم براق سے اُترے جس حلقہ سے پیغمبر اپنے مرکب باندھتے تھے براق کو اُس سے باندھا اور مسجد میں جماعت انبیاء سے ملاقات ہوئی سب نے آپکو امام کیا اور تحیۃ المسجد ادا کی بعد نماز کے حضرت جبرئیل امین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صخرہ بیت المقدس کے پاس لیگئے وہاں ایک زینہ صاف اور روشن صخرے سے آسمان تک ظاہر ہوا پھر براق پر سوار ہو کر اُس زینے پر گذرے اور بعضے کہتے ہیں کہ جبرئیل وہاں سے پروں پر سوار کرکے لیگئے جب آسمان پر پہونچے اور دروازہ مارا ملائک نے پوچھا تم کون ہو بولے میں جبرئیل ہوں اور میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مرحبا و اہلا کہکر دروازہ کھولا آسمان اول میں آدم علیہ السلام کو دیکھا جبرئیل نے کہا یہ تمہارے باپ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا آدم نے فرمایا مرحبا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ اسیطرح ہر ایک آسمان کے فرشتوں سے جواب و سوال ہوا کیے اور عیسیٰ کو دوسرے آسمان میں اور یوسف کو تیسرے میں اور ادریس کو چوتھے آسمان میں اور موسیٰ کو چھٹے آسمان میں دیکھا ابراہیم سے ساتویں آسمان پر ملے

پھر سدرۃ المنتہیٰ میں پہونچے کہ جبرئیل علیہ السلام کا مکان اُس کے سایہ میں ہے وہاں سے بہشت میں جا کر حور و قصور اور مکانات معمور کی سیر کی بعد اُس کے دوزخ کا احوال اور زور و شور اُسکا ملاحظے میں آیا بعد اُسکے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزرائیل قابض الارواح کے مکان پر گذرے اُنہوں نے بہت تعظیم کی لیکن خوشی مطلق اُن کے چہرے سے ظاہر نہوئی حضرت نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون شخص ہے کہ ملاقات کیوقت اسکی پیشانی کی گانٹھ نہ کھلی جواب دیا کہ یہ عزرائیل ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے اُسکو پیدا کیا ہے کبھی چین اسکی جبین سے نہ کھلی سید عالم نے جبرئیل سے کہا کہ مجکو ذرا اُس کے پاس لیچل میرا اُس سے ضروری کام ہے۔ عزرائیل کے پاس گئے تو حضرت صلعم نے اُس سے کہا کہ اے خدا کے مقرب بایں تجھ سے یہ آرزو رکھتا ہوں کہ میری اُمت کیساتھ نرمی اور آسانی کیجیو عزرائیل نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجکو قسم ہے اُس احد کی کہ جسنے مجکو پیغمبری کا خلعت پہنایا ہے کہ ہمیشہ دن رات مجکو حضرت احدیت سے ہزار بار آواز آتی ہے کہ اے عزرائیل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے نرمی کیجیو بعد اس کے جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتویں آسمان سے بقدر پانسو برس کی راہ کے آگے جا کر توقف کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آج میں تیری طفیل سے اس مکان تک پہونچا و الا میرا مقام مقرری یہی سدرۃ المنتہیٰ ہے اُس سے آگے مجال جانے کی نہیں رکھتا ہوں اگر آگے ذرا بڑھوں تو جل جاؤں وہاں سے رفرف پر سوار ہوئے اور حجاب نورانی و ظلمانی طے کر کے عرش کے پاس تک پہونچے وہاں سے رفرف بھی رہا اور تائید الٰہی کے مرکب پر سوار ہو کر عرش معلےٰ سے گذر کر خلوت دنیٰ فتدلیٰ میں پہونچے حضور سے خطاب ہوا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت ذاتی سے اُمتی اُمت کو سلامتی حق میں شامل کر کے عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اُس رات جناب الٰہی نے ہزار بار اپنے حبیب کو محبت سے فرمایا یَا مُحَمَّدُ اُدْنُ مِنِّی یعنی اے محمد نزدیک ہو مجھ سے محققین نے لکھا ہے کہ ہر بار کے پکارنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترقی ہوتی تھی یہاں تک کہ مقصد قاب قوسین او ادنیٰ تک پہونچے اور دیدار اُس پروردگار بیچون کا دیکھا پھر ہزاروں نکتے باریک اسرار توفیق سے کام جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں پہونچے اور احوال اُن بھیدوں کا کسی کو سوائے اُن کے نہیں کھلا کہ فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰی یعنے جو کچھ کہا سو کہا خلاصہ کلام ہے کہ تمام مقصد اور مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاطر خواہ درست ہوئے اور مقام وَصَلَ الْحَبِیْبُ اِلَی الْحَبِیْبِ کا ملا وہاں سے رخصت ہو کر بیت المقدس میں آئے پھر اُس جگہ سے اُمہانی کے دولت خانہ سعادت آشیانہ میں پہونچے جامہ خواب یعنی بچھونا حضرت کا تب تک

گرم تھا کچھ یہ اللہ ہی کا کرم تھا جو اللہ کہ ہر بندے کی نظر ایک پل میں آسمان کو پہونچا دیتا ہو اگر جسم محمدی صلعم کو کہ تمام عالم کی تپلی ہے ایک دم میں لیجا کر پھیر لے آوے تو کیا عجب ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے دین کی باتوں پر عقیدہ مضبوط رکھیں اور خدا کی قدرت کو بڑی جانیں بعد اُس مبارک رات کے فجر کو اتفاقاً ابوجہل نا اہل سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی تو وہ بسخر الطریق تمسخر کے بولا ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم کچھ خبر تازہ آسمانی بھی آئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ احوال معراج کا کہہ سُنایا وہ ملعون سُنکر عجب میں آیا اور وہانسے جلتے ہی حضرت ابوبکر صدیق سے کہا کہ اگر اپنے یار کی آج باتیں سنو تو تعجب کروگے وہ کہتا ہے کہ میں ایک رات میں بیت المقدس گیا اور یہ یہ کچھ دیکھا اس بات کو تو یقین کریگا۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ میں تو اس بات سے زیادہ عجب بات پر انکی ایمان اور تصدیق لایا ہوں اور ہر روز آسمانی خبر کے آنے جانیکا اعتقاد رکھتا ہوں اگر خود گئے اور آئے تو کیا عجب ہے اُسی روز سے حضرت ابوبکر کا لقب صدیق ہوا یعنے خود بخود عالم اُن کو صدیق کہنے لگا۔

ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکے سے طرف مدینہ کے ہجرت کرنیکا

جب مدینہ والوں کے اسلام کا احوال حبش کے مہاجرین کو پہونچا تو بہت لوگ حبش سے مدینے کی طرف متوجہ ہوکر حضرت ابوبکر صدیق رضے اللہ عنہ نے بھی رخصت چاہی کہ مدینے کی طرف ہجرت کرجاویں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کرو شاید ہماری تمہاری رفاقت ہو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور دو اونٹ لیکر پالنا شروع کیا کہ جلد تیار ہوجاویں اور اُسی سال میں حج کے موسم میں قریب تین سو مرد اور عورتیں مدینے سے مکے میں آئیں انہیں سے ستر آدمیوں نے اتفاق کیا اور عقبہ میں جاکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اُس کو بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم اُس عہد کی مضبوطی کے واسطے رات کیوقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیکر عقبہ میں تشریف لیگئے اور دونو طرف سے قول و قرار ہوکر بنیاد اُس کام کی مستحکم کی اور بارہ آدمی اُن ستر آدمیوں میں نقیب انصار کے مقرر ہوکر ہر ایک نقیب کو ایک ایک قبیلے کے واسطے مقرر فرمایا جب اُس قول و قرار اور بیعت کی خبر قریش کو پہونچی وہ نہایت بیقرار ہوگئے اہل مدینہ کی تلاش کرنے لگے لیکن انصار اپنے وطن کو روانہ ہوچکے تھے جب اصحاب کو جانے امن مکے سے نزدیک میسر نہوتی اور ایذا قریش کی حد سے زیادہ گذری بیخبر سب غریب اصحاب حضرت صلعم کی اجازت سے مدینہ کو ہجرت کر گئے بعد اُس کے حضرت عمر بھی بیس جوان لیکر مدینے کو گئے قریش کے کافروں نے جو دیکھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابوں کو بھاگنے کا ٹھکانا ملا اُن کو ڈر پیدا ہوگیا کہ ایسا نہو محمد صلی اللہ

صفا کو اپنا ردیف کیا اور دوسرا اونٹ عامر و عبداللہ کو دیا اور روانہ ہوئے اور تمام رات اور دن دوپہر تک چلے پھر جنگل میں ایک پتھر کے سایے تلے دم لیا۔ دوسرے دن قدید کی منزل میں ام معبد کے خیمے پر گذر ہوا وہاں مقام کیا۔ ہر چند کہ وہ بی بی اس ضلع میں سخاوت اور احسان سے مشہور تھی۔ لیکن اس سال بسبب قحط سالی کے نہایت تنگی میں مبتلا تھی مہمانوں نے گوشت اور خرمہ طلب کیا اسنے زبان عذر کی کھولی نہایت عجز سے بولی کہ ہمارا حال اس سال میں تنگ ہے والا مہمانداری میں قصور کرنا اپنے نزدیک بہت ننگ سمجھے ناگاہ نظر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیمے کے کونے میں ایک بکری پر پڑی۔ کہ مانند چشم محبوب کے بیمار اور مثل جسم عاشق کے زار و نزار تھی۔ فرمایا کہ اس میں کچھہ دودھ ہے وہ بولی۔ کہ یہ تو اپنی جان سے حیران ہے تم دیکھو جو دودھ ہے تم پر تصدق ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا نام لے کر دست مبارک اس بے زبان کے پستان پر پھیر افی الفور بکری کے تھن بھر آئے۔ اتنا دودھ دوہا کہ حاضرین مجلس نے سیر ہو کر پیا اور ایک بڑا باسن لبریز کر کے ام معبد کو دیا۔ اور وہاں سے آگے روانہ ہوئے۔ بعد ان کے جانے کے ابو معبد جو صاحب خانہ تھا جنگل سے آیا۔ اور باسن دودھ سے بھرا دیکھکر متعجب ہو کر پوچھا۔ تب ام معبد نے جواب دیا کہ ایک عالی ہمت نے ہمارے گھر کو مشرف کیا اور اس کے دست حق پرست کی یمن سے برکت حاصل ہوئی ابو معبد نے پوچھا کہ تو جمال اس باکمال کا بیان کر ام معبد نے بلفظ فصیح اور بیان ملیح کچھہ صفت صورت اور وصف سیرت اس حضرت کا بیان کیا ابو معبد نے کہا کہ یہ وہی پیغمبر ہاشمی ہیں۔ کہ اس کی تلاش میں کفار قریش پھرتے ہیں افسوس ہیں نہوا کہ اس کی خدمت کو سعادت جانتا کہتے ہیں کہ وہ بکری اٹھارہ برس تک رہی صبح و شام اپنے پستانوں کے شربت خانے سے انکے ظروف لبالب کرتی رہی۔ ان دنوں مکے والوں نے تمام قبائل عرب میں اشتہار کیا تھا۔ کہ جو کوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوبکر صدیق کو پکڑ کر ہمارے پاس پہونچادیگا۔ تو سو اونٹ اس کو دیویں گے اتفاقاً سراقہ بن مالک بھی اپنی قوم میں بیٹھا تھا اور بڑی آرزو کرتا تھا۔ کہ اگر مجکو ملیں تو میں پکڑوں ناگاہ ایک شخص نے آن کر کہا کہ دریا کی طرف دو سواروں کی نشانی مجکو معلوم ہوئی کہ جاتے تھے شاید محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفیق ہونگے سراقہ نے ان کو دھوکا دیکر کہا کہ یہ بات جھوٹ ہے وہ کوئی اور لوگ تھے اور وہاں سے اٹھکر اپنے گھر آیا اور لونڈی سے کہا تو میرا گھوڑا فلانے ٹیکرے کے تلے لیکر آ اور آپ نیزے کو زمین پر کھینچتا ہوا چلا اور جلد گھوڑے پر سوار ہو کر دوڑایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو قرآن شریف تلاوت کرتے جاتے تھے اور التفات کسی طرف نکرتے تھے مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چاروں طرف دیکھتے آتے تھے کہ مبادہ کوئی دشمن ہماری طلب میں نکلا ہو سراقہ بن مالک سو اونٹ کے لالچ سے قریب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جا پہنچا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کیا گھوڑا اُس کا سر کے بل گر پڑا پھر تیر قمار کے نکال کر فال دیکھی وہ بھی اُلٹی پڑی اس پر بھی مارے حرص کے سوار ہو کر گھوڑا دوڑا کر ایسا نزدیک پہونچا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سنی ابو بکر صدیق نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہے کہ طالب ہمارے پاس آ پہونچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دشمن کا مت غم کھا۔ دوست ہمارے ساتھ ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی۔ اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا شَرَّہٗ بِمَا شِئْتَ یا الٰہی شر اس دشمن کی ہم سے کفایت کر جسطرح تو چاہے فی الحال دونوں ہاتھ گھوڑے کے طویلے کی میخ کی طرح زمین پر گڑ اور سراقہ گھوڑے سے اوندھا زمین پر گرا تب فریاد کی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جانتا ہوں ۔ کہ یہ بلا اثر تمہاری دعا کا ہے اب توجہ فرما کر میری مشکل آسان کر و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ الٰہی اگر یہ سچا ہے تو اسکے گھوڑے کو چھوڑدے فی الفور گھوڑے کے پاؤں زمین سے نکلے سراقہ کچھ سامان نذر کرنے لگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ کیا پھر اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر دینے لگا اور بولا کہ اس جنگل میں میری بکریاں اور اونٹ ملیں گے اس کی نشانی سے جو چاہیے کیجیے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہم کو اس کی کچھ حاجت نہیں ہے تو چلا جا اور ہمارا حال کسی سے مت کہیو۔ سراقہ نے وصیت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل وجان سے قبول کی اور راستے میں جو لوگ طالبین میں سے ملے سب کو پھیر لے گیا۔ کہ میں دور تک دیکھ آیا وہ نہیں تھے ۔

ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے پہونچنے کا

مدینے والوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متوجہ ہونے کی خبر آگے سے پہونچی تھی اسواسطے وہاں کے مسلمان ہر روز واسطے استقبال کے نکلتے تھے جب ہوا گرم ہوتی تھی تو پھر اپنے گھروں کو پھر جاتے تھے اتفاقاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہونچنے کے دن بھی آن کر پھر گئے تھے ۔ ایک یہودی اپنی چھت پر چڑھا تھا۔ اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے دیکھا کہ چلے آتے تھے بے اختیار پکارا کہ اے گروہ ! یہ تمہارا بخت کب جگے تم منتظر رہتے ہو آیا یہ خبر سنتے ہی مدینے میں غل مچا اور چھوٹے بڑے اپنے ہتھیار اور لباس سنبھال کر سوار ہو کر بڑی خوشی سے میدان کی طرف روانہ ہوئے اور شہر سے باہر جا کر قدمبوسی حاصل کی ۔ اور خوشیاں کرتے تھے اور کہتے تھے۔ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ جَاءَ نَبِیُّ اللّٰہِ اور ہر ایک چاہتا تھا کہ میرے مکان پر اُتریں حضرت بنی عمرو جو حضرت کو

رہتے میں ہوتے تھے اور عبدالمطلب کی ماں اسی قبیلے سے تھی سعد بن خثیمہ کے مکان میں بارھویں تاریخ ربیع الاول کے مہینے میں اُترے اور چودہ دن تک محلہ قبا میں توقف کیا۔ وہاں ایک مسجد کی بنیاد تقوے اور پرہیزگاری سے قایم کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تین روز کے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہونچنے کے محلہ قبا میں حضور میں پہونچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمر کے قبیلے سے سوار ہو کر مدینہ میں تشریف لائے پھر ہر ایک اُن سعادتمندوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُترنے کی تمنا اپنے مکان پر رکھتا تھا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُونٹ کی مہار چھوڑ دو۔ جہاں وُہ توقف کریگا۔ میں وہاں ٹھیر دُنگا۔ اتفاقاً وُہ اُونٹ جس جگہ کہ اب دروازہ مسجد کا ہے۔ خود بخود بیٹھ گیا وُہ مکان ابو ایوب انصاری کے گھر سے قریب تھا انھوں نے فی الفور اسباب اُتارا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسی مکان میں رونق افروز ہوئے وہاں ایک میدان تھا کہ مسلمان وہاں نماز پڑھا کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کہ یہ مکان کس کا ہے جواب دیا کہ یہ مکان دو یتیموں کا ہے ایک کا نام سہیل اور دُوسرے کا نام سہل مکان کا نام آبابہت سہل ہے اس مکان کی قیمت ہم اُن یتیموں کو دینگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نفرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بموجب حکم کے دس مثقال طلا دیکر اُس مکان کو خریدا اور سب اصحاب نے جمع ہو کر اپنے ہاتھوں سے مسجد کو تیار کیا۔ بعد اُس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو اور ابو رافع کو پانسو درم خرچ دیکر مکے کو بھیجا کہ صاحبزادیوں کو اور بی بی سودہ کو مع تمام اہل وعیال لے آویں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیٹا عبداللہ اپنے گھر کے لوگوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عیال کے ساتھ مدینہ میں لیکر آئے

بیان بدر کی لڑائی کا

جب بسبب مدد مہاجر وانصار کے بنیاد شریعت کی مستحکم اور کافروں کا ظلم حد سے گذرا تب حقتعالیٰ نے جہاد کی آیتیں نازل کیں اور حکم عام واسطے قتال کفار کے وارد ہوا۔ اسواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنان شجاعت پیشہ کو حکم کیا کہ اب کفار اشرار کی بنیاد اکھیڑنے میں مستعد ہوں اور جابجا فوجیں بھیجنا شروع کیا جس فوج میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ تشریف لیگئے ہیں اُسکو غزوہ کہتے ہیں اور جسمیں کہ اصحابیوں کو سردار بنا کر بھیجتے تھے۔ اُسکو سریہ کہتے ہیں منجملہ غزووں میں سے غزوہ بدر ہے اور بدر نام ہے ایک کنوئیں کا کہ وہاں گاؤں ہے اور ہر سال ایک بڑا بازار وہاں جمع ہوتا ہے۔ اور عرب کے لوگ مال تجارت وہاں بیچتے اور خریدتے ہیں۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی۔ کہ ابو سفیان قریش کے قافلے کے ساتھ شام کی طرف سے بہت مال ونعمت

لیکر لٹ کو جاتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو تیرہ آدمی مہاجر اور انصار کے ہمراہ لئے اور عمرو بن ام مکتوم کو مدینے میں نایب کیا اور روانہ ہوئے ابوسفیان کو جب معلوم ہوا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا قصد رکھتے ہیں اُسنے فی الفور ایک آدمی کو مکے والوں کو خبر دی کہ قافلہ کا مال اگر ہاتھ سے گیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی قوت ہوگی جتنا جلد پہونچا ہو تو پہونچو۔ ابوجہل وغیرہ قریش یہ خبر سُنکر بے قرار ہوئے اور لشکر جمع کرکے مکے سے باہر نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین علم ترتیب دئے ایک تو علی مرتضے رضی کو عنایت کیا اور ایک مصعب بن عمیر کو اور ایک سعد بن معاذ کو مرحمت فرمایا اور اکثر اصحاب پا پیادہ تھے دو دو اور تین تین آدمی میں ایک اونٹ سواری کا تھا۔ صرف دو یا تین گھوڑے سوار تھے جب وادی سفرہ میں منزل کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی۔ کہ ابوسفیان تو بھاگ کر دریا کے کنارے سے نکل گیا اور لشکر مکہ کا آپہونچا۔ تب اصحاب مضطرب ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابوں سے پُوچھا کہ صلاح کیا ہے۔ ابوبکر رضی نے کھڑے ہوکر بہت معقول باتیں جسمیں فرمانبرداری اور تابعداری تھی۔ عرض کیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پُوچھا کہ صلاح تمہاری کیا ہے انصار نے جانا کہ یہ اشارہ ہماری طرف ہے سعد بن معاذ انصاری نے کھڑے ہوکر دست بستہ عرض کی کہ شاید حضور کی یہ عبارت ہماری طرف ہے فرمایا ہاں اُس نے عرض کی کہ ہم تم پر ایمان لائے ہیں اور تمہاری تصدیق رسالت کی کی ہے ہم جان سپاری وخدمتگزاری میں حاضر ہیں۔ اگر حکم کروگے تو ہم اپنے تئیں دریا میں ابھی ڈالیں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی اور فرمایا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ نے دو طائفوں میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے یا قافلہ کا یا لشکر کا خدا کے وعدے میں خلاف نہیں۔ جب ابوسفیان نے قافلے کو بدر کی راہ سے پھیرا تو قاصد قریش کے لشکر میں بھیجا کہ میں سلامت پہونچا۔ تم بھی پھر آؤ۔ دوسرے بار لشکر تیار کرکے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی لڑائی کو چلیں گے جب قاصد پونچا تو قریش نے اراذہ پھرنے کا کیا ابوجہل نے لات اور عزے کی قسم کھائی۔ کہ ہم نہ پھریں گے جب تک کہ بدر میں جاکر شرابیں نہ پئیں اور تین روز وہاں مقام نہ کریں گے۔ اگر ہم یہاں سے پھر جاویں گے تو عرب کے قبایل طعنہ کریں گے اور کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگ گئے جہم بن الصلب اُٹھا اور کہا کہ بہتر یہی ہے۔ پھر چلیں اسواسطے کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک سوار اونٹ کی مہار ہاتھ میں لئے آیا۔ اور آواز دی کہ عتبہ اور شیبہ اور اُمیہ بن خلف کو مار ڈالا۔ اور دوسرے لشکر کے سرداروں کا نام لیا کہ کل سب کو مار ڈالیں گے۔ پھر اُس نے تلوار نکال کر اُونٹ کو ذبح کیا۔ وہ اُونٹ زخمی ہوکر بھاگا اور سب خیموں میں اُس کا خون پہونچا۔

ابوجہل نے کہا کہ یہ دُوسرا پیغمبر قریش میں پیدا ہُوا۔ القصہ وہاں سے کوچ کرکے عدوۂ قصوہ میں ڈیرا کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدوۂ دنیا میں اُترے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے کوچ کرکے بدر کے چشمہ پر مقام کیا۔ ابوبکر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ کہ اگر بموجب وحی الٰہی کے یہاں ٹھیرے ہو تو سمعاً وطاعتاً والا یہاں سے اُٹھکر دشمن کے نزدیک اُترو کہ سب کنوئیں بدر کے ہم سے اُوپر ہو دیں گے اور حکم کردو کہ سب کوؤں کو بند کردیں جو دشمن راہ بنا دے اور ہر ایک کنوئیں کے سر پر ایک حوض بنا دو کہ بروقت لڑائی کے پانی تیار رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تجویز پسند کرکے ویسا ہی کیا پھر سعد بن معاذ نے جو سردار انصار کے تھے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو آپکے واسطے پانی کے کنارے ایک تخت سایہ دار بنا دیں اور کئی اُونٹ تیز رو آپکے پاس تیار رہیں کہ اگر ہمپر شکست آدمے تو آپ کئی اصحاب کے ساتھ مدینے میں تشریف لیجاویں کہ اسلام میں خلل نہ ہو اور ہماری عورتیں اور لڑکے جو آپ کو دیکھیں گے تو ہمارے مرنے کا اندیشہ نہ کریں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند ہوئی اور سعد کے حق میں دعا کی دُوسرے روز قریش تیار ہو کر رسول اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آئے وُہ تکبر کرنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی۔ کہ یا الٰہی یہ قریش بڑے تکبر اور فخر سے آئے ہیں اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں تو ہماری مدد کر۔ اور اپنے وعدے کو وفا کر بعد اُس کے قریش کی ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض میں جاکر پانی پیویں اصحابوں نے حملہ کیا اور سب کو مار ڈالا مگر حکیم بن حزم کو کہ وُہ مسلمان ہُوا جب قریش کے لشکر نے یہ دیکھا تو ہاتھ میں تلوار لیکر میدان میں آگے سب سے اول اسود بن اسود کہ عرب میں بڑا بہادر مشہور تھا۔ لات و عزے کی قسم کھا کر آیا۔ کہ جاکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کو توڑونگا۔ جب نزدیک پہونچا۔ تو حضرت امیر حمزہ اُس کے مقابل ہوئے اور مار کر گھوڑے سے گرادیا۔ بعد اُس کے عتبہ بن ربیعہ اور اُس کا بھائی شیبہ اور اُس کا بیٹا ولید کہ لشکر قریش میں اُنسے بڑا کوئی نہ تھا صف سے باہر آئے اور مبارز یعنی لڑائی کرنیوالا چاہا تین جوان انصار کے اُن کے مقابلہ کو باہر آئے عتبہ اور شیبہ نے آواز دی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہمسروں کو بھیج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ کو اور علی کو اور عبیدہ بن حارث کو بھیجا جب یہ شیران بیشہ دغا مقابل ہوئے اُن تینوں کافران پر دغا کو جہنم رسید کیا لشکر نے قریش کے جو یہ حال دیکھا ایک بارگی حملہ کیا وُہ اتنے بہت تھے کہ ایک ایک مسلمان پر دس دس آٹھ آٹھ لپٹ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دست بدعا ہوئے کہ خداوند روے زمین میں یہی گروہ ہے اور تیرے پیغمبر پر ایمان لاتے ہیں۔ اگر تو اُن کو ہلاک

ہلاک کریگا تو تیری عبادت کون کریگا۔ تصرف اور فتح اپنی بھیج اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت حضرت جبرئیل کے ساتھ پانچہزار فرشتے واسطے مدد کے بھیجے یہانتک کہ ستر آدمی رئیس قریش کے قتل کئے اور ستر اسیر ہوگئے۔ کہتے ہیں کہ جس کافر پر اصحاب قتل کرنے کو جاتے تھے پہونچنے سے پہلے دیکھتے تھے کہ سر اُنکا تن سے جدا ہے فرشتے اور غزووں میں بھی واسطے مدد کے نازل ہوئے لیکن فرشتوں نے سواے بدر کے دُوسری لڑائی میں مقابلہ نہیں کیا ابوجہل نے اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان میں آیا۔ تو معاذ اور معوذ کو ایک اصحابی نے فرمایا۔ کہ تم ابوجہل کو پوچھتے تھے وُہ یہ ہے سُنتے ہی یہ دو نو مانند شیر کے اُس کافر سے جا لپٹے ایک نے ابوجہل کی ران میں تلوار ماری۔ گھوڑے سے گرادیا اور دوسرے نے اُس کافر کو دو تین تلواریں لگا کر دین اسلام کے خار کو ہٹایا بعد فتح کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک گڑھا کھود و قریش کے مقتولوں کو اُسمیں ڈال دو۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کنوئیں پر آن کر نام بنام پکارا۔ کہ آیا پایا تم نے جو کچھ کہ تمسے خدا نے وعدہ کیا تہا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی یارسول اللہ صلعم تم مردگان بیجان کو آواز دیتے ہو وُہ کیا سُنتے ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ تم اُن سے زیادہ نہیں سُنتے مگر وُہ جواب نہیں دے سکتے پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی جاکر ابوجہل کی خبر لاوے عبداللہ بن مسعود نے مردوں کی لاشوں سے اُس کو ڈھونڈ نکالا۔ اور اُس کے سینے پر سر کاٹنے کو بیٹھے ابوجہل نے کہا کہ اے بکریوں کے چرانے والے بڑے مقام پر چڑھا ہے تو عبداللہ بن مسعود نے فرمایا الحمدللہ کہ میں نے تجھکو اس حال پر دیکھا یا عدو اللہ۔ پھر تلوار سے اُس کا سر کافر تن ناپاک سے جدا کیا اور خواری و خاک میں کھینچتے ہوئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاکر پھینک دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ شکر کیا اور فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَاتَ فِرْعَوْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ؁

بیان غزاے احد کا

جب بدر میں بعضے رئیس قریش کے مارے گئے اور بعضے قید ہوے اور بعضے لشکر سے بھاگ کر مکے کو گئے۔ پھر قریش نے اپنے ہندھووں کو خبر دی کیا وُہ لوگ کہ جن کے باپ بدر میں مارے گئے تھے عکرمہ بن ابی جہل وعبداللہ بن ربیعہ وصفوان بن امیہ وغیرہ ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا کہ قریش تیرے واسطے اور تیرے ساتھ والوں کے واسطے گئے تھے اور یہ حادثہ اُن کو پہونچا۔ اب ہمارے تئیں بعد اُنکے زندگانی کی لذت نہیں تمام عرب میں ہم بدنام ہوئے اب چاہتے ہیں کہ یہ سوداگر جو تیرے ساتھ گئے تھے ہمارے ساتھ مال کی مدد کریں۔ جو ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ فوج جمع کرکے لیجاویں اور اپنا بدلہ لیویں ابوسفیان کے قافلے میں ہزار اونٹ تھے۔ اُنہیں

اُس میں سے راس المال تو مالکوں کو دیا اور پچاس ہزار مثقال سونا نفع کا جو ہوا تہا سب لشکر کے خرچ میں صرف کیا اور عمرو بن عاص کو کئی شاعروں کے ہمراہ قبائل عرب میں مدد کو مانگنے کو روانہ کیا اور پیشوا لشکر کا ابوسفیان ہوا اور ہندہ ابوسفیان کی جورو عتبہ کی بیٹی جسکا باپ بدر میں امیر حمزہ کے ہاتھ سے مردار ہوا تھا۔ وہ بھی رفیق لشکر کی ہوئی۔ اور کئی عورتیں دوسرے قریش کی بھی ہمراہ ہوئیں۔ جبیر بن مطعم بھی قریش کے سرداروں میں تہا۔ اُس کا چچا بدر میں مارا گیا تھا۔ اُس کا ایک غلام وحشی نام تھا۔ کہ حربہ اُس کا خطا نہ جاتا تھا۔ ہندہ نے اور جبیر بن مطعم نے وحشی سے کہا کہ اگر تو حمزہ کو یا علیؓ یا محمد صلعم کو مار ڈالے گا تو ہم تجھکو مال دنیا سے مستغنی کردیں گے۔ اور یہ تمام خبریں حضرت عباس رضی اللہ نے جو مکے میں تھے۔ رسول اللہ صلعم کو پہونچائیں۔ جب لشکر قریش کا مدینے کے نزدیک پہونچا اُن میں سے سات سو زرہ پوش اور دو سو گھوڑوں کے سوار اور تین ہزار اُونٹ اور گانے والی عورتوں کو بھی ساتھ لیا جو بروقت مقابلے کے بدر کے مقتولوں کے اوصاف گائیں جوانی والے جوان کوشش میں دریغ نہ کریں۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ کئی بیل مسلمانوں کے مارے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار میں سو رلنج پڑ گیا۔ اور اپنے تئیں دیکھا۔ کہ میں نے ایک محکم زرہ کو ہاتھ سے پکڑا ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعبیر اس خواب کی یہ ہے۔ کہ ایک جماعت بہترین صحابہ سے ماری جائیگی اور وہ رخنہ جو میری تلوار میں ہے ایک شخص میرے اقربا میں سے کام آویگا اور وہ زرہ کہ جس میں میں نے ہاتھ لگایا ہے وہ قلعہ مدینے کا ہے اب رائے بہتری یہ ہے۔ کہ مدینے سے باہر نہ نکلیں اور قریش کے لشکر کو مدینہ کے باہر پڑا رہنے دیں جب پانی اور کھانا اُن پر تنگ ہوجاویگا تو خود بخود چلے جاویں گے بعضے اصحاب نے عرض کی۔ کہ یہ رائے صائب ہے اسواسطے کہ لشکر اُن کا بہت ہے جلد عاجز ہوجاویگا۔ اور ہم نے بہت بار دیکھا ہے کہ جس نے مدینے کا قصد کیا ہے۔ اگر مدینے والے باہر نہیں گئے ہیں تو فتح پائی ہے۔ اور اگر باہر گئے تو مغلوب ہوئے ہیں۔ لیکن وہ جوان جو بدر کی لڑائی میں نہ تھے انہوں نے عرض کی کہ مصلحت یہ تھی کہ باہر نکل کر لڑیں۔ تاکہ کافر قریش کے گمان نہ لیے جاویں۔ کہ ہم اُن سے ڈر گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مبالغہ اور رغبت اُن کی دیکھی۔ تو نماز جمعہ کی پڑھی۔ اور خطبہ نہایت بلیغ و فصیح بیان فرمایا۔ اور تابعداروں کو واسطے لڑائی کے تیار کیا۔ پھر حجرہ شریف میں تشریف لے گئے خود فولادی سر مبارک پر رکھا۔ اور دو زرہ پہن کر [illegible] باندہ کر باہر تشریف لائے۔ جب اصحاب نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا۔ تو وہ سب

اپنی صلاح سے پشیمان ہوئے اور عرض کی کہ اگر حضور کی صلاح باہر نکلنے کی ہو۔ تو یہاں ہی بیٹھیں حضرت نے
فرمایا سزاوار نہیں نبی کے تئیں کہ سلاح جنگ کی پہنے اور بغیر لڑائی سلاح کو تن سے دور کرے اب اللہ تعالیٰ
کا نام لیکر چلو صبر کروگے تو اُمید خدا سے ہے کہ فتح ہوگی پھر تو سب اصحاب بھی سلاح ہوئے اور قریب ہزار سوار اور پیادے
کے ہمراہ ہوئے جونہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے باہر نکلے عبداللہ بن ابی سلول منافق مخالفت کرکے
تین سو آدمی اپنے لے کر پھر گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پرواہ نہ کی اور باقی لشکر ہمراہ لے کر روانہ ہوئے
اور کوہ اُحد میں جاکر دشمن کے مقابلے میں ڈیرہ کیا اور فرمایا کہ کوئی بغیر اذن کے لڑائی میں نہ جاوے اور لشکر
میں سے پچاس تیرانداز چن کر اُن کا امیر کیا۔ اور لشکر اسلام کے پیچھے ایک گھاٹی تھی۔ جو دشمنوں کے آنے
کی راہ تھی وہاں اُنکو مقرر کرکے فرمایا۔ کہ تم یہاں ملازم رہو۔ اگر دشمن ادھر سے آویں تو اُن کو دفع کرو ہماری
فتح ہو یا شکست تم بغیر حکم کے یہاں سے مت حرکت کیجیو۔ بعد اُس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیادوں
کو آگے کیا اور سواروں کی صف پیچھے کی قریش نے بھی اپنی صفیں درست کیں خالد بن ولید میمنے میں دست
راست اور عکرمہ بن ابی جہل میسرے دست چپ تھا اور طلحہ بن ابی طلحہ قریش کا علمدار ہوا۔ اور دو نو صفیں بر
مقابل ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست حق پرست میں تلوار لے کر فرمایا۔ کہ کون ہے۔ کہ
یہ تلوار لے اور اُس کا حق ادا کرے کئی اصحاب تلوار لینے کو درپیش ہوئے کسی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے نہ دی ابو دجانہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس تلوار کا حق کیا ہے فرمایا کہ حق اسکا یہ ہے
کہ کافروں کو اس سے قتل کرے یہانتک کہ خود بھی مرجاوے ابو دجانہ نے عرض کی کہ یہ کام میرا ہے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے تلوار لی اور میدان میں اکڑتا ہوا کمال تبختر سے چلا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ ایسی چال اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہے مگر اس جگہ میں کہ اس چال سے دشمن پر رعب ہوتا
ہے۔ جس طرف وہ شیر نر جاتا تھا۔ کوئی اُس کے سامنے نہ آتا تھا۔ اتفاقاً اُسی گروفر سے وہاں پہونچا۔ کہ
ہندہ ابو سفیان کی جورو کئی عورتوں کے ساتھ دف بجاتی تھی۔ اور قاتلوں کو واسطے قتل اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے تیز کرتی تھی اور یہ شعر بالحان پڑھتی تھی ،، شعر نَحْنُ بَنَاتُ طَارِقْ
نَمْشِیْ عَلَی النَّمَارِقِ ٭ اِنْ تُقْبِلُوْا نُعَانِقْ اَوْ تُدْبِرُوْا ٭ نظم ہم دختر ستارہ چلتے ہیں مسندوں پر
ہم نونہال خوبی بیٹھیں نہالیون پر ٭ دشمن سے جو لڑیگا اُس کے گلے لگینگے ٭ بھاگے گا جو اُنہوں سے اُس سے
نہیں ملینگے ٭ ابو دجانہ نے چاہا۔ کہ ہندہ کو اُس شمشیر ہندی سے کاٹ کر وسّش جہنم پر

بچاوے پھر دل میں کہا کہ حیف ہے جو غازی اپنی تلوار کو عورت پر چلاوے۔ پھر حضرت ہمزہ نے ابی سفیان کے علمدار کو قتل کرکے علم لیا اور مانند شیر کے اُس میدان میں گئے کافروں کو دوزخ میں پہونچایا یہ کسی کو طاقت نہ تھی جو اُس کے مقابل آوے اور اپنی جان شیریں کو گنواوے۔ ہندہ نے آن کر وحشی سے کہا کہ ہمزہ اسوقت لڑائی میں مشغول ہے اگر ہو سکے تو مار ڈال وحشی ایک پتھر کی آڑ میں ٹھیرا۔ جب امیر حمزہ کئی پہلوان قریش کو مار کر پھرے وحشی نے حالت غفلت میں حربہ پھینک کر امیر حمزہ کے سینے کے تلے ایسا مارا کہ گھوڑے سے گرتے ہی جان بحق تسلیم ہوئے ہندہ یہ خبر سنکر آئی اور حضرت امیر ہمزہ کا سینہ چیرا اور کلیجہ نکال کر چبایا پھر طلحہ بن عثمان قریش کا علم اُٹھا کر میدان میں آن کر بولا۔ کہ اے گروہ محمد تمہارا یہ گمان ہے کہ ہم تمہاری تلواروں کے سبب سے دوزخ میں جاویں گے اور تم ہماری تیغوں کے وسیلے سے بہشت پاؤگے سو کون ہے کہ جو میدان میں آوے اور میں اُسکو بہشت میں پہونچاؤں اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب مقابل ہوکر بولے کہ میں تجکو جہنم رسید کرنے کو آیا ہوں اور ایک تلوار اُس کے پاؤں میں ایسی ماری کہ سرنگوں گر پڑا اور ستر عورت اُس کا برہنہ ہوگیا۔ تب نہایت تضرع وزاری کرکے خدا کی رحمت کو اور اپنی قرابت کو وسیلہ کیا حضرت علی نے شرم سے اُس کو قتل نہ کیا پھر کافروں نے غلبہ کیا مصعب بن عمیر علمدار لشکر اسلام کا شہید ہوا حضرت علی نے علم اُٹھا لیا پھر زیاد بن السکن مع چودہ جوان انصار کے عین غلبہ کفار میں سید ابرار صلعم کے حضور میں آئے اور ہر ایک اہل اسلام سے نوبت بنوبت کفار مقابل ہوتا اور یہ کلمہ دلاویز پڑھتا جاتا تھا۔ نَفْسِی لِنَفْسِكَ الْفِدَا وَوَجْهِی لِوَجْهِكَ الْوِقَا وَعَلَیْكَ سَلَامُ الْوِدَاعِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَوْعِدُكَ الْجَنَّةَ جان میری تیری جان پر فدا اور منہ میرا تیرے منہ کی پناہ ہے اور تجھ پر سلام الوداع اور ہمارا آپ سے وعدہ ملاقات جنت لماوے ہر ایک جوان اُس میں سے اسی وعدے پر قائم رہا اور رسول رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں پہ جان شیریں کو سونپ کر بہشت بریں کو پہونچا رضی اللہ عنہم ہر چند کہ اُس لڑائی میں اکثر اصحاب نے اپنا جوہر شجاعت ایسا دکھایا کہ رستم و اسفندیار کا افسانہ بنسبت اُس کے بازی اطفال تھا اور دارا اور اسکندر کا معرکہ خواب وخیال تھا۔ لیکن علی مرتضے اور ابو دجانہ اور طلحہ اور مصعب بن عمیر سے جو جوانمردیاں ظاہر ہوئیں۔ شیران خدا کے احوال میں دفت ہو جائے یہ رسالہ گنجائش نہیں رکھتا ہے۔ اگر کوئی مشتاق ہو تو تاریخ صحابہ میں بہ تفصیل دیکھکر اُنکی محبت سے اپنے ایمان کو مضبوط کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرف اصحابوں کو واسطے جہاد کے

تیز کرتے تھے اسی عرصے میں شیطان کا بھیدی ابن قمیہ ملعون اور عتبہ بن ابی وقاص اور ابن شہاب حضرت
کے پاس پہونچے اور پتھر چلائے کہ حضرت کی ساق اور کاندھا اور پیشانی نورانی خون آلودہ ہوگئی - اور ہونٹ
نیچے کا زخمی ہوگیا اور اگلا دندان مبارک ابن قمیہ کے پتھر سے ٹوٹ گیا اور ایک روایت میں عتبہ بن ابی وقاص
کے پتھر سے پھر ابن قمیہ نے تلوار حضرت صلعم پر چلائی - طلحہ نے اپنے ہاتھ کو سپر کیا اور ہاتھ اُس جوانمرد کا بیکار
ہوگیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڑھے میں گر پڑے ابن قمیہ نے جانا کہ میں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا
کام کیا شیطان لعین نے ندا کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقتول ہوئے اور اس خبر ناخوش سے اصحابوں میں
تفرقہ پڑگیا بعضے تو شہید ہوئے اور کچھ بھاگ کر مدینے میں چلے گئے اور بعضوں نے رفاقت حضرت کی نہ
چھوڑی طلحہ بن عبد اللہ اور سعد بن وقاص اور علی مرتضے رضی اللہ عنہم اُن میں سے تھے اور بعضے سراسیمہ
وحیران ادھر اُدھر پھرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی خبر پائی تو سب جمع ہوگئے اس تفرقہ
میں قریشیوں کی عورتوں نے اہل اسلام کے بعضے مقتولوں کو مثلہ کیا یعنی ناک اور کان اور اعضائے
تناسل کاٹ کر گلے کے ہار بنائے - حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرچند چاہا اُس گڑھے سے نکلیں لسبب
درد زخموں کے اور بوجہ دو زرہوں کے نہ نکل سکتے تھے طلحہ رضی اللہ عنہ نے باوجود دست شکستہ اور بدن
مجروح تھے اپنے تئیں حضرت کا زینہ بنایا حضرت اُس کے دوش پر قدم رکھ کر بکمال مصیبت باہر نکلے اور
فرمایا کہ طلحہ کی جگہ بہشت میں مقرر ہوئی سب سے اول کعب بن مالک نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا - اور
پکارا اے مسلمانو! مژدہ باد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں اصحاب متفرق سنکر فی الفور حضرت
میں پہونچے اور آہستہ آہستہ پہاڑ کی گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے تا وہاں یاروں کے ساتھ جمعیت کریں اور
سعد بن وقاص نے اُس روز ایسے تیر ہدف مقصود پر چلائے کہ ہر تیر نے مخالفوں کو واصل جہنم کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے اُنکو تیر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ مار میرے ماں باپ تجھپر فدا
ہوں ایسی مفت کی سعادت کسی اصحاب کو نصیب نہوتی جب حضرت صلعم گھاٹی کے پاس پہونچے تب ابی
بن خلف ملعون ناخلف گھوڑے پر سوار نیزہ ہاتھ میں لئے آپہونچا اور بولا کہ خدا مجھ کو نجات دے جو میں محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو نجات دوں زبیر بن العوام اور دوسرے اصحاب نے چاہا کہ اس کافر بیادہ کو جہنم رسید کریں حضرت
صلعم نے نیزہ زبیر سے لیکر اُسکی گردن پر لگایا ہرچند کہ زخم ظاہر میں تھوڑا تھا - لیکن اُس بدسرشت پر خوب
کارگر ہوا بے اختیار زمین پر گر گیا رفیق اُس کو قوم میں اُٹھا لے گئے - لیکن اُس شیر بیشہ نبوت کے زخم سے

مانند بیل کے آواز کرتا تھا یاروں نے کہا کہ تیرا زخم ایسا نہیں کہ تو ایسی بیقراری کرے بولا کہ زخم تو ظاہر میں ایسا نہیں۔ لیکن زخم لگانے والا ایسا ہے۔ کہ ضرب اُس کی خطا نہیں کرتی غرض وُہ کافر اسی طرح سے نالہ و آہ کرتا رہا رستے میں مکے کے جہنم کی راہ لی یہ ساری مصیبت اُن یاروں کی بے قراری سے ہُوئی۔ جو عبداللہ بن جبیر کے ساتھ گھاٹی پر متعین تھے جب ابتدا میں اصحابوں کو غلبہ ہوا تو وُہ بطمع غنیمت کے گھاٹی کو چھوڑ کر چلے گئے۔ ہر چند عبداللہ بن جبیر مرحوم نے اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیفرمانی سے ڈرایا۔ اُن کے خیال میں کچھ نہ آیا عبداللہ بن جبیر معہ آٹھ جوانوں کے آگے رہ گئے عکرمہ بن ابوجہل نے گھاٹی خالی دیکھی۔ تو اپنے تیر اندازوں کو لے کر آیا عبداللہ بن جبیر نے داد جوانمردی اور دلاوری کی دی اور معہ آٹھوں یاروں کے شہید ہوئے پیچھے سے کافروں نے آن کر ایسے تیر برسائے کہ فوج اسلام متفرق ہوگئی۔ بعد اُس کے کفار قریش نے ابوسفیان سے کہا کہ آج لات و عزاے نے ہماری مدد کی۔ جو ہم محمدؐ پر غالب ہوئے اور آپ محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم نے مضبوط گھاٹی کی پناہ لی ہے اور یار اُس کے جمع ہوتے جاتے ہیں اب صلاح یہ ہے کہ ہم مکے کو پھر جاویں ابوسفیان بھی اس بات پر راضی ہوا اور گھاٹی کے تلے آن کر پکارا قوم میں محمدؐ صلعم ہیں حضرت نے منع فرمایا۔ جواب سے پھر بولا ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ پھر حضرت نے جواب دینے سے منع فرمایا ابوسفیان بولا اُعل ہُبل یعنے بلند ہو اے ہبل حضرت نے فرمایا جواب دو کہ اللہ اعلےٰ واجل ہے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ اے عدو اللہ ہم سب تیری گردن کاٹنے کو موجود ہیں ابوسفیان نے کہا یوم بیوم یعنے ہم تم برابر ہیں۔ رسول خدا نے فرمایا۔ جواب دو۔ کہ ہمارے قتیل بہشت میں اور تمہارے دوزخ میں۔ جب قریش مکے کی طرف روانہ ہوئے تو رسول خدا نے علی مرتضےٰ کو بلا کر فرمایا کہ ایسا نہو کہ قریش فریب بنائیں اور مدینے کی طرف متوجہ ہوویں علی مرتضےٰ اُن کے پیچھے گئے یہانتک کہ مدینے کی حد سے نکل گئے وہاں سے پھر حضور میں پھر آئے رسول اللہ نے پھر شہیدوں کو دفن کیا ستر آدمی شہید ہوئے بعد اُس کے حضرت صلعم مدینہ میں تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ پھر قریش کو ہمپر غلبہ نہوگا بلکہ فتح مکہ کریں گے اہل مدینہ رسول اللہ کی خبر سنکر استقبال کو آئے ایک عورت انصار کی حضرت سید ابرار صلعم کی ملاقات کو نکلی رستے میں چار جنازے برابر رکھے ہُوئے دیکھے ایک اُسکا باپ دوسرا خاوند تیسرا بھائی چوتھا بیٹا۔ سب کا احوال دریافت کیا کہ کون ہیں؟ اُس عورت مرد ہمت نے مطلق التفات نہ کیا کمال استقلال سے آگے بڑھی اور پوچھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ لوگوں نے کہا کہ سلامت تیرے آگے تشریف لاتے ہیں۔ وُہ بی بی اپنے مقتولوں کو

چھوڑ کر جلد چلی گئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور دامن پاک کو پکڑ کر کہا کہ میرے ماں باپ اور قوم سب تمپر فدا ہوں تیری ذات شریف کو جو میں نے سلامت پایا سب کچھ پایا۔ حضرت صلعم نے اُس کے استقبال پر آفرین کی اور اُس کے حق میں دُعائے خیر کر کے روانہ ہوئے اور مدینہ شریف میں یاروں کے ساتھ داخل ہوئے

بیان واقعہ حدیبیہ کا اور قریش کے ساتھ صلح کرنے کا

سبب اس سفر کا یہ تھا کہ حضرت صلعم نے خواب میں دیکھا کہ امن و امان سے مع اصحاب بیت اللہ میں گئے اور عمرہ کیا اصحاب خوش ہوئے اور جانا کہ اس سال فتح مکہ ہوگی پھر حضرت سید المرسلین نے تیاری سفر کی اور چودہ سو آدمی ہمراہ لے کر مکے کو روانہ ہوئے اور عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ میں خلیفہ کیا اور ستر اونٹ واسطے قربانی کے ہمراہ لئے منزل اسفان میں پہونچے بشیر بن سفیان نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے عرض کی کہ قریش کو آپ کے کوچ سے خبر ہوتی ہے اُنہوں نے جمعیت کی ہے اور خالد بن ولید کو سردار لشکر کا کیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ تمکو مکے میں نہ چھوڑینگے حضرت صلعم نے ایک راہبر ہمراہ لیا۔ اور راہ دشوار سے روانہ ہو کر حدیبیہ میں آن کر مقام کیا قریش نے یہ خبر سُنکر بدیل بن ورقا خزاعی کو حضور میں بھیجا اور قبیلہ خزاعہ قدیم سے رسول اللہ صلعم کے دوست جانی اور محرم نہانی تھے اُنہوں نے کہا کہ اصول و فروع قریش کے جمع ہوئے ہیں تمکو مکے میں نہ چھوڑیں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا ارادہ لڑائی کا نہیں ہے بلکہ واسطے عمرہ کے آئے ہیں قریش کے تئیں مناسب ہے یہ کہ صلح کر کے ایک مدت معین کریں اور ہم کو قبائل عرب پر چھوڑیں۔ اگر ہم اُن پر غالب ہوں بغیر رنج و تعب کے دشمنوں کی مراد بر آویگی اور اگر یہ بات میری قبول نہ کریں گے۔ تو جب تک جان باقی ہے میں اُنکی لڑائی سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا اور اللہ تعالیٰ نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ وہ اپنے دین کی مدد کریگا۔ بدیل نے جا کر صنادید عرب کی مجلس میں کہا۔ کہ اے یارو میں محمد صلعم کے پاس سے آیا ہوں اور باتیں معقول لایا ہوں اگر صلاح ہو تو بیان کروں سفہا اور جہلا نے کہا کہ ہم کچھ بات نہیں سُنتے مگر عقلا نے بگوش دل سب باتیں سُنیں لیکن اسواسطے کہ بدیل قوم خزاعہ سے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سوگند تھے اُسکی بات پر اعتبار نہ کیا اور عروہ بن مسعود ثقفی کو کہا اُس نے سُنکر قوم سے بیان کیا کہ اے قوم بدیل کی بات بے بدل ہے اور اگر تم کو شک ہو تو میں جاؤں۔ اور تحقیق کر کے آؤں عروہ بن مسعود بموجب رضامندی قریش کے حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات کہ بدیل سے فرمائی تھی وہی عروہ سے ارشاد کیا عروہ نے بطریق مصلحت انگیزی کے کہا۔

کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اسواسطے کہ اپنی قوم کو استیصال اور بے بنیاد کرے تو زمانہ ماضی میں کسی نے ایسا نہیں کیا اور کچھ غرض ہو تو بیان کر یہ چند اوباش جو تو نے جمع کئے ہیں۔ میری خاطر میں یہ گذرتا ہے کہ یہ لوگ ضرورت کے وقت میں تجکو تنہا چھوڑ جاوینگے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے نہایت طیش میں آن کر کہا کہ لات وعزے کے فلاں کو تو چوم لے۔ جب تک کہ دم میں دم ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نچھوڑینگے عروہ نے کہا کہ اگر اگلے حقوق تیرے مجھ پر نہ ہوتے تو میں جواب دیتا۔ عروہ نے گفتگو کے وقت میں گوشۂ چشم سے آداب وتعلیم اصحابوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھی۔ تو حیران ہو گیا۔ اور وہاں سے آن کر قریش سے کہا کہ واللہ میں کسریٰ اور قیصر کی مجلسوں میں حاضر ہوا ہوں۔ یہ احترام اور اعزاز کہ جو محمد کے یار اُس سے کرتے ہیں میں نے ہرگز نہیں دیکھا۔ جب وہ باتیں کرتا ہے تو نہایت تعظیم سے ایسے خاموش ہو جاتے ہیں گویا اپنے تئیں بھول جاتے ہیں اور وضو کے پانی لینے پر ایسا کرتے ہیں کہ قریب ہے کہ آپس میں مقاتلہ کریں بہتر یہ ہے کہ اُس کے ساتھ لڑائی ہرگز مت کرو ہر ایک اپنے مرنے کو سعادت سمجھتا ہے بعد اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو قریش کے پاس بھیجا کہ ہمکو عمرہ کرنے دیں جب عثمانؓ نے پیام پہونچایا۔ اُنہوں نے کہا ہرگز محمدؐ کو نہ چھوڑیں گے۔ جو وہ عمرہ کرے اگر تمہاری خوشی ہو۔ تو طواف کرو حضرت عثمان نے کہا کہ ہرگز بغیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تنہا طواف نکرینگے قریش غصے ہوئے اور حضرت عثمان کو قید کیا رسول صلعم کو خبر پہونچی کہ عثمان کو قریش نے قتل کیا۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت رنجیدہ ہوئے ایک درخت کے تلے بیٹھے تھے اصحابوں کو جمع کیا اور از سر نو بیعت کی اس مضمون سے کہ یا قریش کو قتل کریں گے یا سب مر جاوینگے سب اصحابوں نے بخلوص دل بیعت کی اور مزید مستعد ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُن جوانمردوں کے اخلاص کی برکت سے یہ آیت نازل کی لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ الیٰ آخر الآیۃ۔ یعنی خدا راضی ہوا اُن مسلمانوں سے جنہوں نے بیعت کی تجھ سے درخت کے نیچے اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے جب قریش کو تجدید بیعت کی خبر ہوئی تو سہیل بن عمر کو بلا کر حضرت صلعم کے پاس بھیجا۔ بعد گفتگو وتکرار کے صلحنامہ لکھنے کا حکم ہوا علی مرتضیٰ کو فرمایا کہ لکھو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سہیل نے کہا کہ رحمان کو ہم نہیں جانتے اور اللہ کو اس نام سے نہیں پکارتے ہمارے دستور کے موافق لکھو بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ۔ اصحاب تو نہیں مانتے تھے مگر حضرت نے فرمایا یونہی لکھو بعد اُس کے لکھا هٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلے اللہ علیہ وسلم پھر سہیل نے کہا کہ اگر ہم تیری رسالت کے معتقد ہوتے تو نزاع کیوں کرتے محمد ابن عبداللہ لکھو

حضرت صلعم نے فرمایا واللہ میں محمد رسول اللہ اور محمد بن عبداللہ ہوں۔ اے علی رسول کا نام مٹا دے حضرت علی مرتضیٰ نے قسم کھا کر کہا کہ میں وصف رسالت کا نہ تراشونگا۔ حضرت نے اپنے دست حق پرست میں نامہ لیا اور محمد رسول اللہ تراش کر محمد بن عبداللہ لکھا مضمون صلحنامہ کا یہ تھا کہ سید المرسلین معہ لشکر اسلام کے ابکی سال مدینے میں جاویں اور آئندہ سال کو آکر عمرۃ القضا گذاریں بشرطیکہ تلواریں میان میں رہیں۔ اور تین دن سے زیادہ مکے میں نہ ٹھیریں اور دس برس تک لڑائی نہ کریں جو ہم ہر طرف آیا جایا کریں اور جو شخص پیغمبر کیطرف سے ہمارے یہاں آوے اُس کو ہم نہ دیویں اور ہماری طرف سے جو شخص اُن کے پاس جاوے تو محمد اُسکو ہمارے حوالے کریں اصحابوں کو یہ شرط ناگوار گزری نہایت ملول ہوئے کہ ہم کیونکر دوستوں کو دشمن کے حوالے کریں اور یہ عار کیونکر قبول کریں گے بعد اُس صلح کے حضرت صلعم نے لوگوں سے کہا کہ اُٹھو اور قربانی کو ذبح کرو اور سروں کو حلق کر دیجئے سر منڈالو اصحاب اُس صلح سے نہایت ناخوش تھے کسی کا دل قربانی کو نہ چاہتا تھا تین بار حضرت صلعم نے فرمایا کوئی مارے طیش کے نہ اُٹھا حضرت اُداس ہو کر گھر میں گئے اور ام سلمہ سے یہ احوال کہا جب بی بی نے سُنا تو حضور میں عرض کی یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ اصحابوں کو شرط اخیر سے بڑا رنج ہوا ہے بہتر یہ ہے کہ آپ کسی سے کچھ نہ فرماویں اور قربانی کریئے حجامت اور اصلاح بنوایئے جب اصحاب آپ کو دیکھینگے تو خود بخود مشغول ہوویںگے حضرت صلعم نے اپنے خاص اونٹوں کو قربانی کروایا اور حلاق کو بلوا کر سر ترشولیا جب تو لوگوں نے حضرت کو دیکھکر قربانیاں کیں اور تھوڑے لوگوں نے حجامت کی اور اکثروں نے تھوڑے تھوڑے بال کترواے حضرت صلعم نے دو بار محلقین کے حق میں مغفرت کی دعا کی اور سر بار مقصرین یعنے بال کتروانے والے اپنے تئیں یاد دلواتے تھے تیسری بار اُنکے حق میں دعا کی اور وہانسے پھر مدینہ میں تشریف لائے

بیان خیبر کے فتح کرنے کا

جب لشکر اسلام سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینے میں حدیبیہ سے پھر آئے آخر محرم سنہ سات میں خیبر کے غزا کا عزم مصمم کیا اور ایک ہزار سات سو آدمی روانہ ہوئے مدینے کے منافقوں نے بسبب دوستی کے خیبر والوں کو حضرت کے ارادے سے خبر کی اور خیبر کے پانچ قلعے تھے تین تو آسانی سے فتح ہوئے۔ اور دو قلعے جنکا نام سلیح اور سلالم تھا بہت سخت تھے اور آدمی اُنمیں بہت تھے دس روز تک گھیرا۔ جب بھی فتح میسر نہ ہوا۔ پھر خیبر کے کافر یہودی قلعے سے باہر نکلکر لڑائی کرتے تھے اُن دنوں میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو درد سر پیدا ہوا۔ اِس سے پہلے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم عمر بن خطاب کو دیا۔ وہ شام تک لڑے

اور بغیر فتح کے پھر آئے دوسرے دن ابو بکر صدیق کو علم دیا۔ انہوں نے بھی بمقدور کوشش کی اور بے
فتح پھر آئے تیسرے دن پھر حضرت عمر علم لے گئے۔ اور بہت جانفشانی کی کچھ فائدہ نہوا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں علم اُس شخص کو دونگا کہ دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اُسکو دوست
رکھتا ہے وہ اللہ اور رسول کو اور فتح اُس کے ہاتھ میں ہوگی یہ سُنکر سب اصحاب منتظر ہوئے کہ دیکھا چاہیئے
کہ یہ سعادت کس کے نصیب ہوگی اور حضرت علی پر کسی کا گمان نہیں تھا اسواسطے کہ اُنکی آنکھیں ایسی دکھتی تھیں
کہ کچھ نظر نہیں آتا تھا فجر کو اصحاب بن بکثن کے ہتھیار باندھکر حضرت کے خیمے کے سامنے ٹہلتے تھے کہ ناگاہ حضرت
محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کہاں ہے علی ابن ابی طالب جانتے ہو لوگوں نے عرض کی۔ کہ بسبب
شدت درد چشم کے سر کے میں حاضر نہیں ہوئے سلمہ بن اکوع بموجب حکم کے حضرت علی کو پکڑ لائے حضرت
نے پانی دہان مبارک کا اُنکی آنکھوں میں لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنی رحمت سے جلوہ شفا کا دکھایا۔ اور
پھر تمام عمر اُن کو درد چشم کا نہوا پھر علم اپنے ہاتھ سے باندھکر اُن کو دیا اور دُعائے خیر اُن کے حقمیں کی۔ جب
مرتضےٰ علی گئے اور مقابلہ شروع ہوا اور کتنیوں کو مارا بعد اُس کے ایک یہودی مرحب نام جو شجاعت میں
ملک یمن اور شام تک اُسکا نام تھا بولا کہ اے لوگو تمہارے لشکر کا سردار کون ہے کہ علی ابن ابی طالب چچیرا
بھائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مرحب نے کہا میں سنتا ہوں کہ وہ بڑا دلاور ہے۔ افسوس کہ وہ آج
میرے ہاتھ سے مارا جاویگا۔ حضرت مرتضیٰ علی مقابل ہوئے بعد بہت سے طعن و ضرب اور گیر و دار کی علی
مرتضےٰ نے ایک ایسی تلوار اُس کے سپر مغفر پر ماری کہ پشت تک دو ٹکڑے ہوگئے جب لڑائی کا تنور گرم ہوا۔ تو
ایک یہودی نے حضرت کے ہاتھ پر ایسی ضرب لگائی کہ اُن کے ہاتھ سے ڈھال گر پڑی حضرت مرتضیٰ علی نے
گرمی اور طیش سے ایک دروازہ کا حلقہ ہلا کر اُکھاڑا اُسکو اپنے سر پر اُٹھا کر گرایا لشکر اسلام نے حملہ کیا اکبار گی
قلعہ میں بیٹھ گئے اور بہت کفار کو قتل کیا جب قلعہ والوں نے یہ حال دیکھا تو عاجز ہو کر اس طور پر صلح کی کہ ہتھیار
سب مسلمانوں کو دیویں اور ہمارا خون معاف کریں اور ہر ایک مرد ایک اونٹ کا بوجھ غلے وغیرہ کا ہمراہ لیجاوے
بشرطیکہ کچھ مال نقد وغیرہ نہ لیجاوے جب صلح پر معاملہ قرار پایا۔ تو حضرت مرتضیٰ علے رنج لڑائی سے پھرے
کہتے ہیں کہ سات جوانان قوی نے چاہا کہ اُس در کو اُلٹ دیں نہ اُلٹ سکے اور چالیس جوانوں نے چاہا
کہ اُس کو اُٹھادیں یہ بھی میسر نہ ہوا۔ اس لڑائی میں ترانوے آدمی کافر مارے گئے اور پندرہ اہل اسلام میں
شہید ہوئے پھر یہود سے فریب ظاہر ہوا اور بہت مال چھپا کر منکر ہوئے تھے وہ نکلا اسواسطے حضرت صلعم نے

چاہا کہ اُن کے مردوں کے تیس قتل کریں یا اُس ملک سے نکال دیں۔ یہود نے نہایت عاجزی سے کہا کہ مسلمانوں کو البتہ نوکر واسطے باغوں اور کھیتی کے چاہیئے ہم کو ملک میں کچھ دعوے نہیں ہم کو مانند مزدوروں کے آدھی پیدائش دیا کرو۔ حضرت صلعم نے اُنپر منت رکھکر قتل سے معاف کیا اور فرمایا جب تک ہماری مرضی ہوگی۔ یہ کام تم سے لیویں گے اور آدھا حاصل اُجرت میں تمہاری دیکر باقی آدھا بیت المال میں سونپا جاوے گا اور بی بی صفیہ جو بیٹی حی بن اخطب امیر یہودی کی تھی اُس کو غنیمت سے برگزیدہ کرکے بیبیاں حرم محترم میں داخل کیا۔ اور وہاں سے خزانہ اور غنیمتیں لیکر سالماً و غانماً مدینے کو مراجعت فرمائی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم +

بیان مکے کے فتح کرنے کا

جب حدیبیہ میں صلح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قریش کے ساتھ ہوئی تو یوں قرار پایا تھا۔ کہ دس برس تک ہمارے تمہارے بیچ میں لڑائی نہ ہوگی عادت عرب کی یوں تھی کہ جو کسی کا عدو ہم سوگند ہوتا۔ تو اُن کی لڑائی کو گویا اُس کی لڑائی سمجھتے تھے بنی خزاعہ قدیم سے باوجود کفر کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم سوگند تھے اور بنو بکر قریش کے ہم عہد تھے اور اُن دو قبیلوں میں ہمیشہ دشمنی رہتی تھی بعد اُس صلح کے بنو بکر کے اور بنو خزاعہ کے لڑائی ہوئی قریش نے اپنے ہم عہدوں کی مدد کی اور کئی جوان قریش پوشیدہ منہ باندھ باندھ کر بنو بکر کے ساتھ ہو کر ناگاہ بنو خزاعہ پر جا پڑے اور بیس آدمی مار ڈالے بدیل بن ورقا بنی خزاعہ کا سردار کئی آدمی ہمراہ لیکر اور اپنا حال زار اشعار میں نظم کرکے مدینہ کو آیا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنپر رحم کھایا۔ اور فرمایا کہ اگر تمہارے خدا نے یاری کی۔ مگر میرا اللہ کہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ میری یاری کریگا۔ بدیل کو نہایت دلاسا اور تسلی سے رخصت کیا اور لشکر کے تیار ہونے کا حکم دیا اور مکے والے اس حرکت سے پشیمان ہوئے اور ابو سفیان کو کہا کہ تم مدینے کو جاکر سرے سے عہد کرو اور اپنے نقص عہد کا عذر بیان کرو ابو سفیان اس اُمید سے کہ میری بیٹی ام حبیبہ حضرت صلعم کا قبیلہ ہے۔ مدینہ کو آیا اور اول اپنی بیٹی کے پاس گیا۔ ام حبیبہ نے جو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ایمان کامل حاصل کیا باپ کو دیکھتے ہی بچھونا رسول صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا لپیٹا۔ ابو سفیان نے پوچھا۔ کہ بیٹی مجھ کو اس بچھونے کے لائق نہیں سمجھتی ہے یا اس بچھونے کو میرے لائق نہیں جانتی ام حبیبہ نے فرمایا یہ بچھونا رسول اللہ صلعم کا ہے اور تو شرک کی نجاست سے ملوث ہے تجکو شرم نہیں آتی کہ سردار قریش اور اعقل زمانہ ہو کر یہ پوچھتا ہے ابو سفیان وہاں سے نہایت غصہ سے

نکل حضرت صلعم کی مجلس میں گیا اور تجدید عہد چاہا۔ کچھ فائدہ نہ پایا اسواسطے شرمندہ اور محروم ہوکر مکہ کو پھر گیا۔ اور قریش کو اس حال سے خبر دی حضرت نے ام مکتوم کو مدینہ میں خلیفہ کیا اور دس ہزار سوار اور پیادے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور حضرت عباس ان دنوں میں اپنے اہل وعیال کو لیکر مدینے کو آتے تھے منزل ذوالحلیفہ میں حضرت محمد صلعم سے ملاقات ہوئی انہوں نے عیال کو مدینے کیطرف روانہ کیا اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوئے قریش کو معلوم نہ تھا کہ حضرت صلعم مدینے سے نکلے ہیں مگر ابوسفیان کو یقین تھا۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جلد آوینگے اسواسطے حکیم بن حزام کو مکے سے ساتھ لیکر باہر آیا تاکہ معلوم کرے کیا حال ہے جب ایک منزل آیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک پشتے کے تلے دس بارہ ہزار لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے اُترے تھے اور حکم دیا تھا کہ رات کو ہر شخص اپنے ڈیرے کے مقابل آگ جلاوے رات کو ابوسفیان نے پشتے پر چڑہکر جو دیکھا تو لشکر عظیم کے دیکھنے سے حیران ہوگیا اور گمان اُسکو نہ تھا کہ اتنا لشکر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا کہاں سے ہوگا اُسی پشتے پر مقام کیا کہ فجر کو حال معلوم کرے حضرت عباس کی قرابت مکے میں بہت تھی چاہتے تھے کہ کسی طرح قریش کو خبر ہو جو آن کر امان چاہیں یا ایمان لادیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر سوار ہوے تاکہ کوئی لکڑہارا ملے تو اُس کی زبانی یہ خبر بھیجیں لشکر سے باہر جو نکلے تو ابوسفیان کی آواز سُنی اور پہچان کر بولے کہ اے اباحنظلہ ابوسفیان نے پکارا یا ابا الفضل میرے ماں باپ تجھپر فدا ہوں یہ کیسا لشکر ہے۔ حضرت عباس نے فرمایا وائے برحال قریش! اگر بغیر درستی معاملہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچیں تب ابوسفیان بولا کہ کیا تدبیر کریں بھائی۔ حضرت عباس نے کہا کہ ساتھ والوں کو تو رخصت کردے اور میرے خچر پر ردیف ہوجا میں حضرت صلعم سے تیری مخلصی کی کوشش کرونگا۔ ابوسفیان کے رفیق تو اُسیوقت چلے گئے اور حضرت عباس اُسکو اپنا ردیف کرکے لشکر میں آئے ہر ایک ڈیرے پر جو پہونچتے تھے تو لوگ پہچان کر کہتے تھے کہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرکب رسول اللہ پر سوار ہوئے اپنے ڈیرے کو جاتے ہیں جسوقت حضرت عمرؓ کے ڈیرے کے برابر پہونچے۔ اور انہوں نے ابوسفیان کو پہچانا۔ وہیں تلوار میان سے باہر کرکے دوڑے۔ اور بولے کہ اے عدو اللہ الحمدللہ کہ میں نے تجھ کو بے ایمان پایا۔ اور حضرت عباس خچر کو جھپٹا کر آگے چلے اور حضرت عمرؓ شمشیر برہنہ پیچھے دوڑے حضرت عباس سبقت کرکے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے خیمے میں جا پہونچے۔ اور حضرت عمرؓ بھی پاشنہ کوب آئے۔ بلایا اور بولے کہ یا رسول اللہ حکم کرو کہ اس دشمن خدا کی گردن ماروں اور خلق اللہ کو اُس کے عذاب سے چھٹا دوں۔ حضرت عباس نے کہا

یا رسول اللہ میں اُس کو امان دیکر لایا ہوں۔ حضرت عمر اور عباس میں خوب مجادلہ اور تکرار ہی۔ حضرت عباس رضی کا مبالغہ ابوسفیان کے حق میں حد زیادہ ہوا۔ تب حضرت رسالتمآب صلعم نے فرمایا۔ کہ چچا آج کی رات اُس کو اپنے خیمے میں رکھو فجر کو حاضر کیجیو۔ حضرت عمر دانت پیستے ہوئے اپنے ڈیرے کو آئے اور عباس ابوسفیان کو اپنے خیمے میں لائے صبح کو جب عباس نے موافق حکم کے حضور میں حاضر کیا تب حضرت صلعم نے فرمایا وائے تیرے حال پر اے ابی سفیان ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ تو جانے کہ معبود برحق اور مسجود مطلق سوائے خدا کے دوسرا کوئی نہیں ہے ابوسفیان نے عرض کی کہ تیری حلیمی اور کریمی میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ باوجود ان قصوروں کے مجھ سے تیری خدمت میں صادر ہوئے ہیں تب بھی اس الطاف سے پیش آتا ہے حضرت عباس نے فرمایا کہ اے ابوسفیان فرصت کو غنیمت جان اور عمر کے آنے سے آگے مسلمان ہو جا جو مخلصی پاوے تب ابوسفیان جبراً اور کرہاً مسلمان ہوئے۔ پھر حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ ابوسفیان آدمی عزت طلب جاہ دوست ہے اس کے ساتھ کچھ ایسا التفات فرمائیے جو باعث اس کے سرفرازی کا ہو حضرت نے فرمایا۔ جو کوئی ابوسفیان کے گھر جاوے گا۔ اُس کو امن ہے اور جو کوئی مسجد الحرام میں آویگا اُس کو بھی امن ہے اُس وقت عباس سے حضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ چچا ابوسفیان کو پہاڑ کی جڑ میں تنگ راہ پر کھڑا کر جو لشکر حق کو دیکھے اور لشکر کی ہیبت سے اُس کا غرور ٹوٹے حضرت عباس نے موافق حکم کے عمل کیا جب لشکر اسلام فوج فوج نکلنا شروع ہوا۔ ہر ایک کے احوال سے پوچھتا تھا اور حضرت عباس بیان کرتے تھے یہاں تک کہ سید الابرار فتح مبین اور نصرت بسیار ساتھ قوم مہاجر و انصار کے کہ ہر ایک اُن میں سے درمیان خود اور زرہ کے اور بکتر اور دستانوں کے ایسے غرق تھے کہ سوائے آنکھوں کے کوئی عضو نمودار نہ تھا پہونچے۔ اور علم دار خاص حضرت کا زبیر بن العوام تھا ابوسفیان نے متعجب ہو کر پوچھا کہ یہ کون ہے۔ جواب دیا۔ کہ سید مختار اور حضرت مہاجر اور انصار ہیں۔ ابوسفیان نے کہا۔ کہ اب تیرے بھتیجے کا ملک اور حشمت بہت ہو گیا۔ حضرت عباس نے فرمایا۔ اے کم بخت! یہ ملک نہیں ہے۔ یہ نبوت ہے۔ روز بروز شوکت اور عظمت اس کی زیادہ ہوتی ہے۔ پھر ابوسفیان سب سے آگے بڑھ کے مکے پہونچا۔ اور قریش کو فریاد کر کے بولا کہ محمد ایسا لشکر لیکر آتا ہے کہ کسی کو مقابلہ کی مجال نہیں اور یوں حکم صادر ہوا ہے کہ جو کوئی میرے گھر میں یا مسجد الحرام میں پناہ لے جاویگا اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھے گا۔ وہ امان میں ہوگا اور اگر مسلمان ہو جاؤ گے تو سلامت رہو گے۔ زوجہ نالائق اُس کی نے نہایت نالائق باتیں کہیں۔ القصہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ زبیر مع فوج مہاجر کے فلاں رستے سے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

اپنے گروہ کے ساتھ فلانی طرف سے مکہ میں داخل ہوں اور خالد بن ولید فلانی راہ سے آویں اور کوئی کسی کو قتل نہ کرے
مگر اسکو جو قصد تمہارا کرے اُسوقت حضرت صلعم بنفس نفیس ناقے پر سوار ہوئے اور صدیق یمین اور اسید یسار پر
ساتھ خاص گروہ اپنے کے متوجہ ہوئے اور موضع حجون میں حضرت صلعم کے واسطے خیمہ استادہ کیا اور غزوے
میں کُشت وخون نہیں ہوا۔ مگر خالد بن ولید کو جس سمتے سے حضرت نے حکم داخل ہونے کا دیا تھا جب
شہر میں آنے لگے۔ تو عکرمہ بن ابی جہل معہ اپنے لوگوں کے خالد سے مقابل ہوا۔ اس سبب سے خالد
نے پچیس تیس آدمی اُن کے قتل کئے تھے کہ ابو سفیان یہ خبر سُن کر دوڑا۔ اور دامن عاطفت محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا پکڑا۔ عاجزی سے کہا کہ یا رسول اللہ کوئی متنفس قریش میں باقی نہیں رہے گا۔
مصرع ترحم کر کہ ہے وقت ترحم * حضرت نے منادی امن کروادی۔ پھر حضرت بیت الحرم میں تشریف
لے گئے اور تین سو ساٹھ بُت کعبے کے گرد وپیش تھے۔ اس ایت کو پڑھتے جاتے تھے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ ا
لْبَاطِلُ۔ اور ایک لکڑی سے بتوں کی طرف اشارہ کرتے تھے خود بخود وہ بت سرنگوں ہو کر گرتے جاتے
تھے۔ بعد اُس کے حضرت بیت اللہ سے باہر نکلے اور کعبے کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر کھڑے ہوئے۔ تمام
حرم شریف اہل مکہ سے بھرا تھا۔ حضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ اے لوگو تمہارا گمان مجھپر کیا ہے؟ کہ میں تمہارے
ساتھ کیا کرونگا انہوں نے دست بستہ ہو کر عرض کی تو بھائی کریم ہے اور بھتیجا کریم کا ہے۔ کریموں سے سوائے
کرم کے دوسری اُمید نہیں ہے حضرت صلعم نے اپنے کرم جبلی اور رحمت ذاتی سے فرمایا۔ کہ میری طرف سے تمپر
کچھ سرزنش نہیں ہے۔ جاؤ میں نے سب کو آزاد کیا کہتے ہیں کہ قریش کو اس بات کے سننے سے یہ حالت
ہوئی جیسے مجرم واجب القتل کو خوشی جان بخشی کی سننے سے ہوتی ہے اسی سبب سے اکثر اہل مکہ زن و مرد۔
ہزاروں ایک دم میں مسلمان ہو گئے اول مردوں نے بیعت کی بعد اس کے عورتیں آئیں حضرت نے چادر کا ایک
کونہ اپنے دست مبارک میں لیا دوسرا کونہ عورتوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ کے بیعت کی بعد اس فتح کے حضرت
صلعم نے خالد بن ولید کے تئیں تیس سواروں سے بھیجکر بتخانہ عزے کی عزت کھوئی اسیطرح اصحابوں کو جا بجا
بھیجکر بتخانہ سواع کا اور منات کا توڑا اور بتخانہ لات پر لات چلی اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو ترقی بخشی۔
پھر وہاں سے سالماً وغانماً مدینے پاکیزہ میں تشریف لیگئے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذکر مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیائے فانی سے رحلت فرمانے کا

بعد فتح مکے کی میسر ہوئی اللہ سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ نازل ہوئی حقیقت وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ

فِی دِینِ اللہِ اَفوَاجًا نے ظہور پایا قوم عرب ایمان لانے میں قریش کے معاملے کے انجام کے منتظر تھے۔ بعد فتح مکے کے انام قبائل عرب کی طرف سے وکیلوں کا واسطے ایمان لانے کے آنا شروع ہوا اور فوج فوج وفد کی ہے۔ اور وفد کے معنے رسول ہیں اور وفد فوج فوج اپنی قوم کے ہو کر آتے تھے۔ اور ایمان لاتے تھے رسول اللہ صلعم ہر ایک کو بعد ایمان کے خلعتیں اور خرچ دے دیکر رخصت کرتے تھے۔ جب آیۂ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ نازل ہوئی تو ایکدفعہ رسول خدا صلعم نے خطبہ پڑھا اور خطبے میں آیت مذکور پڑھکر فرمایا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے رہنے اور مرنے کا مختار کیا اُس نے عالم عقبیٰ کو اختیار کیا حضرت ابوبکر صدیق اس نکتے کو سمجھ کر رونے لگے کہ ہمارے ماں باپ تجھپر تصدق ہوں۔ ہمارا کیا حال ہوگا۔ نکتہ یہ ہے کہ حضرت صدیق نے جانا۔ کہ جب کمال دین کا اور اتمام نعمت کا ہوا۔ تو ہر کمال کو زوال ہوتا ہے۔ اور بھیجنا حضرت کا فقط واسطے تکمیل دین کے تھا جب دین کامل ہو چکا تو حضرت کو دنیا سے دنی سے کیا کام ہے۔ اور ایک مہینا پہلے وفات سے حضرت صلعم نے اصحابوں کو بلا کر ایسی نصیحت کی کہ سننے والوں کو مبالغہ سے معلوم ہو گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یاروں کو وداع کرتے ہیں سب نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ غسل کی خدمت کون کریگا۔ فرمایا میرے اہلبیت۔ لوگوں نے پھر عرض کی کہ نماز جنازہ کون پڑھیگا۔ فرمایا جب غسل و تکفین سے فراغت ہو تب جنازہ میرا میری قبر کے پاس اکیلا چھوڑ دیجیو اول جبرئیل اور دوسرے ملائک پڑھینگے۔ پھر عورت و مرد اہلبیت کے اس کے بعد اور لوگ فوج فوج آویں گے اور پڑھینگے بعد اس وصیت کے چہار شنبے کے دن اٹھائیسویں صفر کی حضرت کو درد سر بشدت شروع ہوا اور بعد ظہر کے زیادتی مرض کی ہوئی۔ باوجود مرض کے ہر روز ہر یک بی بی کے یہاں تشریف لیجاتے تھے اور ہمیشہ پوچھتے تھے کہ کل میں کہاں رہونگا امہات مومنین نے یہ حال دیکھ کر عرض کی کہ ہم سب راضی ہیں کہ آپ ایام مرض تک عائشہ کے گھر میں تشریف رکھیں۔ جب حضرت ایک ہاتھ حضرت عباس کے کاندھے پر اور ایک حضرت علی کے دوش پر رکھکر پاؤں سے گھسیٹتے ہوئے بڑی تکلیف سے حضرت عائشہ کے گھر گئے چودہ روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار رہے۔ دو روز صفر کے۔ بارہ روز ربیع الاول کے اسی ایام مرض میں حضرت فاطمۃ الزہرا ایک دن حضور میں تشریف لائیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطریق مشورت کے آہستہ خاتون جنت سے فرمایا کہ اے میوہ درخت زندگانی۔ و اے روشنی دیدۂ کامرانی ہر سال جبرئیل امین ایکبار میرے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔ اب کے سال دوبارہ اتفاق ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایام زندگانی آخر ہیں اور عنقریب اس دنیائے فانی سے جوار رحمت سبحانی میں جانا ہوگا۔ زہرا نے

بتول نے اس بات کے سننے سے ملول ہو کر چہرہ مبارک پر آنسوؤں کا باراں برسایا۔ اور فرقت میں سید الانس والجان کی آپ روئیں۔ اور اُن کو بھی رولایا۔ پھر حضرت صلعم نے بیقراری حضرت سیدالنسار کی دیکھکر بطریق مشورت کے کان میں آہستہ سے فرمایا۔ کہ اَے نور دیدہ و اَے فرزند برگزیدہ ملال مت کر۔ اور پریشانی کا خیال مت لا۔ میں تجھکو دو مژدے سُناتا ہوں اور غم کا زنگ تیرے سینے بے کینے سے مٹاتا ہوں۔ اول تو یہ کہ بہشت جاودانی میں سردار زنان اہل ایمان تو ہوگی۔ دوسرے یہ کہ سب سے پہلے میرے اہلبیت سے تو مجھ سے ملاقات کریگی۔ پس خاتون جنت نے اس تریاک کے جُرعے کے پینے سے فراق کا زہر اپنے مذاق پر شیریں سمجھا۔ اور اس خوشخبری کے سُننے کے شکر میں تبسم کیا۔ حضرت عائشہ نے پوچھا۔ کہ اَے فاطمہ میں نے کوئی غم خوشی سے نزدیک تر تیرے غم سے نہیں دیکھا۔ اور نہیں سُنا۔ سبب پہلے غم کا اور باعث دُوسری خوشی کا مجھ سے بیان کر حضرت خاتون نے فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بھید کا جلد ظاہر کرنا ادب فرزندی سے بعید ہے۔ لیکن بعد وفات حضرت کے حضرت عائشہ کے مبالغے اور تاکید سے یہ سب احوال ظاہر کردیا۔ جب تین دن حضرت کی عمر شریف کے باقی رہے۔ بسبب ضعف جسمانی کے جماعت میں حاضر نہ ہوسکے اور تیرہ نمازیں گھر میں پڑھیں ایک روز عشا کے وقت بلال موذن نے دروازہ پر آن کر پکارا الصَّلٰوۃُ یَارَسُولَ اللہِ حضرت صلعم نے فرمایا۔ کہدو کہ ابوبکر نماز جماعت کی پڑھا دیں۔ حضرت عائشہ نے بی بی حفصہ سے جو حضرت عمر کی بیٹی اور رسول اللہ صلعم کی زوجہ ہیں کہا میرا باپ نرم دل کثیر الحزن ہے اور عمر قوی مزاج ہیں اگر تو حضرت صلعم سے عرض کرکے عمر کو حکم امامت کا دلوا دے تو بہتر ہے حفصہ نے بموجب کہنی عائشہ کے حضرت سے یہ بات عرض کی حضرت صلعم بہت غصے ہوئے اور فرمایا کہ ابوبکر سے کہو امامت کرادیں اور تم اَے عورتو اُن عورتوں کی جنس سے ہو جو یوسف کو فریب دیتی تھیں۔ حفصہ نے اوداس ہو کر عائشہ سے کہا۔ کہ مجھ کو تجھ سے کبھی نہ خیر پہونچیگی۔ تو نے ایسے نازک وقت میں حضرت کا مزاج مجھ سے منحرف کروایا۔ بلال نے جو یہہ بات سُنی فریاد کرنے لگے کہ واغوثاہ کاشکے ماں مجھ کو نہ جنتی جو یہ حالت پیغمبر خدا صلعم پر نہ دیکھتا۔ بعد اُس کے بچشم گریان و دل بریان مسجد میں آکر حضرت صدیق کو حکم حضور اقدس کا پہونچایا۔ جب حضرت صدیق نے رسول اللہ کی جگہ کو خالی دیکھا بیطاقت ہوگئے۔ اور زار و زار روئے اور باقی حاضرین سب رونے لگے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو آواز اُن کے رونے کی سُنی تو وضو کیا۔ اور عباس اور حضرت علی کے کاندھوں پہ ہاتھ رکھکر مسجد میں آئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں تھے۔ چاہا کہ صف میں آملیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے

اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو اور ابوبکر صدیق کے دست چپ کی جانب بیٹھے اور بسبب ضعف کے آواز حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی لوگوں کو نہیں پہونچتی تھی۔ اسواسطے حضرت ابوبکر لوگوں کو اپنی آواز سے افعال و اقوال امام کا ظاہر کرتے تھے اسواسطے محدثین نے کہا ہے ابوبکر مقتدی سید عالم صلعم کے تھے اور لوگ مقتدی تھے۔ ابوبکر کے پیچھے کی نماز کیوقت آخر دن عمر شریف کے حضرت نے حجرے کا پردہ اٹھایا۔ اور اصحاب کو ابوبکر کے پیچھے نماز میں دیکھا۔ بہت خوش ہوئے بعد اُس کے جبرئیل امین بحکم رب العالمین کے تشریف لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تمکو اللہ تعالیٰ تحفہ سلام سے مفتخر کرتا ہے اور فرماتا کہ اگر تمہارا دل دنیا میں رہنے کو راغب ہے تو جب تلک چاہو رہو والا ہم تمہارے مشتاق ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَالْحِقْنِی بِالتَّوفِیقِ الْاَعْلٰی بعد اُس کے ملک الموت اعرابی کی صورت میں آئے اور دروازے پر پکارا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ میں آؤں حضرت فاطمہ رضہ نے دروازے کے قریب آنکر کہا کہ اے اعرابی آئے شائق دیدار نبی عربی خدا تجھکو اجر دے آج وقت ملاقات کا نہیں ہے پیغمبر خدا اپنے حال میں مشغول ہیں ایسے حال میں حضرت کو تصدیعہ دینا مناسب نہیں۔ دوسری بار بدستور اول آواز کیا وہی جواب سنا تیسری بار ایسا آواز کیا۔ کہ تمام سننے والوں کے اعضا لرزنے لگے۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ شاید یہ شخص کانوں سے اونچا سنتا ہے۔ حضرت صلعم نے یہہ باتیں سنکر فرمایا۔ کہ یہ کیا باتیں ہیں۔ خاتون جنت نے کہا ایک مرد غریب ساتھ صورت مہیب کے اور وضع عجیب کے دروازے پر اذن مانگتا ہے۔ ہم نے ہر چند عذر کیا۔ قبول نہیں کرتا اس مرتبہ میں ایسا کڑک کے بولا کہ ہمارے اعضا کانپنے لگے اور دل ڈر گیا۔ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے فرزند ارجمند تو نہیں جانتی یہ کون ہے یہ ہادم اللذات ہے اور مفرق الجماعات ہے۔ اور بیوہ کرنے والا عورتوں کا اور یتیم کرنے والا فرزندوں کا اور خراب کرنے والا گھروں کا اور آباد کرنے والا قبرستان کا ہے۔ اور چکھانے والا جرعہ فنا اور فوت کا ہے۔ اے نور دیدہ یہ ملک الموت ہے کہو کہ آوے اسواسطے کہ اذن مانگ کر آنا اُس کا طریق نہیں۔ مگر پاس ادب سے اس خاندان کے اذن مانگتا ہے۔ جب اذن دیا اور حاضر ہوا اور حضرت صلعم کے حاضران مجلس پر عزت اور حرمت سے ناظر ہوا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے زیارت کے قدم رنجہ کیا ہے تم نے یا واسطے روح کے اس گھر پر سایہ ڈالا ہے تم نے۔ جواب دیا کہ مقصد اول کو یقیناً آیا ہوں۔ اور دوسرا مطلب آپ کی رضامندی پر موقوف ہے اگر فرمایئے تو جان پاک کو افلاک پر لیجاؤں اور اگر اس عالم میں توقف منظور ہو

تو میں بے توقف اپنے مکان کو پھر جاؤں حضرت صلعم نے پوچھا اے فرشتے مقرب میرے دوست جبرائیل کو
کہاں چھوڑا۔ جواب دیا وہ آسمان پر ہے اور ملائک اُس سے آپ کی تعزیت کرتے ہیں یہ تو انہی باتوں میں تھے
کہ جبرئیل آ پہونچے اور حضرت کے سرہانے آ بیٹھے حضرت نے فرمایا کہ اسوقت غم بہت ہے اور دل بیقرار ہے۔
مناسب ہے کہ کچھ ایسی خبر سناؤ کہ جان میری بند غم سے آزاد ہو جبرائیل نے کہا اے رسول اللہ دروازے آسمان کے
کھلے ہیں اور ملائک روح مقدس کے استقبال کو صف باندھے کھڑے ہیں اور طباق نور کے لئے ہوئے
روح پاک پر نثار کرنے کو مستعد ہیں پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایسی خوشخبری دو کہ میری خاطر کو غم سے
نکالے اور نقش اندوہ کا میرے دل سے مٹادے جبرئیل نے کہا کہ اے انبیا کے سردار و اے سرور خاطر مہاجر
والنصار دروازے بہشتوں کے کھلے ہیں اور حورین قصور علیین میں آپ کے تشریف لانے کی منتظر ہیں۔ پھر
خلاصۂ انبیا و مرسلین ہوئے کہ اے رہنے والے سدرۃ المنتہیٰ کے اور اے مورد رحمت بے انتہا کے میرے
تئیں سناؤ مژدہ اس سے اعلیٰ اور خبر سرور افزا۔ روح الامین نے کہا کہ عالم غیب میں یوں مقرر ہوا ہے۔
کہ کل قیامت کو اُس میدان خوف وندامت میں اول وہ شخص کہ جسکے سر پر تاج شفاعت کا رکھیں گے۔ اور
پہلا شفیع کہ پھل قبولیت کا اُس کے درخت شفاعت سے جدا ہوگا۔ وہ تو ہی سید دنیا و آخرت نے سُنکر
شکر خدا کا کیا۔ اور پھر فرمایا کہ اے روح الامین وہ بات سُنا جو گرہ غم کی دل سے کھلے۔ جبرائیل نے کہا۔ کہ
اے مقتدائے انبیا و اے رہنمائے اصفیا تم کہو کہ کس غم میں ہو۔ اور فکر تمہاری کیا ہے۔ کہ ایسی خوشخبریاں تمہارے
غم کو زائل نہیں کرتیں اور خاطر مقدس کو کسی طرف مائل نہیں کرتیں۔ جواب دیا کہ تمام غم و اندیشہ واسطے اُمت
کے ہے کہ بعد میرے سرانجام اُن کے کام کا کیا ہوگا۔ جبرائیل نے کہا کہ خاطر جمع رکھو کہ تم سے آگے کوئی
پیغمبر بہشت میں نہیں جاویگا اور خازنان بہشت دروازے فردوس کے تیری اُمت عالی ہمت سے آگے
کسی کے واسطے نہ کھولینگے سید المرسلین صلعم نے خوش ہوکے فرمایا کہ اے عزرائیل جو ہم تجھ سے متعلق ہے
اُسمیں مشغول ہو اور اس جہان فانی کی بند زندگانی میرے مرغ روح کے پاؤں سے جیسے چاہیے ویسے
کھول کہ معاملہ خلق کا ہو آخر اور شوق خالق کا اب میرے گریبان کو کھینچتا ہے۔ تب عزرائیل کمر خدمت باندھ
کر واسطے قطع کرنے تعلق جسم و جان اُس سید الانس والجان کے مشغول ہوئے جبرئیل امین نے سید المرسلین
صلعم سے رخصت ہو کر فرمایا۔ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ آخری آنا میرا دنیا میں یہ تھا۔ پھر میں روئے
زمین پر واسطے پہونچانے وحی مبین کے نہ آؤنگا۔ مقصود و مطلوب میرا تو یہ تھا۔ مصرع جو مرا یوسف نہ ہو۔ تو

مصر سے کیا کام ہے۔ اُسوقت نشانیاں سکرات کی سید الابرار کے رخسار پر ظاہر ہوئیں۔ تمام امہات المومنین اور
اہل بیت طاہرین حجرے میں جمع تھیں اور زاری کرتی تھیں اور دو نوجوان کے سردار نے حضرت عائشہ کے
سینے سے تکیہ لگایا تھا۔ اور اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی کہتے تھے ایسی حالت میں رُوح فتوح کو قبض کیا۔ اور ایک
چادر یمانی روے مبارک پر کھینچ دی دوشنبے کے دن یہ بلائے عظیم واقع ہوئی اور آفتاب برج نبوت کا مغرب فنا
میں غروب ہوگیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وصلے اللہ علی سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین جب خبر موت
کی مسجد میں اصحابوں کو پہونچی۔ سب پریشانی اور حیرانی کے دریا میں غرق ہوگئے۔ بعضوں کو سکتے کیحالت
ہوگئی اور بعضے بیہوش ہوکر گرپڑے اور بڑا اختلاف اصحابوں میں پڑا۔ بعضے کہتے تھے۔ کہ حضرت دُنیا سے
سفر کرگئے اور بعضے کہتے تھے۔ کہ حضرت بیہوش ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ اُنہیں لوگوں میں تھے
اور کہتے تھے کہ جو کوئی کہے گا۔ کہ حضرت مرگئے ہیں اُس کو میں تلوار سے مارونگا۔ حضرت ابوبکر صدیق کا
مکان فاصلے سے تھا اور اسی دن صبح کے وقت حضرت صلعم کو افاقت میں دیکھکر گھر کی خبر لینے کو گئے تھے۔
حضرت عائشہ نے آدمی بھیجا کہ حادثہ سخت واقع ہوا۔ ابوبکر صدیق سوار ہوکر جلد آپہونچے۔ مسجد میں آن کر
جو معلوم کیا تو اصحاب گروہ گروہ سراسیمہ اپنی تجویزیں کرتے تھے وہاں سے چپکے حجرہ شریف میں جاکر چادر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے اٹھاکر دیکھا اور دست مبارک چوم کر آیۃ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ
مَّیِّتُوْنَ پڑھکر بولے۔ کہ خوشبو رکھتا تھا تو زندگی میں اور بعد اُس کے مسجد میں جاکر کسی کی طرف
التفات نہ کیا۔ اور منبر پر چڑھکر خطبہ فصیح و بلیغ فرمایا۔ جب ابوبکر صدیق نے حمد و ثنا شروع کی۔ تو اصحاب
اِدھر اُدھر جمع ہوکر خطبہ سننے کو جمع ہوئے حضرت ابوبکر صدیق نے یہ کلام بالتحقیق سنایا۔ کہ اے لوگو
جو کوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی کرتا ہے۔ سو یہ جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو مرگئے۔ اور جو
کوئی پروردگار عالم کو پوجتا ہے۔ وہ حیّ لایموت ہے۔ نہ مرا ہے نہ مریگا۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ
اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ یعنے محمد نہیں
ہیں مگر خدا کے رسولؐ ہیں۔ اگر محمد مرجاویں یا مارے جاویں تو تم اے لوگو کیا پھر جاؤ گے اپنی اگلی راہ سے؟
یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مرنے سے کیا دین چھوڑ کر پھر کفر اختیار کروگے۔ اور جو کوئی کہ پھر جاوے گا
تو وہ کچھ ضرر خدا کو نہیں پہونچا سکے گا۔ اور اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔ حضرت عمر سے روایت ہے
کہ اس آیت کے سننے سے میں ایسا بیدار ہوگیا کہ گویا میں نے یہ آیت سنی نہ تھی اُس وقت سب کو

یقین ہوا کہ حضرت نے وفات پائی اور ہر ایک اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے لگا۔ بعد اُس کے حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ اَے مردان اہلبیت کرام تم بموجب وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تجہیز وتکفین میں مشغول ہو اُس وقت حضرت علی اور حضرت عباس کے دو بیٹے فضل اور قثم بن عباس اور شقران حبشی حضرت کا آزاد کیا ہوا غلام غسل کی خدمت میں مشغول ہوئے اور بموجب سید العالمین صلعم کے تجہیز وتکفین کرکے نماز جنازہ موافق ارشاد کے پڑھ کے حضرت عائشہ کے حجرے میں مدفون کیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اجمعین۔

ذکر حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا

اسم شریف اُن کا عبداللہ بن قحافہ اور کنیت اُن کی ابوبکر اور لقب اُن کا صدیق اور عتیق تھا جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اُسی دن سب اصحابوں نے اُن سے بیعت کی اور مہاجرین اور انصار نے اُن کو خلافت پر مقرر کیا بعد مقرر ہونے خلافت کے اپنی معاش کے مقدمے میں متفکر ہوئے کہ کس کام میں مشغول ہوں اصحابوں نے کہا کہ تم خلیفہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوئے اور تعلق بیت المال کا تم سے ہے اُس میں سے جتنا چاہو صرف کرو۔ اور ہمیشہ حضرت تمام لوگوں سے تواضع اور حلم کرتے تھے۔ اور مقدمات دینی اور ملکی میں ساتھ علمائے صحابہ کے مشورت کرتے تھے اور ضعیفوں کے ساتھ نرمی اور مدارات کرتے تھے۔

پھر جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر عرب میں مشہور ہوئی تو اکثر عرب مرتد ہو گئے۔ اور زکوات دینا موقوف کیا حضرت ابوبکر صدیق نے اصحابوں سے اُن کے قتل کرنے کی مشورت کی حضرت عمر نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ لوگوں سے نرمی اور تالیف کرو فرمایا کہ تو جاہلیت میں جبار تھا اور اسلام میں سستی کرتا ہے اَے عمر وحی منقطع ہوگئی اور دین تمام اور کامل ہوا آیا دین میں نقصان ہوگا۔ اور میں زندہ ہوں۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے اسامہ بن زید کو سات سو پہلوانوں کا امیر کرکے واسطے غزا کے ملک شام کی طرف بھیجنا مقرر کیا تھا ہنوز روانہ نہوئے تھے کہ روح مبارک صلعم کی قبض ہوئی۔ اور عرب مرتد ہوگئے اصحابوں نے جمع ہوکر حضرت ابوبکر صدیق سے کہا کہ ان لوگوں کو بالفعل مت بھیجو حضرت صدیق نے فرمایا۔ کہ اگر میں جانوں کہ درندے ازواج مطہرات کے پاؤں کو مدینے سے کھینچیں گے یعنی اگر قتال کا درجہ یہاں تک پہونچے کہ ازواج مطہرات قتل ہوں اور کوئی اُن کے دفن کرنے کو نہ رہے جب بھی میں اُس لشکر کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا ہے نہیں پھیرونگا اور وہ علم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے باندھا ہے نہ کھولونگا پھر اسامہ کو مع فوج جرار اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم روانہ کیا۔ اور فرمایا۔

کہ اگر تیری مرضی ہو تو عمرؓ کو چھوڑ جا جو میں اس سے استعانت کروں اور طبیعت کو انسیت حاصل ہو۔ اسامہ نے
قبول کیا اور روانہ ہوئے جو قبائل عرب کہ ارادہ ارتداد کا رکھتے تھے اُس فوج ظفر موج کو دیکھکر کہتے تھے۔ کہ اگر اس
قوم کو قوت نہوتی تو ایسا لشکر انہیں کیونکر نکلتا غرض اسامہ گئے اور اہل روم سے مقابلہ کیا۔ اور اُن کو بھگایا۔
اور سلامت باغنیمت رجوع کیا حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق نے شمشیر
برہنہ کی اور اپنے راہ چلنے پر سوار ہوئے تو حضرت علی نے اُنکی اونٹنی کی باگ پکڑی اور فرمایا کہ میں تم کو وہ
کہتا ہوں جو جنگ اُحد میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تلوار کو میان میں کرو۔ اور ہم کو اپنا
دُکھ مت دکھاؤ واللہ اگر تمپر کچھ مصیبت آئی تو بعد اُس کے اسلام کا ایک انتظام نہوگا اور ابوہریرہ رض سے
روایت ہے کہ اگر ابوبکر خلیفہ نہوتے تو کوئی اللہ کی عبادت نہ کرتا۔ نقل ہے کہ جب ابوبکرؓ نے سعادت اسلام
کی پائی تو چالیس ہزار درہم نقد رکھتے تھے یہ سب رضائے خدا اور رضائے رسول میں خرچ کیے اسیواسطے
رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ نہیں دیا نفع میرے تئیں کسی کے مال نے جیسا نفع دیا ابوبکر کے مال نے
اور بہت مسلمان غلامی کی ذلت میں گرفتار تھے۔ اور کافروں کے ہاتھوں سے بسبب حسد اسلام کے
گرفتار ایذا و اضرار تھے ابوبکر صدیق نے مال کثیر دیکر اپنی ملک میں لاکر فی سبیل اللہ آزاد کیا۔ اور اپنا خانہ
عافیت آباد اُنہیں میں سے تھے عامر بن فہیرہ اور بلال کفار کی ایذا سے ہو گیا تھا بدر اُن کا مانند ہلال۔ اور
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابوبکر صدیق کے حق میں چند بیتیں عالی مضمون صنعت تجنیس کی فرمائی ہیں
اُن کو معہ ترجمہ لکھتا ہوں۔ بیت بزبان عربی

ابو بکر حبا فی اللہ مالا
واسرع فی اجابتہ بلالا

واعتق من دجابرہ بلالا
لو ان البحر ابعضہ حفقانا

وقد واسی النبی بکل فضل
لما ابقی لا الٰہ بلالا

یعنے ابوبکر نے عطا کیا راہ خدا میں مال اور آزاد کیا اپنے سے بلال کو بہ تحقیق غمخواری کی نبی کے ساتھ سب فضل
کی اور شتابی کی بیچ اجابت حکم اُنکے بغیر لا کے یعنی بغیر تا کے اگر دریا غضب میں لائے یعنی آزردہ کرے ابوبکر
کو جان بوجھ کے نہ باقی رکھے اللہ اسمیں ملال یعنی بعضے علما نے کہا ہے کہ پانچ فضیلتیں ابوبکر میں ہیں
کہ دوسرا اسمیں شریک نہیں ایک تو ثانی اثنین فی الغار دوسری ثانی اثنین فی العریش اور عریش ایک مکان
سایہ دار تہا کہ اصحابوں نے جنگ بدر میں واسطے شدت آفتاب کے حضرت صلعم کیواسطے تیار کیا تہا اور اصحاب تو لڑائی میں
مصروف تھے حضرت ابوبکر تنہا مسلح حضرت صلعم کی حفاظت میں موجود تھے تیسری ثانی اثنین فی المدفون چوتھی

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کے پیچھے اقتدا مقرر نہیں کی اور پانچویں وہ اور اُن کے ماں باپ اور اولاد
سب اصحاب تھے اور کسی اصحاب میں یہ فضیلت جمع نہیں ہوئی اور حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا ہے کہ عورت سراسر
شر ہے اور زیادہ شر یہ ہے کہ بغیر اس کے چارہ بھی نہیں اور فرمایا ہے کہ اے شخص اصلاح کر تو نفس اپنے کی اصلاح
کرینگے واسطے تیرے لوگ اور فرمایا ہے کہ نہیں ہے ساتھ صبر کرنے کے مصیبت اور نہیں ہے بیچ بیقراری
کے فائدہ حضرت ابوبکر صدیق نے سال اول میں اپنی خلافت کے تمام مرتدان عرب پر فوج بھیجی۔ اور قتل
و غارت میں کچھ صرفہ نہ کیا ملک بحرین کا علاؤ الحضرمی کی جانفشانی سے کہ اولیاے صحابہ تھے فتح ہوا۔ اور
مرتدان قبیلہ کندہ و حضرموت زیاد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل کی جوانمردی سے مسلمان ہو گئے۔ اور
خلافت کے دوسرے سال میں جو بارھواں برس ہجرت کا تھا۔ مثنیٰ بن حارث کہ بنی شیبان کا بڑا رئیس
اور ملوک عجم سے بسبب قرب وجوار کے اُس کی قوم نے بہت ایذا پائی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آن کر
مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ بادشاہان عجم کا کام ضعیف اور بہت ضعیف اور پریشان ہیں تو میں ایک لشکر
کوفے کے گرد نواح میں لیجاؤں اور جو شہر اُس طرف کا لوں اُسکی حکومت مجکو عنایت ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق
نے اُس کو روانہ کیا اور فرمایا کہ ایک لشکر تیری مدد کو پیچھے سے روانہ کرونگا۔ مثنیٰ نے وہاں پہونچکر اطراف کوفہ
کو لوٹنا اور علم اسلام کے تئیں قائم کرنا شروع کیا جب شوکت اور شجاعت کا آواز حضرت ابوبکر صدیق کو
پہونچا تو ایک خلعت اور نشان اُس کو بھیجا اور عجم کی لڑائی پر اُس کو تیز کیا بعد اُس کے بصلاح اصحاب خالد بن
ولید کو مثنیٰ کی مدد کیواسطے مقرر کیا اور ایک خط مثنیٰ کے نام لکھا کہ میں نے خالد بن ولید کو تیری طرف بھیجا
ہے۔ اُس کی تعظیم اور توقیر کیجیو اور معہ لشکر اُس کی مدد میں رہیو جب خالد بن ولید دس ہزار سوار جرار ہمراہ
لے کر سواد کوفہ و عراق عرب میں پہونچے اُس ملک کو نہایت آباد پایا۔ وہاں کے سردار طاقت مقابلہ کی نہ لاسکے
صلح طلب کی حضرت خالد نے بمقتضاے الصلح خیر کے مبلغ کثیر ہر سال اُنکے ذمے مقرر کئے اور سبب صلح
کا یہ ہوا کہ خالد بن ولید وہاں پہونچے تو وہ سب اپنے قلعوں میں متحصن ہوئے اور خالد متصل قلعہ کے رہے۔
اور کہا کہ ایک مرد عاقل کو ہمارے پاس بھیجو جو اُس سے کچھ باتیں کریں اُنہوں نے ایک مرد پیر کو کہ نام اُسکا
عبدالمسیح اور زبان اُسکی فصیح تھی۔ بھیجا۔ اور گفتگو صلح کی کی اور اُسوقت عبدالمسیح کے پاس سم الساعۃ یعنی وہ
زہر کہ جسکے کھانے سے ایک ساعت میں آدمی مرجاتا ایک کاغذ کی پڑیہ میں تہا۔ خالد نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جواب دیا
کہ اگر میری بات تمہاری حضور میں مقبول نہو گی تو میں قوم کی شرم سے اس زہر کو پیکر مر رہونگا خالد نے اُس کے

ہاتھ سے وہ زہر لیکر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ پڑھکر مانند شکر کے نوش کیا اول تو غش اور عرق آیا مگر کچھہ آسیب نہ پہونچا اُٹھکر بیٹھ گئے عبد المسیح نے حیران و سراسیمہ ہوکر اپنی قوم سے کہا کہ اے یارو اِن لوگوں کو جو چاہیں سو دو یہ لوگ جنس البشر سے نہیں ہیں اور خود اُس نے دین نصرانیہ ترک کیا اور دین محمدی اختیار کیا خالد نے ایک لاکھ کئی ہزار روپے صلح کر کے حضرت ابوبکر کے حضور میں اطلاع دی اور آپ اٹھارہ ہزار مردان مرد ہمراہ لیکر کسرے کیطرف متوجہ ہوئے اور ہرمز کے ساتھ جو کسرے کی طرف سے حاکم تھا ایسا مقابلہ کیا کہ چشم عقل خیرہ اور فضائے کثرت

تیرہ ہوا **شعر** بہر سو کہ خالد بحر رزم خو	بہا خوں کا دریا بہر رزم گاہ !	وہ آئے مثال نہنگ وزم !
جلاتے تھے گویا زمیں کو بدم۔	یونہی تاخت کرتے فراز و نشیب	لگے مارنے گرز و تیغ و رکیب۔

عاقبت الامر حضرت خالد نے اپنے دست زبردست سے ہرمز کو قتل کیا اور بموجب حکم شرع سلب یعنی سامان اُسکا سب لے لیا۔ فقط تاج اُسکا ایک لاکھ درم کا تھا۔ اور ہرمز کے لشکر سے جماعت کثیر قتل میں آئی اور غنیمت بیشمار اور بندیاں ہزار مسلمان کو حاصل ہوئیں وُہ سرے دن خمس غنیمت کا حضرت خلیفۃ الرسول کیخدمت میں روانہ کیا اور باقی مال لشکر پر تقسیم کیا پھر ہرمز کے قتل کی خبر قارن کو جو امیر اہواز تھا اور کسرے کے حکم سے پچاس ہزار آدمی لے کر آتا تھا۔ پہونچائی۔ خالد یہ خبر سنکر معہ لشکر اُس طرف متوجہ ہوئے اور موضع مدار میں پہونچے۔ اور فے الفور مدار معاملہ کا مقابلہ پر ٹھیرا۔

مثنوی

بہ تیغ و بہ خنجر بہ پیراستہ	جو خالد نے دیکھا بس احوال کو	اُسی دم کیا لشکر آراستہ
گرجنے لگا تب وہ مانند رعد	مساعد ستارہ ہوا وقت سعد	وُہ گستاخی قوم بدحال کو
لگے قتل کرنے نشیب و فراز	گرفتار قارن ہوا اُس گھڑی	لئے گرز و تیغ و سنان دراز۔
		وہیں فوج اعدا میں بھاگڑ پڑی

نقل ہے کہ مسلمانوں نے اُسدن رات تلک سپاہ عجم کو قتل کیا قریب تیس ہزار کفار کو مقارن اجل کیا بہت مال اور سامان اور ہزاروں بندیوان مسلمانوں کے ہاتھہ میں آئے خالد نے خبر فتح کی اور خمس غنیمت کا مدینے کو بھیجا اصحاب خوش ہوئے اور خالد کے حق میں دُعا کی جب تیرھواں برس ہجرت کا شروع ہوا ابوبکر صدیق نے ایک روز مسجد نبوی میں خطبہ بلیغ و فصیح پڑھا اور لوگوں کو واسطے جہاد کے رغبت دلائی اور فرمایا کہ روم کے غزا کی تیاری کرو اور چار امیر مقرر کئے ہر ایک امیر کو ایک ایک ملک پر بھیجا عمرو بن العاص کو فلسطین میں اور عبیدہ کو حمص میں اور یزید بن ابی سفیان کو دمشق میں اور شرحبیل کو اردن میں نامزد کیا اور

وصیت تقویٰ اور عدم خیانت کی بیچ امانت کے بیان فرمائی اور فرمایا جب تم سب اکٹھے جمع ہو تو ریاست تمام لشکر
ابوعبیدہ سے متعلق رہے اور جو متفرق ہوں تو ہر ایک اپنے اپنے لشکر کا امیر ہووے سب اپنے اپنے مکانوں کو روانہ ہوئے تمام لشکر
سات ہزار مرد مقاتل تھے عمرو بن العاص جب فلسطین کو پہونچے تو سُنا کہ ہرقل نے اہل اسلام کی توجہ کی خبر پا کر تدارک
کو جو بھائی تھا اسکا ساتھ پچاس ہزار فوج کے واسطے تدارک اس مہم کے بھیجا اور آپ انطاکیہ میں جا کر لشکر کے اور اسباب
جنگ جمع کرنے میں مشغول ہوا عمرو بن العاص نے ایک مکتوب حضرت صدیق کو لکھا اور کثرت لشکر اعدا سے اطلاع
کی ابوبکرؓ نے سعد بن وقاص کے بھائی کو تین ہزار صحابہ کے ساتھ روانہ کیا اور ابوعبیدہؓ بن الجراح سب سے آگے
عمرو بن العاص کے جا ملے اور ہشام کو مع چند شرفا کے بطریق رسالت کے ہرقل کے پاس بھیجا یہ گئے اور ہرقل کے
محل تک سوار چلے گئے اور ہرقل محل کے جھروکے سے اس جماعت کو دیکھتا تھا اور دل اسکا کانپتا تھا جب
متصل پہونچے تو جماعت مسلمین نے آواز کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی نکالی اس کلمہ کی آواز سے ایوان ہرقل
کا زلزلے میں آیا اور اسکے شق ہونے کی آواز ان دونے اور اعلیٰ کے کان میں پہونچی ہرقل نے آدمی انکے پاس
بھیجا کہ تمکو نہیں پہونچتا کہ میری بارگاہ میں اپنے دین کو اسطرح آشکارا کرو اگر کچھ پیغام رکھتے ہو پہونچاؤ جب
یہ ہرقل کی مجلس میں پہونچے تو دیکھا کہ وہ تخت پر بیٹھا ہے اور تاج مرصع اسکے سر پر ہے یہ اس کے تخت کے
آگے جا کھڑے ہوئے نہ سجدہ کیا نہ منحنی ہوئے نہ سلام کیا ہرقل نے کہا کہ تمکو کیا ہوا کہ آداب بجا نہ لائے ہشام
نے کہا کہ آداب ہمارا اسلام ہے اور وہ مخصوص اہل اسلام ہے ہرقل نے احکام شریعت محمدی اور آداب دین
اُنسے پوچھا اور بزرگترین کلمہ تمہارے دین میں کونسا ہے انہوں نے جوابدیا کہ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر سریر کو شاہ
اُس کی حرکت و اضطراب میں آئی حضرت صدیق نے جب ہرقل کا لشکر جمع کرنا انطاکیہ میں سُنا تو خالد بن ولید کو حکمنامہ
لکھا کہ عراق کے لشکر کو وہاں چھوڑ کر آپ ساتھ اُس لشکر کے جو ضلع یمانہ سے ہمراہ لیگیا تھا روانہ ہو کر ابوعبیدؓ سے جا ملو
اور تم اُس جماعت اسلام کے امیر ہو خالد بن ولید روانہ ہوئے جب لشکر اسلام کے جمع ہونیکی خبر فلسطین میں رومیوں کو
پہونچی تو یہ کفار موضع اجنادین میں متصل رملے جمع ہوئے اور مسلمان بھی اجنادین کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فریقین
میں مقاتلہ عظیم واقع ہوا روایت ہے کہ عدد لشکر کفار دو لاکھ تیس ہزار اور شمار فوج ابرار چھتیس ہزار تھا۔ خالد کے حکم
سے سب لشکر نے ایکبار گی حملہ کیا۔ اور آتش جنگ مشتعل ہوئی اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے بموجب مضمون
كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ کے شکست فاش لشکر کفار پر پڑی مسلمانوں نے تیغ
بیدریغ سے خون کفار کا زمین ادبار پر بہایا تیس ہزار کافر سوائے اُن لوگوں کے جو وقت بھاگنے کے مقتول ہوئے تھے

مارے گئے غنیمت بیشمار اور سپریں زرنگار اور خود عادی اور زرہیں داؤدی اور گھوڑے بادپا اور سراپردہ نقرہ و طلا خارج از حد احصا مسلمانوں کے ہاتھ آئے بیت نہ سرمایہ کا اتنا شمار ٭ کہ پائے مہندس کچھ اسکا شمار متاع گرانمایہ اور چارپا ٭ پھرے تین فرسنگ تک جا بجا ٭ خالد نے اس فتح کی خبر عبدالرحمن عجمی کے ہاتھ حضرت ابوبکر کے پاس بھیجی ابوبکر صدیق نہایت خوش ہوئے اور مہاجر اور انصار خوشی سے مالامال ہوئے کہتے ہیں کہ جب یہ خبر ہرقل کو پہونچی کئی سردار نامدار واسطے مقابلے صحابہ کبار کے روانہ کئے جب خالد بن ولید نے یہ خبر پائی دمشق سے اٹھکر اُن کے مقابلے کو گئے اور موضع یرموک میں فریقین کی ملاقات ہوئے سپاہ روم تین لاکھ سے زیادہ تھی اور لشکر اسلام چھتیس یا چالیس ہزار تھا ایک شخص نے خالد سے کہا۔ کہ لشکر روم بہت ہے۔ اور لشکر اسلام کم ہے خالد نے کہا اگر نصرت الٰہی ہو ہمدم تو کثرت اعدا کا کیا غم خالد لشکر اسلام میں منادی کروائی کہ جس کسی نے شرف صحبت رسول اللہ صلعم پایا ہو وہ لشکر سے جدا ہوکر جمع ہوں ہزار اصحاب جمع ہوئے خالد نے اُن کو جمع کرکے اُنکو وجود با جود کو واسطے طلب فتح و نصرت کے وسیلہ کرکے حقتعالیٰ سے استمداد کیا۔ اور اُن میں سے سو جوان مہاجر و انصار کے جو بدر کی لڑائی میں موجود تھے علیحدہ کیا اور کہا کہ میرا مطلب نہیں ہے تم سے مقابلہ اعدا بلکہ تم بعجز والحاح کرو جناب الٰہی میں دعا اسی عرصہ میں ایک قاصد مدینے سے پہونچا اور خالد کے کان میں کہا۔ کہ ابوبکر نے وفات پائی خالد نے اندیشہ کیا کہ اگر یہ خبر فاش ہوئی تو مسلمانوں کو شکست ہوجاویگی قاصد سے جماعت نے ابوبکر صدیق کی بیماریکا حال پوچھا اُس مرد زیرک نے خالد بن ولید کے مطلب کو پاکر کہا کہ بہتر ہے اور بارہ ہزار مرد تمہاری مدد کو عنقریب پہونچتے ہیں مسلمانوں کو مسرت اور قوت ہوئی ٭ پھر خالد نے تنہا قاصد سے پوچھا کہ خلیفہ کون مقرر ہوا کہا کہ عمر بن الخطاب خالد نے کہا شاید میں امارت سے معزول ہوں قاصد نے کہا ہاں تم معزول ہو اور امارت اس لشکر کی ابوعبیدہ بن الجراح پر مقرر ہوئی خالد نے کہا کہ تو نے بہت اچھا کیا جو یہ خبر مجمع عام میں نکہی پھر خالد روئے اور کہا کہ خداوندا تو واقف ہے کہ میں نے یہ لڑائیاں واسطے خلق کے اور طلب مال و عزت دنیا کے نہیں کیں۔ بلکہ خاص واسطے رضامندی تیری کے کیں پھر خالد نے قلب لشکر سے حملہ کیا اور عمرو بن العاص نے میمنہ سے اور یزید بن ابے سفیان نے میسرہ سے موافقت کی آخرالامر بعد جنگ و جدل بیشمار کے نسیم نصرت الٰہی نے الطاف نامتناہی سے بہنا شروع کیا اور ایکبارگی کفار پر حملہ کیا رومی بھاگے اور مسلمان پیچھے روانہ ہوئے اور شام تلک قتل کیا ایک سو دس ہزار کفار فجار دارالبوار کو پہونچے۔ اور تین ہزار اہل اسلام شہید ہوئے اور روایت ہے۔ کہ

تیس ہزار حصے دیباکے اور تین ہزار بردے اور نقود و جواہر وافر اور متاع متکاثر غنیمت مسلمانوں کی ہوئی خالد بن ولید نے غنیمت کو جمع کرکے بر وقت قسمت ابو عبیدہ ابن الجراح کو بلایا اور ابو بکر صدیق کی وفات کا اور حضرت عمر کی خلافت کا اور اپنے معزول ہونیکا اور ابو عبیدہ کے منسوب ہونیکا اعلام کیا جب لشکر اسلام نے حضرت صدیق کی خبر وفات سنی تو بہت روے اور خالد بن ولید کے تئیں دعا کی کہ اللہ تجکو جزا دے کہ تونے اسلام کو گرامی کیا اگر یہ خبر کوئی دوسرا امیر سنتا تو اس لڑائی کو تمام نکرتا اور دشمن ہم پر فتح پاتا۔ فائدہ خالد بن ولید کے معزول ہونیکا سبب یہ تہا کہ حضرت صدیق کی خلافت میں خالد بن ولید نے مالک ابن نویرہ کو قتل کیا تہا اور حضرت عمر خالد پر بدظن ہوے تھے کہ تونے مالک بن نویرہ کو باوجود اظہار اسلام کے بیگناہ قتل کیا اور حضرت صدیق سے خالد کی نالش کی لیکن حضرت صدیق کے نزدیک خالد کا قصور ثابت نہ ہوا اسکو بدستور بحال رکھا حضرت عمر کو یہ بات ناگوار تھی اسواسطے خلیفہ ہوتے ہی خالد کو معزول کیا۔ اے مسلمانو! اصحابو کی نیت کی برکت تھی کہ اللہ تعالی نے دین محمدی کو چمکایا خدا اُن کو سب مسلمانوں کی طرف سے جزاے خیر دے

بیان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دو برس اور چار مہینے بعد واقعہ اصحاب فیل کے دوشنبے کو پیدا ہوے اور جمعہ کے دن دوسری یا تیسری جمادی الآخر کی تیرہویں برس ہجرت کے وفات پائی عمر انکی ترسٹھ برس کی تھی ایام مرض میں اصحاب کبار کو جمع کرکے خلافت عمر بن الخطاب کو سونپی اور جناب الہی میں دست بدعا ہوے کہ خدایا عمر کو میں نے خلیفہ مسلمانوں پر بنایا اور میری غرض سواے اصلاح حال مسکین کے کچھ نہیں اور تیئنے اپنی دانست میں بہترین صحابہ کو والی کیا آلہی اسکو خلفای راشدین سے کر حضرت عمر نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ یہ حضرت مجھ سے دور رکھ کہ مجھے خلافت کی حاجت نہیں حضرت صدیق نے فرمایا اگر تمکو خلافت کی حاجت نہیں تو خلافت کو تجھ سے حاجت ہے القصہ صدیق اکبر نے وصیت تمام کی اور کہا کہ اسما بنت عمیس جو میرا قبیلہ ہے غسل دے اور عبد الرحمن اسکی مدد کرے میں نہیں چاہتا کہ سواے انکے کوئی مجکو برہنہ دیکھے رات کیوقت دنیا سے رحلت کی اور نماز جنازہ کی حضرت عمر کو وصیت کی حضرت عائشہ کے حجرے میں پہلو قبر مطہر حضرت رسول اللہ صلعم دفن کیا کہتے ہیں جو خبر انکی وفات کی ابو قحافہ کو جو انکے باپ تھے پہونچی کچھ جزع فزع نہ کی اور بولے۔ للہ ما اخذ۔

ذکر قدوۃ الاصحاب امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا

کنیت انکی ابو حفص ہے اور لقب امیر المومنین اور فاروق ہے اور اشراف قریش سے ہیں اور اتفاق

علما کا ہو اور کثرت علم اور غایت زہد اُن کے اور تواضع اور نرمی ساتھ مسلمانوں کے اور شدت اور غلظت کافروں پر اور کمال عدل و انصاف پر اور فرمانبرداری پر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور معرکہ بدر اور احد اور فتح مکہ اور جنگ خیبر اور حنین اور تبوک میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھے اور اُنکے زمانہ خلافت میں ایک ہزار اور چھتیس شہر فتح ہوئے اور چار ہزار مسجدیں بنائیں اور چار ہزار کلیسے خراب کیے اور ایک ہزار نو سو منبر واسطے خطبہ جمعے کے منصوب کیے۔ اور دمشق اور روم اور قادسیہ حمص تک فتح کیا اور رقہ اور نصیبین اور عسقلان اور طرابلس وغیرہ سواحل سے فتح کیا اور بیت المقدس اور یرموک اور اہواز اور مصر اور تستر اور نہاوند اور رے اور اصفہان اور اصطخر اور فارس اور نوبہ اور بربر وغیرہ سب اُس جناب کے عہد دولت میں فتح ہوا۔ اور اتفاق علما کا ہے کہ مانند عمر کے نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ اور باوجود اس فتوحات کے اور رعب اور ہیبت کے کہ ملوک فارس و روم لرزتے تھے حضرت عمر نے اُس احوال سے جو ولایت اور حکومت سے آگے تھا لباس اور ہیئت میں اور افعال میں اور تواضع میں تغیر نہیں کیا ایک حال پر ہے سفر اور حضر میں بغیر چوکی اور پہرے کے اور حاجب اور چوکیدار کے باوجود کثرت اعدا کو پھرتے تھے اور کسی مسلمان پر زبان درازی نہیں کی اور امر حق میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرے اور باوجود اس حشمت اور جاہ کے بیت المال سے برابر ایک مہاجر کے لیتے تھے۔

بیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا

روایات اُن کے ایمان لانے کے مختلف ہیں نقل ہے کہ حضرت عمر فرماتے تھے کہ میں ایک رات اپنے گھر سے واسطے تعرض کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلا دیکھتا ہوں کہ مسجد الحرام میں نماز کرتے ہیں میں پیچھے اُنکے کھڑا ہوا اور سورہ فاتحہ اُنہوں نے پڑھی اُسکی تالیف و نظم سے متعجب ہوا اور میں نے دلمیں کہا کہ واللہ یہ شخص شاعر نہ مجنون ہے نہ کاہن جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ آخر آیۃ کے سننے سے حلاوت ایمان کی میرے قلب میں آئی اور رقت اور تغیر میرے مزاج میں ظاہر ہوا اور کہا میں نے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر تو اسلام کو پوشیدہ رکھ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اس توحید کو آشکارا کرونگا جیسا شرک کو آشکارا کیا تھا۔ اور روایت دوسری میں ارادہ کرنا حضرت عمر کا واسطے قتل رسول اللہ صلعم کے اور اسکے راہ میں اپنی بہن

بہن اور بہنوئی کے ایمان لانے سے خبردار ہو کر گھر میں آنا اور انکو خون آلودہ کرنا۔ اور قرآن کا سننا اور وہاں سے رقت دلی حاصل کرنا اور زید بن ارقم کے مکان میں جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ تعلیم دین کرتے تھے جانا اور اسلام لانا یہ سب مشہور ہے حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے مکے سے بر ملا ہجرت نہیں کی مگر حضرت عمرؓ نے جب ارادہ ہجرت کا کیا تو شمشیر کو حمائل کیا اور کمان کاندھے پر ڈالی۔ اور ترکش ہاتھ میں لیکر مسجد الحرام میں آئے اور مجمع قریش فنار کعبے میں بیٹھے تھے بعد طواف اور نماز کے اُس حلقے کے گرد آئے اور کہا کہ جو کوئی اپنے ماں باپ کو لاولد اور فرزندوں کو یتیم اور اپنی جوروؤں کو بیوہ کرنا چاہے۔ وہ اس وقت آن کر مجھ سے ملاقات کرے کسی نے دم نہ مارا۔ اور متعرض نہ ہو سکا ؎

نقل ہے کہ حضرت عمرؓ نے جب مُلک شام کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زیب و زینت بخشی اعیان و ارکان اُس مُلک کے واسطے استقبال اُس صاحب اقبال کے مقابل ہوئے اوسوقت سامان کی اونٹنی پر سوار تھے خواص اصحاب نے عرض کیا کہ اکابر و اشراف شام کے آپکی شرف ملازمت سے مشرف ہونگے۔ اگر سواری گھوڑے کی اختیار فرماویں تو شوکت و ہیبت حضور کی قلوب اعیان میں تمام و کمال نظر آوے گی۔ فرمایا۔ اَنَا قَوْمٌ اَعَزَّنَا اللّٰہُ بِالْاِسْلَامِ یعنے ہم وہ قوم ہیں کہ عزت دی ہے ہمارے تئیں اللہ تعالےٰ نے اسلام کے ساتھ اور درجہ تقویٰ اُس مرتبہ تھا کہ جب غازیان اسلام واسطے غزائے مُلک شام روانہ ہوئے۔ تو عبداللہ بن عمرؓ نے عرض کی کہ واسطے فضیلت ثواب جہاد کے میں چاہتا ہوں کہ غازیوں کے ساتھ جاؤں فرمایا۔ کہ میں ڈرتا ہوں کہ تو بلائے زنا میں گرفتار نہ ہو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا یا امیر المومنین مجھپر ایسا گمان کرتے ہو فرمایا احتمال ہے کہ مسلمانوں کو فتح ہو اور کوئی لونڈی بندیوں میں معرض بیع میں بکے اور بسبب نسبت نبوت کے تیرے ساتھ قیمت میں وہ لوگ رعایت کریں اور تو بحکم ظاہر عقد بیع کے اُس کنیزک سے صحبت کرے۔ اور وہ فی الحقیقت زنا ہوگا اسواسطے یہ مصلحت ہے کہ تو ہمت کو اوپر جہاد نفسانی کے جو عبارت ہے اصلاح نفس سے متعلق کرے

نقل ہے کہ جب خلافت حضرت عمرؓ پر مقرر ہوئی تو ایک بی بی اُن کی نہایت جمیلہ تھیں اور بمقتضا اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَالَ اُنسے نہایت محبت رکھتے تھے تو اُسکو طلاق دیا بعد ایک مدت کے جوامر خلافت میں قوت اور رسوخ کامل حاصل ہوا تب اُس بی بی کی تلاش کی کہ پھر اُس کے ساتھ نکاح کریں۔ لوگوں نے عرض کی یا امیر المومنین سبب طلاق کا کیا تھا اور اب سبب نکاح کا کیا ہے۔ فرمایا۔ کہ ابتدائے خلافت میں بخوف اُس کے کہ مبادا وہ کسی کی سفارش امور شرعیہ میں برخلاف شرع کرے اور میں بسبب

محبت کے قبول کرلی طلاق دیا تھا اور اب میں اپنے نفس پر اتنی قوت رکھتا ہوں کہ کسی کی خاطر سے حد سے
تجاوز نکرونگا اسواسطے نکاح کرتا ہوں۔ مگر وہ بی بی مرچکی تھی۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت عمرؓ شب کو مدینہ میں
واسطے خبرداری کے پھرتے تھے آدھی رات کے وقت سُنا کہ ایک عورت اپنی بیٹی سے کہتی تھی۔ کہ اٹھکر دودھ میں
پانی ملادے بیٹی نے ماں سے کہا نہیں جانتی کہ امیر المومنین نے مُنادی کی ہے کہ کوئی دودھ میں پانی نہ ملادے
ماں نے کہا اسوقت نہ امیر المومنین ہیں نہ مُنادی ہے جواب دیا کہ واللہ کہ لائق نہیں کہ ہم ظاہر میں فرمانبرداری کریں
اور خلوت میں بیفرمانی کریں حضرت عمرؓ اس بات کو سُنکر بہت خوش ہوئے اور اپنے غلام سے کہا کہ اس گھر پر
ایسی نشانی کرکہ کل بآسانی معلوم ہو دوسرے دن اُس لڑکی کا عاصم بن عمرؓ کے ساتھ جو آپ کا بیٹا تھا۔
نکاح کیا اُس لڑکی سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور اُس لڑکی سے دوسری لڑکی پیدا ہوئی۔ کہ وہ عمر بن
عبدالعزیزؒ کی ماں تھی۔ جب حضرت عمرؓ کسی مُلک پر عامل بھیجتے تھے ایک دستورالعمل اُسکو لکھ دیتے تھے۔ اِس
مضمون سے کہ تجمل اور تنعم سے دُور رہیو اور اسپ ترکی پر سوار مت ہوجیو اور جامہ گراں بہا اور باریک مت
پہنیو اور نان میدہ نہ کھائیو اور اپنے دروازے پر چوبدار مت بٹھائیو تا لوگ آسانی سے آکر عرض حاجات
کیا کریں۔ اور حکم سے برخلافی اور عدل سے عدول مت کیجیو ہر چند کہ حضرت عمرؓ کے عدل کا اور فتوحات
نامتناہی اور انتظام امور دین و دنیا کا اور ایجاد امور خیر کا لکھنے کو مجلد عظیم چاہیئے۔ لیکن بطریق نمونہ کے
تتمہ احوال نوشیروانیوں کا جو حضرت صدیقؓ کی خلافت میں کچھ بیان ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حیرت
افزائے عالم ہے۔ علمائے تاریخ لکھتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ زینت بخش خلافت ہوئے پہلا حکم خالد بن ولید
کی معزولیت کا نافذ کیا اور اس حکم سے قلوب اہل اسلام کے مغموم و محزون ہوئے اسواسطے کہ خالد کی
جانفشانیاں اور مساعی جمیلہ واسطے تقویت دین محمدی کے ظاہر تھیں لیکن حضرت عمرؓ کے دل میں مالک بن
نویرہ کا خالد کے ہاتھ سے بے گناہ قتل ہونا مظنون تھا۔ اِس سبب سے باوجود شجاعت اور اخلاص اور انتظام
کے خالد بن ولید سپہ سالار کو معزول کیا۔ اور فتح اور نصرت کو خدا کے قبضہ اختیار میں سمجھے اور اُسی
لشکر میں ابوعبیدہ کے زیر حکم رکھا۔ اس پر بھی خالد نے اصلاً التفات نہ کیا اور بموجب حکم امیر المومنینؓ
کے ابوعبیدہ کی تابعداری کی کہ جو تدبیریں کہ اپنی عمارت میں کرتے تھے اُس میں سر مو بابہ تقصور نہ کیا۔ اور
بکشادہ پیشانی کار جہاد میں کمر باندھکر دقیقہ باقی نہ رکھا مثنے ابن حارث جو پہلے حضرت صدیقؓ رضہ سے جہاد
کی اجازت لے کر ساتھ اہل فارس کے گئے تھے اُنہوں نے پھر مدینے میں آن کر حضرت فاروق رضہ سے

چاہا کہ ایک جماعت مہاجر و انصار کی میرے ساتھ روانہ کرو۔ جو باتفاق اُنکے عجم کا جہاد کریں۔ حضرت عمرؓ نے اصحاب کو خطبے میں واسطے جہاد اہل عجم کے تحریص کی اور وعدہ فتح و نصرت کا اور تقسیم خزاین کسرے کا بموجب حدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمایا ابو عبیدہ ثقفی اور سلیط بن قیس نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ کہ یا امیر المومنین ہم از روے صدق اور اخلاص کے قبول کرتے ہیں۔ امیر المومنین نے اصحاب میں سے ایک ہزار مرد مقاتل اختیار کئے اور اُن کے کفایت مہمات کا سامان تیار کیا اور ابو عبیدہ کو اُس لشکر کا امیر کیا۔ یہ دونوں کوفے کی طرف روانہ ہوئے اور رستم بن فرخ زاد نے جو سپہ سالار عجم تھا بعد جانے مثنےؓ کے خالد بن ولید کے عملداروں کو نکال کر بعضے دیہات پر سواد کوفے کے عمل کیا تھا اور آگے بڑھنے کا ارادہ تھا۔ کہ خبر مثنے کی مراجعت سن کر متوقف ہوا اور رستم بن جابان کو جو بڑا دہقان تھا معہ فوج کثیر مثنےؓ کے مقابلے کو روانہ کیا اور بیس ہزار مرد جنگی اُس کی مدد کو اپنے پاس سے بھیجے اور ابو عبیدہ یہ سُنکر مثنے کے پاس پہونچے۔ مثنے نے بموجب حکم امیر المومنین سرداری لشکر کی ابو عبیدہ کو سپرد کی دو تین روز آسودہ ہو کر معہ لشکر رستم جابان کی طرف روانہ ہوئے وُہ بھی مستعد ہوا اور جنگ عظیم اور مقاتلہ شدید واقع ہوا موج خون ایسی تھی۔ گویا شفق آسمان سے باہر نکل پڑا۔ اور سواروں کی گرد سے آفتاب چھپ گیا بہ مقتضائے وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ کے اہل اسلام نے نصرت پائی اور جابان اسیر ہوا اور لشکر کچھ بھاگا۔ کچھ دستگیر ہوا۔ بعد انہزام لشکر جابان کے ابو عبیدہ نے چاہا کہ مال غنیمت کو تقسیم کرے وہیں خبر پہونچی۔ کہ نرسی نام سپہ سالار عجم نے رستم کے حکم سے لشکر عظیم جمع کیا ہے۔ جب جابان کا احوال سُنا اور رستم سے مدد مانگی رستم نے جالینوس نام سردار کو معہ بیس ہزار فوج کے نرسی کی مدد کو بھیجا ابو عبیدہ تقسیم غنایم کی موقوف کر کے نرسی کی طرف متوجہ ہوئے جب صفیں اعدا کی مقابل ہو کر مقاتلے میں مشغول ہوئیں۔ عون ربانی سے لشکر عجم پر ہزیمت پڑی ہزاروں مقتول ہوئے اور ہزاروں پر مجروح ہونے کی مصیبت پڑی۔ اور نرسی بھاگ کر رستم کے پاس جا ملا قلعہ سقاطہ اور خزانے اور مال نرسی کا اہل اسلام کے تصرف میں آیا۔ اور جالینوس نے نرسی کی خبر سُنکر راہ میں توقف کیا اور ابو عبیدہ نے بلا توقف جالینوس کی طرف عنان عزیمت کو پھیرا لشکر کفار بعد جنگ عظیم کے زمام ہمت کو ہزیمت پھیر کر مانند زال کے رستم سے ملا ابو عبیدہ نے دونو لشکروں کی غنیمت اور بندی جمع کر کے خمس اول مال کا امیر المومنین کے حضور میں بھیجا اور باقی لشکر ظفر پیکر پہ تقسیم کیا تمام علاقہ سواد کا اور عراق عرب کا اہل اسلام کے تصرف میں آیا۔ جب جالینوس بھاگ کر رستم

رستم سے ملا توران دخت نے جو بادشاہ عجم تھی یہ حال سنکر بہمن جادو کو تیس ہزار مرد اور تیس ہاتھی کہ اُنمیں ایک
فیل سفید نامی تھا دیکر ابو عبیدہ کی طرف روانہ کیا اور ایک علم کہ درفش کاویانی کہتے ہیں۔ اور فریدون کے
زمانے سے مُلک عجم کے خزانے میں تھا اور اُسکو رایت اور آیت نصرت جانتے تھے اور جواہر آبدار سے
مکلل اور یاقوت نامدار سے مرصع تھا تبرکاً ہمراہ کیا بہمن جادو معہ حکمنامہ توران دخت کے رستم پاس پہنچا
رستم نے بموجب حکم کے لشکر جمع کرکے بہمن کو ابو عبیدہ کی طرف روانہ کیا ابو عبیدہ بھی اپنا لشکر مستعد کرکے
نوہزار دلاوران سے بہمن کیطرف متوجہ ہوئے اور پانی کے کنارے آن کر معلوم کیا کہ لشکر کفار نے اُس
پار قرار کیا ہے ابو عبیدہ نے بخیال اسکے کہ فرات کا پانی اُنپر بند کروں فرات سے عبور کرکے مکان تنگ میں
ڈیرہ کیا اور ایک شب لڑائی سے آگے ابو عبیدہؓ نے کہا تھا کہ اگر مجھکو شہید کریں تو فلانے کو امیر کرنا وہ بھی
شہید ہو تو فلانے کو ایسے ہی کئی شخصوں کا نام لیا اس عرصہ میں دلاوران عجم فیلان جنگی پر سوار ہوکر
متوجہ لشکر اسلام کے ہوئے اور تیروں کے زخم سے بہت مسلمانوں کو مقتول و مجروح کیا عرب کے گھوڑوں
نے کبھی ہاتھی نہ دیکھے تھے ایسی عجیب شکلوں کو دیکھ کر بھاگے اور مسلمانوں پر کام تنگ ہوا۔ ابو عبیدہ
کو بعض عقلا نے صلاح دی کہ ہاتھی سونڈ کے قطع ہونے سے ہلاک ہوجاتا ہے۔ فوج اصحاب نے پیادہ ہو
تلواریں کھینچکر فیلوں پر حملہ کیا۔ ابو عبیدہؓ نے فیل سپید کا قصد کیا اور اپنی شمشیر آبدار سے اُس کی سونڈ
کو قطع کرکے لشکر کی طرف روانہ ہوئے ہاتھی نے کمال غضب سے دوڑ کر ابو عبیدہ کو پکڑا اپنے ہاتھ پاؤں کے
تلے مانند مور ضعیف کے ملکر شہید کیا اور اہل اسلام کا نشان بموجب حکم ابو عبیدہ کے سات جوانوں نے
لیا ساتوں شہید ہوئے اور اسی حال میں عبداللہ مرتد نے مسلمانوں میں جاکر وہ پل جو ابو عبیدہؓ
نے واسطے عبور کے باندھا تھا اپنی جہالت سے توڑ ڈالا تاکہ کسی کے تئیں بھاگنے کا ٹھکانا نہ رہے۔
اور بضرورت مقاتلہ میں کوشش کریں مسلمانوں پر ہجوم کفار کا ہوا۔ اور مجال مقابلے کی نہ رہی وہاں
سے ہزیمت کھاکر جو پل پر پہونچے خوف سے اپنے تئیں فرات میں ڈالا بعضے ڈوب گئے۔ اور بعضے
بحال تباہ خراب ہوئے آخر الامر اہل اسلام کا نشان مثنےٰ نے لیا اور حکمت عملی سے جنگ کرتے
رہے باقی فوج کو بتدریج تنگلے سے باہر کیا اور کافروں کے قلوب مرعوب پر ایسی نامردی آئی کہ باوجود
ضعف اہل اسلام کے بھاگے مسلمانوں نے اس فرصت کو غنیمت جانا اور پانی کے کنارے سے آکر ہر
نوع ایک پل تیار کرکے عبور کیا اور دشمنوں کے تعاقب کے خوف سے پل توڑ کر موضع لیس میں ارادہ کیا

حضرت عمرؓ یہ خبر سنکر نہایت ملول ہوئے اور اُن کو دلاسا اور تسلی کی اور مثنی موضع لیس میں توقف کر کے مجروحوں کے
معالجہ میں مصروف ہوئے چار ہزار مسلمان مقتول وغریق ہوئے دو ہزار مدینے کو پھر گئے تین ہزار مثنی کے ساتھ
رہے امیر المومنین نے جریر بن عبداللہ بجلی کے تئیں ساٹھ ہزار جوانوں کے ساتھ مرتب کر کے مثنے کی مدد
کو بھیجا اور لکھا کہ جریر بن عبداللہ بجلی کو کمال تجبیل اور تعظیم کر کے امیر بناؤ کہ رسول اللہ صلعم اُسکی اُس درجہ
پر تعظیم کرتے تھے کہ اپنی ردائے مبارک اسکے واسطے بچھاتے تھے مثنے نے بموجب حکم کے عمل کیا۔
سپاہ عجم نے یہ خبر سنکر لشکر عظیم تیار کر کے مہران بن بازان ہمدانی کو اُس کا امیر بناکر روانہ کیا مثنی نے یہ خبر
امیر المومنین کو کی حضرت عمرؓ نے بر سبیل عجلت لشکر عراق کو اُنکی مدد کیواسطے بھیجا مثنے نے بھی اپنے علاقے سے
لشکر جمع کیا سب قریب بیس ہزار اور لشکر کفر اور اسلام کا مقابلہ ہوا۔ جب صفیں مقابل ہوئیں۔ تو مہران
اپنے گھوڑے پر پاکھر ڈال کر زرہ پہن کر میدان میں نہایت غرور سے جولانی کرنے لگا ناگاہ لشکر اسلام
سے ایک غلام نوبی نے اُس کی طرف تیر صائب چلایا وہ تیر تقدیر الہی سے اُس بے بصیرت کی بصر پر ایسا
لگا۔ کہ جانب مقابل سے پار ہو گیا مہران حیران سر کے بل گرا سپاہ عجم نے بے سر ہو کر اپنی راہ لی مسلمان مانند
شیر غران کے اُن کے پیچھے ہوئے اور قریب ایک لاکھ کے قوم کفار سے جہنم رسید ہوئے غنیمت اور بندی اسقدر
اہل اسلام کو میسر ہوئی کہ کسی لشکر سابق میں میسر نہوئی تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَعَزَّ الْاِسْلَامَ بعد اُس کے تقدیر الہی
سے اہل اسلام نے خبر پائی کہ اس ضلع میں ایک بازار ہے کہ کفار اشرار ہر سال بہ مجمع کثیر و جم غفیر جمع ہوتے ہیں۔
فوج اسلام ناگاہ اُس جماعت نابکار پر پہونچی۔ بعضوں کو قتل اور بعضوں کو قید کیا باقی بھاگے اور اس قدر
مال و متاع اور زر و جواہر ہاتھ لگا کہ تمام لشکر اسکے لیجانے سے عاجز ہوا مثنی نے حکم کیا۔ کہ سوائے زر سرخ
اور نقرہ و جواہر کے اور متاع نفیس کے اور کچھ نہ اُٹھاویں ایک ہزار اونٹ بھر کر سالما غانما مظفر و منصور
فتح بمعیں ونصرت بریسار کمال یسر و آسانی سے مراجعت کی الحمد للہ۔ **نقل ہے** ۔کہ اہل عجم بازار
کے لٹنے کی خبر سنکر نہایت ملول ہوئے اور توران دخت کو تخت سلطنت سے اُٹھاکر یزدجرد کو بٹھایا۔ مثنے
نے یہ خبر بوسیلہ عرضی کے پایہ سریر خلافت میں معروض کی امیر المومنین نے سب عالموں کو نامے لکھے
کہ اپنے اپنے علاقے سے سواران مسلح تیار کر کے مدینہ کو روانہ کرو اور مثنی کو لکھا کہ عجم کی حد سے اُٹھ کر اپنے علاقہ
میں آکر لشکر کو محافظت سے آرام دو۔ اور دشمن سے خبردار رہو۔ اور جب تک یہاں سے حکم نہ ہو اہل عجم
سے متعرض مت ہو جب لشکر قبائل عرب کے مدینہ میں جمع ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے اشراف مہاجر اور اکابر

انصار اور اعیان اہلبیت کو جمع کر کے اپنی ذات سے ملک عجم میں جانے کی مشورت کی بعد اختلاف اقوال حضرت مرتضےٰ علی کی مشورت سے اپنا عزم موقوف کیا اور سعد بن ابی وقاص کو اُس لشکر آراستہ کے ساتھ واسطے محاربہ عجم کے روانہ کیا۔ مثنےٰ اور حضرت جریر کو لکھا کہ تم دونو سعد کے امر میں رہو۔ حضرت سعد بسعادت و برکت ساٹھ ہزار مرد دلیر روانہ ہوئے اور موسم سرما کی شدت سے ایام بہار تک حدود سواد میں انتظار کیا۔ جب آفتاب برج شرف میں پہونچا۔ تو بشرف وسعادت قادسیہ میں داخل ہوئے اور اتنے عرصے میں مثنےٰ جوار رحمت الٰہی میں واصل ہوئے رحمتہ اللہ علیہ والکل یرجع الیہ امیر المومنین نے پےَ درپےَ مغیرہ بن شعبہ کو اور عمرو بن معدی کرب کو اور عاصم بن عمر تیمی کو روانہ کیا۔ اور ایسے ہی ہر ایک قبیلے کو جو مدینہ میں پہونچتے فوراً روانہ کرتے تھے۔ جب یزدجرد کو مسلمانوں کی فوج پے درپے آنے کی خبر پہونچی رستم ابن فرخ زاد کو ساٹھ ہزار سوار سے روانہ کیا سعد نے امیر المومنین کو نامہ لکھا اور کثرت اور شوکت اعدا سے خبر کی حضرت عمرؓ نے سعد کو جواب لکھا کہ دغدغہ اپنی خاطر میں مت لاؤ۔ اور فتح اور نصرت منجانب اللہ سمجھکر کثرت اعدا سے ہراساں مت ہو اور لڑائی میں جلدی مت کرو۔ اول ایک جماعت عقلا کو یزدجرد کے پاس بھیجو اور راہ حق کی دعوت کرو۔ سعد نے نعمان بن مقرن اور مغیرہ بن شعبہ وغیرہ عقلا وفصحا کو یزدجرد کے پاس بھیجا۔ جب یہ لوگ یزدجرد کی مجلس میں آئے تو ترجمان نے حسب الحکم یزدجرد کے کہا کہ اس ملک میں آنے کا کیا سبب ہے۔ اس سبب سے کہ ہم تم سے تغافل کرتے ہیں تم دلیر ہوتے ہو۔ مغیرہ بن شعبہ نے جواب دیا کہ ہم اول از راہ جہالت کے اور نہایت ضلالت کے بتان بیجان کو اپنے ہاتھوں سے تراش کر معبود بناتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے پیغمبر دین پرور کو ہم پر بھیجا۔ کہ ہمارے تئیں بت پرستی سے چھوڑا کر خدا پرستی سکھائی اور افعال شنیعہ سے نہی فرمائی اور معجزات واضح سے اُس کی نبوت ہم پر روشن کی اور بعد تکمیل دین کے اس دار فانی سے کوچ کیا اور ہم کو یہ حکم فرمایا کہ جو لوگ ایمان قبول کریں دنیا میں مخلصی اور عقبےٰ میں سعادت ابدی پاویں گے اور جو کوئی حکم کی اجابت نہ کرے تیغ بیدریغ سے قتل کرو یا جزیہ بذلت و خواری اُن پر رکھو اب ہم آئے ہیں کہ تجکو بھی راہ حق پر لاویں اور ضلالت سے باز رکھیں ترجمان نے حسب الحکم کہا کہ اے گروہ عرب تمہارے برابر کوئی دنیا میں شقی اور حقیر اور ذلیل نہیں ہمیشہ مشقت اور مصیبت تمہارے شامل حال تھی اور تمہارا مقدور نتھا کہ ہمارے ملک میں قدم رکھتے۔ اب تم چاہتے ہو کہ ہمارا ملک لو۔ شاید بھوک اور رنج تم کو اس ملک میں آیا ہے اب کے سال تم چلے جاؤ کہ تمہارے فساد سے یہ ملک خراب

ہو گیا۔ پھر آئیو ہم تمکو گیہوں اور خرما دینگے اور تمہارے اشرافوں میں سے تمپر امیر کرینگے نعمان بن مغیرہ نے کہا
تو اِس مزخرفات واہیات سے ہمارے دامن عصمت پر عیب لگاوے یہ گمان خطا ہے جو مشقتیں اور مصیبتیں
تو نے بیان کیں ہم اُس سے بھی بدتر تھے بلکہ افضل ہم میں وہ تھا جو چچا کے بیٹے کو قتل کر کے اُسکا مال کھاتا تھا
اور مُردار اور خون کو مباح جانتا تھا جب حقتعالیٰ نے اپنے احسان سے ہمپر پیغمبر بھیجا۔ اور توفیق اسلام د
پیغمبر نے ہمکو یوں خبر دی ہے کہ جو کوئی تم میں سے راہ حق میں شہید ہوگا۔ اُسکو بہشت ملیگی اور جو زندہ رہے
وہ مخالفوں پر غالب ہوگا اور بہت مُلک ہمارے ہاتھ سے فتح ہونگے اور تیرا مُلک اور خزانہ اور ولایت اسکے
ہے اب تجکو دعوت کرتے ہیں کہ ایمان لا اور اپنے طریقہ ناپسندیدہ کی قباحت چشم عبرت سے دیکھ دولت
ابدی تجھے نصیب ہوگی اور تیرے مُلک میں تیری اجازت بغیر کوئی قدم نہ رکھیگا۔ والا خراج قبول کر
اور جزیہ بذلت و خواری دے نہیں تو تیرے ساتھ کلام شمشیر و تیر ہے حقتعالیٰ ہمارے اور تیرے بیچ میں
ہے یزدجرد نے جو یہ کلام سُنا نہایت خفگی میں آیا اور آتش غضب اُس کے سر مغز پر دوڑی۔ اور بولا
کہ تمہارے تئیں یہ مقدور ہوا کہ شیران عجم سے اسطرح کے خیال فاسد دل میں رکھتے ہو اگر رسولوں کا قتل
کرنا بے مناسب نہوتا تو میں زخم تیغ سیاست سے تمہارا سر کاٹتا اور کہا کہ ایک جوال خاک سے بھر کر اُس
سردار کے سر پر رکھکر یہاں سے باہر کردو۔ ابھی میں رُستم کو سپہ سالار کر کے تمہارے مقابلہ کو بھیجتا ہوں عا
عمرؓ تمیمی اُس جوال خاک کو اپنے کاندھے پر رکھکر بارگاہ یزدجرد سے باہر نکلے وہاں سے سعد کے پاس آ
اور وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ واللہ اُنہوں نے اقلیم مملکت کی کیلیاں اپنے ہاتھ سے ہمکو دیں منقو
ہے۔ کہ یزدجرد رُستم کو واسطے جنگ عرب کے تاکید کرتا۔ اور وہ سستی کرتا تھا اسواسطے کہ اُس کو علم نجوم میں
تھی اوضاع فلکی سے اُس پر روشن ہوا تھا کہ امسال دولت سعادت عرب کی اور نکبت اور فلاکت عجم کی
اور نہیں جانتا تھا اِس تدبیر حقیر سے خداوند قادر کی تقدیر نہیں رد ہوگی رباعی۔ تقویم پر نجوم کی ابدال نہ کرے

جز حق کے کام آوے نہ کچھ جدی ذکر	ہو وہ سعید دیوے سعادت جسے خدا	تاثیر کچھ نہ کرسکے مریخ نہ زحل

رستم آہستہ آہستہ بکمال شوکت و عظمت لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوا۔ جالینوس کو مقدمہ پر
چالیس ہزار سوار سے اور ہرمز کو میمنہ اور بہرام کو میسرہ پر متعین کیا اور خود ساٹھ ہزار دلاوران نا
سے قلب میں قائم ہوا کہتے ہیں کہ رُستم نے راہ میں سعد کے لشکر کے ایک عرب کو اسیر کیا اور پوچھا کہ تمہارا مطلب
ہمارے مُلک میں آنے سے کیا ہے؟ وہ بولا کہ ہم اسواسطے آئے ہیں کہ حقتعالےٰ نے اپنے پیغمبر کی زبانی ہم کو وعدہ

کہ اگر تم اسلام نہ لاؤ گے تو تمہارے ملک کی حکومت اور عورتوں کی بندی اور خزانے کی تقسیم ہم کو ہوگی رستم نے کہا اگر اس آرزو سے آگے تم مقتول ہو جاؤ گے تو کیا کرو گے عربی نے کہا کہ جو آدمی ہم میں سے تمہاری تیغ ظلم سے مقتول ہوگا وہ بے شک جنت جاودان میں خداوند رحیم کے لقا سے موصول ہوگا اور جو ہم میں سے باقی رہیگا حقتعالے اُن کے حق میں اس وعدے کو وفا کریگا رستم نے نہایت غضب سے اُسکو قتل کیا۔ اور آگے روانہ ہوا اور باہستگی چلنے لگا چنانچہ مدائن سے قادسیہ تک چار مہینے میں پہونچا۔ اور مقصود اُس کا یہ تھا کہ شاید عرب صلح کر کے اس سال میں چلے جاویں۔ جو عجم کے طالع کی نحوست بدل جاوے اور ہمیشہ ایلچی بھیجتا تھا وہی جواب پاتا تھا کہ جو یزدجرد سے کہا تھا۔ یعنی اسلام یا جزیا جنگ طلب کرتے تھے آخرالامر نہایت غصے سے کہا کہ مجکو یہ گمان نہ تھا۔ کہ میں اتنی عمر پاؤنگا۔ جو تم سے یہ خبر مذلت سنونگا قسم ہے ماہ اور ستاروں کی کہ کل جو نیر اعظم طلوع کریگا تو میں اتنے شیران عجم کو بھیجونگا کہ سرکشان عرب کا سر مانند گنبد کے خاک پر ڈالیں گے اور حکم دیا تاتمام لشکر نے راتوں رات نہر عتیق پر پل تیار کیا فجر کو جب پل سے عبور کیا ایک پشتہ بلند پر خیمہ مارا اور واسطے لشکر کے مکان مقرر کیا اور یزدجرد نے حکم دیا تھا کہ طاق کسرٰے سے لشکر رستم تک بقدر مسافت آواز پہونچنے کے ایک ایک آدمی مقرر ہو تا کہ رستم کے لشکر کا احوال ہر آن پہونچتا رہے اور حضرت سعد نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا اور حسب تقدیر اسی ایام میں سعد کے بدن پر کثرت دُنبل کی۔ اور غلبہ مرض عرق النسا کا اسقدر تھا۔ کہ بیٹھنا گھوڑے پر دشوار تھا اور اس اطراف میں ایک کوشک بلند تھا اُس کے سطح پر تکیہ و مسند بچھا کر بیٹھے کہ تمام احوال لشکر کا نظر آتا تھا وہاں اعیان لشکر کو بُلا کر عذر اپنے غیر حاضری کا بیان کیا اور جو پھوڑے اور زخم دکھلانا ممکن تھا دکھلائے سب پر ظاہر ہوا کہ تخلیف انکا معرکہ حرب سے واسطے ضرورت کے ہے اور خالد بن عروہ کو نائب کر کے قلب لشکر میں قائم کیا **نقل ہے** کہ ابو محجن ثقفی ایک روز صبح کیوقت مخمور بیٹھے تھے اور صبوحی ہیکر اشعار پڑھتے تھے۔ اتفاقاً حضرت سعد نے دیکھا اُسکو اُسی شک میں قید کیا بعد اُس کے خالد بن ولید کو اپنے قائم مقام کر کے روانہ کیا۔ اور اعیان لشکر کو بُلا کر واسطے جہاد کے رغبت دلائی اور مذمت بھلگنے کی کی اور ملامت دنیا اور خجالت عقبیٰ بیان کی اور وہ آیتیں اور حدیثیں کہ جسمیں حقتعالے نے وعدہ فتح کا اور عنایت کرنا ملک عجم کا اور فتح پانا فارس اور شام کا کیا تھا سنائیں اور کہا کہ تم یقین جانو۔ کہ جو کوئی شجاعت کرے گا۔ اعلائے کلمۃ اللہ اُسکو منظور ہوگا۔ اگر شہید ہوا۔ تو بہشت جاودان اور رضائے رحمان پاوے گا۔

اور خوب جان لو کہ جو کچھ پیشانی پر لکھا ہے ظہور میں آویگا۔ اگر آج دست برد اور پائمردی کروگے۔ تو حقیقتاً مال نفیس اور نفس خسیس اُنکے تمہارے تصرف میں لاویگا اور اگر جبن و نامردی کروگے۔ تو دولت دنیوی اور سعادت اخروی ہار دوگے اور جو لوگ کہ شعر کے فن میں مہارت رکھتے تھے اُن سے فرمایا۔ کہ جو اشعار کہ غازیوں کی کُندی طبیعت کو تیز کریں اور میدان میں مستعد سخون ریز کریں سناؤ۔ شاعر اس مضمون کے شعروں سے غازیوں کو تہوّر دلانے لگے اور آیات واحادیث فضائل جہاد کے سُنانے لگے۔ نظم

جس کے پیر دل پہ پڑے گرد صفِ جنگ جہاد　　وُہ جہنم سے بچا نار سے ہے وُہ آزاد
اَے برادر تو حدیث نبوی کو سُن لے　　باغ فردوس ہے تلواروں کے سائے تلے
جو رہ حق میں ہُوئے ٹکڑے نہیں مرتے ہیں　　بلکہ جیتے ہیں وُہ جنت میں خوشی کرتے ہیں
فتنۂ قبر و غم صور قیام محشر۔　　ایسے صدموں سے شہیدوں کو نہیں ہے کچھ ڈر
اَے جوانان اسد حملہ و رستم قوت !　　کام کس دن کو پھر آوے گی تمہاری جرأت
اُن کا سر کاٹ لیا یا کہ کٹا اپنا سر　　دونو صُورت میں جو سمجھو تو نہیں ہو بہتر۔
یعنے گر مار لیا اُن کو تو پھر بن آہی گئے۔　　اور گئے مارے تو پھر خاص شہادت پائی

اور فرمایا جاؤ اپنے مکان پر قرار پکڑو اور بعد نماز ظہر کہ ہو وقت نزول رحمت کا اور منتشر ہوئی نسیم نُصرت کا جب تکبیر اول کروں تو تم مستعد ہو جاؤ اور تکبیر دوم میں جوشن وسلاح اور آلات جنگ درست کیجیو اور تیسری تکبیر پر دلاوروں کو رغبت اور نشاط لڑائی کی دلوائیو۔ اور چوتھی تکبیر کا احوال سُنتے ہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہوئے متوجہ دشمن ہو جیو

بیان شروع ہونے جنگ عجم کا۔

سواران عجم نے اپنے لشکر کی بہار آراستہ کی بدوی گھوڑوں پر طلا اور نقرے کی زینیں رکھیں اور پا کھریں زربفتی ڈالیں اور لباس پاتزئین اور قمشہ رنگین اور خود وزرہ اور چلتے ارغوانی اور تکمے مرصع اور تیغیں یمانی حمائل کیں اور تیر اندازان تیز دار اور پیادے جرار تیز رفتار ہاتھیوں کے گرداگرد مستعد کئے غالب بن عبداللہ اور عاصم بن عمرو لشکر اسلام سے سبقت کر کے میدان جنگ میں آئے ہرمزان کہ حاکم دیار عجم اور صاحب طبل وعلم تھا غالب کے مقابل ہُوا۔ اور آپسمیں نوک جھوک نیزہ بازی کی ہوئی غالب نے ایک نیزہ اُسکی کمر پر مارا اور اُسکا پیوند توڑا تو دوسرا عجم کا عاصم سے مقابل ہوا وہ شیر غران کی ہیبت سے بے جنگ بھاگ کر لشکر میں واصل ہُوا مہران حاکم آذر بائیجان کا کہ جسکے لباس اور سلاح کی قیمت سے محاسب وہم عاجز تھا باڑپا پر سوار ہو کر بکمال غرور اور استکبار سے میدان میں آیا منذر بن حسان کو اُسکے ہذیان سے غیرت دین کی

غضب میں لائی قلب لشکر سے مانند برق کے نکلا اور نیزہ زہر دار کہ بھال اُسکی مانند زبان مار تھی ہاتھ میں لیکر ایک حملہ سے اُسکے پہلو میں مارا اور بدن کو لیکر گھوڑے کے تن سے بھی گذارا فی دا اسپ کے وہ پشت سے آیا بخاک ٭ چہرہ خوں آلودہ زرہ چاک چاک ٭ منذر نے فی الفور گھوڑے سے اُتر کر خنجر تشنہ کو اُسکے حلق سے سیراب کیا اور بدن ناپاک سر بیمغز کے بار سے ہلکا کیا۔ کہتے ہیں کہ اُسکے پٹکے کی قیمت پچاس ہزار درم اور باقی سامان کی دس ہزار تھی۔ کفار عجم نے جو اپنے سردار کو خاک و خون میں دیکھا ایکبار گی لشکر اسلام پر حملہ کرکے متفرق کیا حضرت سعدؓ نے طلحہ بن خویلد اسدی کو معہ فوج مدد کو بھیجا اور اُنکے تفرقہ کو جمع کیا ایک عجمی سردار طلحہ کا مقابل ہوا طائر روح اُسکا ایک ہی نیزے سے دو اسپہ جہنم واصل ہوا غازیوں نے طلحہ کے حکم سے اصحاب الفیل پر تیر مارے ہاتھی بھاگے سوار پیادے ہوئے سارا سے سعد قیس کندی نے دیکھا کہ دلاور بنی اسد نے مانند شیر کے فیل سواران عجم کا کارزار کیا آتش دلاوری کے جوش سے اپنے جوانوں کو مستعد پیکار کیا اُنہوں نے بھی اپنے مقابل والوں سے مقابلہ کیا جمعیت اہل عجم کی متفرق ہوئی۔ جالینوس نے یہ حال دیکھ کر معہ لشکر و فیلوں کے حملہ کیا مسلمان چوتھی تکبیر کے منتظر تھے۔ کہ حضرت سعد نے زبان لطافت بیان کو کلمہ اللہ اکبر سے حرکت دی اہل اسلام نے کلمہ لاحول ولا قوۃ کی قوت سے حملہ کیا۔ روے زمین خون سے غرق اور اُس کے عکس سے فلک میں شفق ہوا۔ عجم کے فیل سوار جسطرف توجہ اختیار کرتے تھے تو اہل اسلام کے گھوڑے فرار کرتے تھے عاصم کے حکم سے دلاوراں نے تیر چلائے اور ہاتھیوں نے رسے کاٹ کر ہودے گرائے سوار زمین پر گرے کچھ بحال تباہ بھاگے کچھ مرے دوسرے دن جب آفتاب نے اپنا نیزہ چمکایا ہر ایک پہلوان مسلح ہو کر میدان میں آیا۔ قعقاع بن عمرو جو عبیدہ بن الجراح نے ملک شام سے بحکم امیر المومنین سعدؓ کی مدد کو بھیجا تھا ڈیڑھ ہزار فوج سے نمودار ہوے اور یاروں سے کہا کہ تم اپنی فوج کی کئی غول بناؤ اور ایسا آگے پیچھے چلو کہ جو اگلا غول سعد کے لشکر میں پہونچے تو پچھلا نمودار ہو۔ قعقاع مسلح اور مکمل بہ کمال شوکت و ہیبت لشکر اسلام میں ملے اور جوانوں کو قتال کفار پر حریص کر کے لشکر عجم سے مبارز طلب کیا اور میدان میں بکمال اطمینان گھوڑے کو جولان دیا اُدھر سے ذو الحاجب سپہ سالار عجم میدان میں آیا ہر ایک نے اپنا کرتب اور شجاعت جانبازوں کو دکھلایا آن کی آن میں ذو الحاجب کی روح کو بے مانع و حاجب جہنم کے گوشے میں بٹھایا لشکر عجم سے دو سردار تہور شعار دوچار ہوئے حضرت حارث قعقاع کے مددگار ہوئے اُن کی دست بُرد سے دونو کا فی النار ہوے اور لشکر کسریٰ نے ان دو سردار

قتل سے کسرِ اعظم پائی اور اہل اسلام کے دل میں عجم کے ہاتھی بھگانیکی تدبیر معقول ہاتھ آئی پُرانی جوتیاں اور
کہنہ کمل اور ٹاٹ اپنے اونٹوں پر ڈالے اور پٹیاں باندھیں کہ فیل کے جسم سے اونٹ کا طول وعرض زیادہ
نظر آیا اور جوانان تیر انداز اور نیزہ باز کو اُن پر سوار کیا اور سواران جانباز کو گرداگرد شتران فیل نما کو حصار
کیا جسطرف یہ لوگ اس شکل غریب سے حملہ کرتے تھے جو کام کہ پہلے عجم کے ہاتھیوں نے عرب کے گھوڑوں
سے کیا وُہ کام شتران عرب نے اہل فارس کے فرس کو دکھایا قعقاع نے تیس حملوں میں تیس کافر مارے
مسلمانوں نے تیر جانستانی اُنکے سینوں سے گزارے دوپہر تک یہی حال رہا تیغ یمانی سے شرر افشانی کی
اور گرز گوپال سے دشمنوں کے سروں نے تن پر گرانی کی نقل ہے کہ ابو محجن ثقفی جو حضرت سعدؓ نے
اُنکو بعلت شرب خمر کوشک میں قید کیا تھا یہ تماشا جنگ کا دیکھتے تھے اور محرومی ثواب جہاد سے افسوس
کرتے تھے آخر الامر محافظانِ قید سے یہ عہد کیا کہ اگر میں لڑائی سے زندہ آیا۔ تو پھر بدستور قید میں رہونگا
اور حضرت سعد کی بی بی سے زرہ اور ہتھیار اور گھوڑا اُن کا پوشیدہ مانگا اور چُپ چاپ کوشک سے
نکل کر میدان میں آیا اور ایسی کارزار کی۔ کہ دشمن اور دوست نے اُس کی تحسین و آفرین میں زبان کھولی
حضرت سعد کی نظر کوشک کے سطح سے ایک جوان ابلق سوار پر پڑی اور اُس کی تیز دستی اور چالاکی پر
توجہ فرمایا کہ گھوڑا اس جوان کا میرے ابلق کے مانند دکھائی دیتا ہے اور سوار کی وضع مانند ابو محجن کی
سواری کے ہے ابو محجن تو میرے پاس مقید ہے اور ابلق طویلے میں ہے۔ کوئی کہتا تھا۔ کہ یہ خضر ہے کسی
یہ گمان تھا کہ یہ فرشتہ آسمانی ہے ہماری مدد کو آیا ہے۔ جب آدھی رات ہوئی اور ابواب جنگ مسدود
ابو محجن بموجب اپنے عہد کے کوشک میں آیا اور اپنا پاؤں قید میں ڈال کر صبح تک آرام فرمایا صبح کے
وقت حضرت سعد کو ابو محجن کے حال سے خبر ہوئی بنفس نفیس خود اُس کے پاس گئے اور فرمایا کہ اللہ تعالی
تجکو جزائے خیر دے اور کوئی چشم بد تیرے دست و بازو کو نہ پہونچے۔ کل پھر دشمنوں کے معرکے میں
جوانمردی کے دے اور فتح کے دروازے دوستوں کے مُنہ پر کھول دے اور بہت عذر کیا اور قید سے
مخلصی دیکر وُہ گھوڑا اور ہتھیار اُس کو انعام کیا۔ ابو محجن نے میخواری سے توبہ کی رات کو قعقاع بن عمرو
نے اپنی فوج کو لشکر سے جدا کیا اور دس ٹولیاں بنائیں اور فرمایا کہ کل تم بدستور سابق آگے پیچھے لشکر
سے ملیو اگر اس عرصہ میں ہاشم تمہاری مدد کو پہونچیں تو فہو المراد والا تمہارے اسطرح کے پہونچنے سے غازیوں کی ہمت
قوی ہوجاویگی قعقاع کی تجویز سے سوائے اُس کے رفیقونکے اور کوئی خبردار نتھا جوقت کہ دونو طرف صف

مقابل ہوئیں تو فوج اول قعقاع کی میدان کے کنارے سے نمودار ہوئی مسلمانوں کو گمان ہوا کہ ہاشم ہماری مدد کو پہونچے قوت اور شوکت انکی زیادہ ہوئی اور گمان مضبوطی سے میدان میں جولانی کرنے لگے ابھی پچھلی فوج داخل نہیں ہوئی تھی کہ ہاشم بھی مدد کو آن پہونچے اور قعقاع کی تدبیر کو پسند کرکے انہوں نے بھی اپنی فوج ٹولیاں بنائیں ہاشم نے لشکر کے قریب پہونچتے ہی تکبیر کی اہل اسلام نے بڑے سرور سے غلغلہ تکبیر کا فلک تک پہونچایا ہاشم نے میمنۂ عجم پر حملہ کرکے انکی صفوں کو متفرق کیا اور موضع عتیق تک کافروں کا پیچھا کیا وہاں سے پھر لشکر اسلام میں توقف کیا مشرکوں نے شب گذشتہ میں صبح تک ہاتھیوں کے پالان وسامان درست کرکے فیل سپید کو قعقاع کے مقابل اور فیل اجرب کو جمال بن مالک کے مقابل مع فوج کیا حضرت سعدؓ نے اعدا اور احبا کے لشکروں کو ملاحظہ کرکے فرمایا کہ وہ دونو فوجیں فیل سفید اور اجرب کی لشکر کو برہم کرتی ہیں اہتمام وکوشش کرکے ان دونو فیلوں کے شر کو دفع کرو۔ قعقاع ایک تیر دوشاخہ درست کرکے متوجہ فیل ابیض کا ہوا اور جمال بن مالک نے اسی طرح سے فیل اجرب کا قصد کیا۔ حقتعالےٰ نے دونوں کے تیروں کو دونو ہاتھیوں کے ہدف چشم پر برابر پہونچایا۔ فیل ابیض کی آنکھوں سے سیاہ پانی نکلا۔ اور سر ہلاکر اپنے سواروں کو زمین پر پٹکا قعقاع نے فیل ابیض کی سونڈ کو قطع کیا۔ اور جمال نے اجرب سے بھی دست برد کی فیل ابیض کافروں کی صفیں چیرتا ہوا بھاگا اور باقی فیلوں نے اس کی متابعت کی ایسے بھاگے کہ مدائن تک دم نہ لیا مسلمان فیلوں کے شر سے محفوظ ہوئے اور رات تک جہاد میں رہے۔ اور بعد نماز عشا کے پھر دونوں طرف سے شمع اور مشعلیں روشن ہوئیں اور جنگ میں مصروف ہوئے حقتعالےٰ نے اپنے لطف قدیم سے اہل اسلام کے دلوں میں صبر القا کیا وہ رات ایسی کٹی کہ کوئی ایسی رات نہ کٹی ہوگی۔ اور عرب اور عجم کو ایسا امر درپیش آیا کہ مانند اس کے کبھی نہ آیا ہوگا۔ سعدؓ محراب میں بتضرع وزاری مشغول ہوئے۔ صبح صادق ہوتے آثار قبولیت کے ظاہر ہوئے اور یہ ندا کی کہ اے اہل اسلام چند روز سے رنج اٹھاتے ہو ایک ساعت اور بھی صبر کرو کہ اَلنَّصْرُ مَعَ الصَّبْرِ لازم وملزوم ہیں حضرت سعدؓ کے کلام سنتے ہی ان سعادتمندوں کو جوش وخروش آیا اور ایکبارگی کفار پر حملہ کیا رستم کا آفتاب سعادت واقبال سے میل کرکے زوال میں پہونچا۔ اتفاقاً اس روز رستم اپنا تخت نہر عتیق کے کنارے رکھکر سایبان کے تلے بیٹھا تھا بادو بور اسوقت ایسی چلی کہ اسی میدان میں خاک مذلت انکے سروں پر ڈالی اہل اسلام کے نیزے اور شمشیر کی ضرب سے کفار عجم کا مربع رزح دار البوار کو اڑ گیا اور رستم کے خیمہ کی طنابیں زمین سے اکھڑ گئیں وہ دھوپ میں رہ گیا اور آفتاب

کی حرارت سے خزانے کے اونٹ کے بوجھے تلے پناہ لے گیا قعقاع کئی پہلوانوں کو ہمراہ لے گیا اور اپنے
اُس بدبخت کے تخت تک پہونچایا۔ اور بلال صاحب اقبال نے اونٹ کے بوجھے کی رسی کو جسکے تلے
بیٹھا تھا کاٹا وہ بوجھ ایک بارگی رستم کی پیٹھ پر گرا اور اُس کے صدمے سے پانی میں اپنے تئیں ڈالا بلال کو اُسو
معلوم ہوا کہ رستم ہے۔ پاؤں اُس کا پکڑ کر پانی سے کھینچا اور سر کو تن سے جدا کر کے نیزے پر چڑھا دیا۔ اور
تاجدار علم کے سر کو تاجدار سولی کیا سپاہ عجم کو جو قتل ہونا رستم کا محقق ہوا پاؤں قرار کا جگہ سے ہل گیا۔ اور طریق
فرار کا پایا بہادران اہل اسلام نے کفار کے لشکر کا پیچھا کیا۔ جالینوس ایک فوج کثیر سے بھاگا جاتا تھا ایک
امیر لشکر اسلام سے تین سو سوار لے کر دوڑا اور اُس کو قتل کیا اور سب سامان لے لیا۔ حضرت سعد
نے رستم کا تن ناپاک دیکھ کر سجدہ شکر کیا اور رستم کا سلب یعنی سامان بلال کو عنایت کیا روایت ہے کہ
اُس کا ستر ہزار دینار کا اور تاج سو ہزار دینار کا تھا۔ اور وہاں سے مال وافر اور خزانہ بے شمار اور تیغیں یمانی
کمانیں دمشقی اور نیزے خطی غنیمت مسلمانوں کو ہوئی۔ اور دولت اہل اسلام کی بڑھی اور شوکت کفار کی گھٹی
بعد اُس کے سعد نے ایک مکتوب مفصل کیفیت جنگ کا۔ اور مدد پہونچنے کا اور ظفر پانے کا اور قتل رستم کا۔
امیر المومنین کی حضور میں لکھکر شتر سوار تیز رفتار کو روانہ کیا مال غنیمت اتنا جمع ہوا۔ کہ محاسبان سریع الحساب
اُسکے حساب سے عاجز تھے۔ کہتے ہیں کہ رستم کے ساتھ اُس لشکر میں چھ کروڑ درہم و دینار تھے۔ سعد
نے سب مال کا خمس نکال کر مدینے کو بھیجا اور باقی غازیوں پر قسمت کیا کہتے ہیں۔ کہ ساٹھ ہزار مرد تھے۔
ہر ایک سوار کو بارہ بارہ ہزار درہم یا دینار حصہ میں ملے شتر سوار جب مدینہ میں پہونچا۔ اور وہ خبر فرحت
اثر سردار انجمن اصحاب یعنی عمر بن الخطاب کے سمع مبارک میں پہونچی شکر خدا کا بجالائے نہایت خوش ہوئے
اہل مدینے نے تہنیت اور مبارکبادیاں دیں سعد نے پھر ایلچی دوسرا معہ خمس و نقود و احوال کے اور مت
خزانہ قلعہ قادسیہ کے بھیجا مہاجرین اور انصار محظوظ ہوئے اور سعد کو تحسین و آفرین لکھی اور فرمایا جب تک
حضور سے حکم جدید نہ پہونچے تب تک لشکر کو قادسیہ میں آرام دو۔ واللہ خیر الناصرین۔

یہ ایک معرکہ صدہا معرکوں کا نمونہ ہے اسواسطے احوال شہادت امیر المومنین رضی اللہ عنہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا

روایت ہے کہ جب امیر المومنین رضی اللہ عنہ حج سے تشریف لائے ایک روز مدینہ میں حضرت زبیر پر تکیہ لگائے
بیٹھے تھے کہ مغیرہ بن شعبہ کا غلام کہ جس کا نام فیروز اور کنیت ابو لولو تھی آیا اور کہا یا امیر المومنین

مغیرہ بن شعبہ نے میرے ذمہ ہر روز دو درم ٹھیرائے ہیں اور میں اُسکے ادا کرنیسے عاجز ہوں اگر آپ کے فرمانے سے کچھ تخفیف کرے تو بہتر ہے حضرت عمرؓ نے پوچھا تو کیا پیشہ رکھتا ہے کہا نجاری اور حدادی اور نقاشی جانتا ہوں حضرت امیر نے فرمایا اتنے پیشوں والے سے دو درم لینا نہایت انصاف ہے فیروز کے تئیں وہ بات نہایت سنگین معلوم ہوئی اور بغض امیر المومنین کا اپنے سینہ پر کینہ میں بھرا حضرت عمرؓ نے کہا میں نے سنا ہے کہ تو ایسی پن چکی بنانا ہے کہ پون پر چلتی ہے اگر تو بناویگا تو اہل مدینہ کو بہت فائدہ ہوگا۔ فیروز نے کہا میں آپ کیواسطے ایسی پن چکی بناؤنگا کہ جب تک آسمان کی چکی گردش میں رہیگی مشرق اور مغرب تک اُسکا ذکر باقی رہیگا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اِس غلام نے میرے تئیں قتل کی تہدید دی القصہ فیروز نے اِس بات کو دل میں رکھا اور ایک خنجر دو دھارا کہ جسکا دستہ درمیان میں تھا زہر آب دیکر تیار کیا اور منتظر فرصت کا رہا ایکروز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز فجر میں کھڑے ہوئے اور صفوں کو برابر کرنیکا ارشاد کیا اور تکبیر تحریمہ کہکر نماز میں مشغول ہوئے ابو لولو نے صف اولی سے پاؤں بڑھا کر تین ضرب کہ ایک اُنمیں سے زیر ناف تھی ماری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غش آگیا اور اصحابوں نے عبد الرحمن بن عوف کو امام کرکے جلد نماز پڑھی اور اُن کو گھر پہونچایا اور ابو لولو نے اٹھارہ آدمی زخمی کئے ایک جوان عراقی نے اپنا طاقیہ یعنی پھینٹا اُسکی گردن میں ڈالکر زمین پر گرایا ابو لولو نے جب دیکھا کہ بُری طرح مارا جاؤنگا۔ اُس خنجر کو اپنے حلق پر رکھکر کھینچ دیا۔ اور جہنم رسید ہوا حضرت نے اصحاب کبار کو جمع کرکے فرمایا کہ اگر موت شتابی کرے تو ان چھ آدمیوں سے جسپر سب کا اتفاق ہو خلیفہ کیجیو۔ عثمانؓ و علیؓ و سعدؓ و طلحہؓ و زبیرؓ و عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم سب نے اتفاق و مشورت سے حضرت عثمان کو خلیفہ کیا جب رُوح خلیفہ پاک کی عالم افلاک پر گئی بعد تجہیز و تکفین جنازہ مسجد میں لائے اور صہیب نے نماز پڑھائی حضرت عائشہ کی اجازت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا۔ زہے سعادت وزہے قسمت ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

ذکر جامع القرآن امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا

اسم مبارک عثمان اور کنیت ابو عمرؓ اور حضرت عثمان اعیان قریش سے تھے۔ اور تمام قبیلے سے خوش عیش تھے۔ محبوب القلوب تھے۔ اور کرم و بخشش میں معروف تھے اور بخل سے دُور تھے۔ اور سابق الاسلام اول میں تھے صاحب الہجرتین مصلے الی القبلتین تھے صاحب حلم و حیا تھے اور رسول اللہ صلعم اُن کی تعظیم فرماتے تھے۔ اور اُن کی خلافت میں بہت سے ملک اور شہر اہل اسلام کے تصرف میں آئے

ہمدان آذربائیجان ۔ افریقیہ اسکندریہ کازرون مازندران نیشاپور طوس ہرات بلخ قسطنطنیہ وغیرہ نقل ہے کہ حضرت عثمان کے عہد میں بسبب کثرت فتحوں کے اسقدر مال وافر ہوا کہ ایک لونڈی اُس کی ہموزن زر سے بکتی تھی ۔ اور ایک گھوڑے کی قیمت لاکھ درم اور ایک درخت خرما کی قیمت ہزار درم کو پہونچی تھی ۔ اور ذی النورین اسواسطے کہتے ہیں ۔ کہ رقیہ اور کلثوم دو صاحبزادیاں کہ ثمرہ نور نبوت تھیں ۔ اُنکے نکاح میں آئیں تھیں کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں کسی شخص کے تئیں یہ سعادت یعنی نکاح دو بیٹیوں پیغمبر کی حاصل نہیں ہوئی اور اکثرات کے وقت مقام ابراہیم میں تمام رات قرآن نوافل میں پڑھتے تھے کبھی ایک رکعت میں تمام قرآن ختم کرتے تھے صائم الدہر قائم اللیل تھے ۔ سخاوت اور نفقہ فی سبیل اللہ اس درجہ پر تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بشارت اور مغفرت گناہوں اولین و آخرین کا دیا غزوہ جب رسول اللہ صلعم نے جنگ تبوک کا عزم کیا ۔ تیس ہزار لشکر ابرار اصحاب کا مستعد ہوا اور لشکر پر خرچ کی تنگی تھی ۔ اسی واسطے اُس لشکر کو جیش عسرت کہتے ہیں ۔ حضرت عثمان نے اُس لشکر کی امداد میں چھ سو پچاس اونٹ نصف غلے کے بھرے اور نصف غازیوں کے سواری کے ۔ اور کئی ہزار دینار حضور میں گذران دیئے ۔ حضرت کمال خوشنودی سے ہلتے تھے ۔ اور کہتے تھے ۔ الہی عثمان کے اگلے اور پچھلے اور پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے ۔ روایت ہے کہ جب مہاجرین مدینے میں آئے تو پانی شیریں بہت دور تھا ۔ اور شور پانی سے صحابہ کو بڑی تکلیف تھی ایک یہودی کا میٹھا کنواں جسکا نام بیر رومہ مدینہ میں تھا ۔ حضرت نے فرمایا جو کوئی بیر رومہ کو واسطے خدا کے سبیل کریگا تو میں ضامن ہوں کہ کل بہشت بریں میں چشمہ آب معین اُسکے نصیب ہوگا حضرت عثمان نے اُس کنوئیں کو یہودی سے قیمت گراں دیکر خریدا اُسیوقت حضور سید کائنات میں جاکر اُس کنوئیں کو سبیل کیا ۔ اور عسرت جیش مہاجرین کو تسہیل کیا اور مدینہ کی مسجد جب حضرت کیوقت میں تنگ ہوئی اسی طرح ایک شخص کے گھر کے عوض میں مضاعف قیمت دیتے تھے ۔ جب قبول نہ کیا تو حضرت عثمان نے اُس گھر کو سنگین بہا دیکر مسجد نبوی میں داخل کیا اور حضرت عثمان کے زمانے میں جب لوگ تنگی سے بہ تنگ آئے تو بہت حویلیاں جوار مسجد کی اپنے مال سے خاطر خواہ مالکوں کو قیمت دیکر مسجد میں داخل کیں اور کمال تکلف سے تعمیر مسجد کی نقل ہے کہ حذیفہ ابن الیمان نے حضرت عثمان سے عرض کی کہ ایک جماعت اصحاب کی قرآن میں اختلاف فاحش کرتی ہے یہانتک کہ نوبت تکفیر ایک دوسرے کے پہونچی ۔ اس امت کو تئیں قرآن میں اختلاف پڑنے سے سمجھا لو نہیں تو

مانند یہود و نصاریٰ کے اختلاف قرآن میں بھی ہو جاویگا۔ حضرت عثمانؓ نے صحابہ اعیان سے مشورت کر کے زید بن ثابت اور سعد بن العاص و عبدالرحمن بن عوف کو امر کیا کہ موافق لغت قریش کی جمع کرو اختلاف نکال ڈالو۔ اس طرح سے جب مرتب ہوا تو اُن کی نقلیں اور مقابلہ کر کے ایک ایک ملک میں بھیجدی تفصیل حوادث اور فتحوں کی مدت خلافت حضرت عثمان کی دفتر عظیم چاہتی ہے اسواسطے شہادت کے احوال پر اکتفا کرتا ہوں ۔

بیان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا

سعید ابن مسیب سے پُوچھا کہ لوگوں نے حضرت عثمان کو کسواسطے قتل کیا اور اصحابوں نے کسواسطے اُن کی مدد نہ کی جواب دیا کہ عثمان مظلوم قتل ہوئے اور اصحاب مدد کرنے میں معذور تھے۔ اسواسطے کہ جب حضرت عثمان سریر خلافت پر بیٹھے چھ سات برس تک بہت خوب گذران کی اور کسی نے اُن پر حرف نہ رکھا بعد اُس کے اصحابوں کو معزول کیا اور اپنے چچا کے بیٹوں کو اور اقربا کو مُلک کی حکومت دینا شروع کیا یہ بات لوگوں کو بہت شاق گذری اور عبداللہ بن سرح کے تئیں والی مصر کیا اُس نے ظلم کا طریق جاری کیا اسواسطے اہل مصر کی ایک جماعت نے آن کر اُسکی شکایت کی حضرت نے ایک خط مشتمل تاکید اور تہدید کا عبداللہ بن سرح کو لکھا کہ جماعت داد طلب کو راضی کر اور ظلم سے دست بردار ہو۔ ابن سرح نے پروانے پر عمل نہ کیا بلکہ بعضے فریادیوں کو جو مدینے گئے تھے مارا اور قید کیا اس سبب سے سات سو آدمی مصر کے مدینے میں آئے اور ظلم ابن سرح کے اعیان اصحاب سے بیان کئے مصریوں کے التماس کرنے سے حضرت مرتضٰے علی حضرت عثمان پاس گئے اور فرمایا مدعا ان لوگوں کا معزولی عبداللہ بن سرح کی ہے اگر اُسکو حکومت مصر سے معزول کرو اور مظلوموں کی داد دو۔ فی الجملہ اس فتنہ کی تسکین ہوگی حضرت عثمان نے کہا تم ایک شخص کو تجویز کرو میں اُسکو حکومت مصر پر بھیجکر عبداللہ کو معزول کروں سبھوں نے کہا محمد بن ابی بکر از رُوے نسب و حسب کے لایق اس کام کے ہے اسواسطے فرمان مصر کی حکومت کا محمد بن ابی بکر کے نام لکھ کر ایک جماعت مہاجرین و انصار کی اُنکے ساتھ بھیجی جو معاملہ مصریوں کا اور عبداللہ بن سرح کا دریافت کر کے بموجب عدل کے فیصلہ کریں۔ جب یہ لوگ تین منزل پہونچے ایک غلام سیاہ اونٹ پر سوار سراسیمہ و پریشان ایسا جلد ہانکے جاتا تھا۔ گویا کسی کا طالب ہے یا کسی سے ہارب ہے یعنی بھاگا جاتا ہے کبھی کہتا تھا میں مروان کا غلام ہوں اور کبھی بولتا تھا کہ میں عثمان کا غلام ہوں۔ حاکم مصر کے پاس جاتا ہوں۔ جب اُسکی تلاشی کی تو ایک خط سر بمہر نکلا جسکا مضمون یوں تھا یعنی امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے عبداللہ

کتاب حلیہ میں ابوبکر صدیق سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جماعت پڑھاتے اور سجدہ میں ہوتے اور امام حسن صغیرالسن تھے آکر کبھی آپ کی پیٹھ پر اور گردن پر سوار ہوتے حضرت انہیں نرم طرح سے اٹھاتے رہتے۔ جب نماز سے فارغ ہوتے تو لوگ کہتے یا رسول اللہ آپ ان کے ساتھ جو کرتے ہیں کسی کے ساتھ نہیں کرتے۔ حضرت صلعم فرماتے یہ میرا ریحان ہے۔ اور اُمید ہے کہ صلح کروا دے اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو گروہ میں اور حاکم نے زبیر بن ارقم سے روایت کی ہے کہ امام حسن کھڑے ہوئے خطبہ پڑھتے تھے۔ اتنے میں ایک شخص قبیلہ ازدوشنورہ سے کھڑا ہوگیا۔ اور کہا گواہی دیتا ہوں میں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ انہیں اپنے کوہے پر سوار کئے ہوئے تھے اور فرماتے تھے جو مجھے دوست رکھے وہ اسے دوست رکھے اور جو حاضر ہیں غائبوں کو یہ بات پہونچا دیں اسی طرح سے بہت حدیثیں آئی ہیں۔ اور امام حسن دوازدہ امام میں دوسرے امام ہیں۔ اور جناب امیر المومنین علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کے پہلے خلیفہ ہیں۔ اور فقر اور طریقت میں بہت نکتے اور اشارے آپ سے منقول ہیں۔ چنانچہ فرمایا محفوظ رکھو اپنے باطن کو کہ حقتعالےٰ خطرات دل کو دیکھتا ہے اور کسی نے ذکر کیا کہ حضرت ابوذر بخاری کہتے ہیں کہ میرے نزدیک فقیری تونگری سے محبوب تر ہے اور بیماری تندرستی سے خوب تر۔ امام نے فرمایا کہ حقتعالیٰ ابوذر پر رحم کرے میں تو یہ کہتا ہوں کہ جو شخص اپنے حق میں اللہ کے بہتر اختیار پر توکل کریگا وہ شخص سوا اس حالت کی جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کی ہے اور کچھ تمنا نہ کریگا۔ اور جناب حسن نہایت کریم اور رحیم اور متواضع اور زاہد اور عابد اور سخی اور حلیم اور بردبار اور کمال باوقار تھے۔ زہد کا یہ حال تھا کہ ابونعیم نے کتاب حلیہ میں آپ سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا کہ میں شرمانا ہوں اپنے رب سے کہ اس کے سامنے جاؤں اور پیادہ پا اس کے گھر تک نہ گیا ہوں۔ پھر پا پیادہ بیس حج کئے۔ اور حاکم نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ امام حسن نے پچیس حج پا پیادہ کئے اور گھوڑے آپ کے آگے کوتل چلتے تھے اور خیرات کا یہ حال تھا۔ کہ ابونعیم نے کتاب حلیہ میں نقل کیا ہے کہ جناب امام حسنؓ نے دوبار سارا مال اپنا اللہ کی راہ میں لٹا دیا اور تین بار آدھا مال بانٹ دیا یہانتک کہ ایک ایک نعل اور موزہ دیا اور ایک ایک رکھا۔ صواعق میں لکھا ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ سے دس ہزار درہم مانگتا تھا۔ حضرت امام حسن نے سنا دس ہزار درم اس کے پاس بھیجے اور صواعق میں لکھا ہے۔ کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اپنی تکلیف بوجہ تونگری کے بیان کی آپ نے فرمایا۔ تیرا سوال حق ہے۔ اور میرے نزدیک تجھے بہت دینا چاہئے اور میرا ہاتھ تیرے لائق دینے سے عاجز ہے اور اللہ کی راہ میں بہت دینا بھی تھوڑا ہے۔ ..

اور میری ملک میں اتنا نہیں ہے کہ تیرے شکر کو وفا کرے لیکن اگر تو قبول کرے جو کچھ میسر ہے اور اہتمام زائد کی تکلیف
نہ دے تو میں خدمت کروں اُسنے عرض کی کہ اے نواسے رسول اللہ کے میں تھوڑا ہی قبول کرونگا اور تمہاری عطاء کا شکر
کرونگا اور تمہیں معذور رکھونگا پھر آپ نے اپنے وکیل کو بلایا اور جمع خرچ خانگی کا حساب کیا اور فرمایا۔ جو مال بچ رہا
ہے لے آؤ وہ پچاس ہزار درہم لے آیا پھر فرمایا تیرے پاس پانچسو دینار بھی تھے۔ وہ بھی لے آ وکیل وہ بھی لے آیا۔
پھر آپ نے وہ پچاس ہزار دینار اور پانچسو درہم سب اُس شخص کو عطا کئے اور فصل الخطاب میں لکھا ہے کہ ایکدن
جناب امام حسن کھانا کھاتے تھے ایک شخص آیا اور کہا دس ہزار درہم مجھ پر قرض ہیں آپ ادا کر دیجئے حضرت نے
دس ہزار درہم اُسے عنایت کئے اور یہ نہ کہا کہ کھانا کھا لے جب وہ چلا گیا لوگوں نے عرض کی کہ آپ نے دس ہزار
درہم بخشے اور کھانے کی تواضع نہ فرمائی امام نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی جس نے میرے جد کو سچا دین دیکر خلق میں بھیجا کہ مجھے
آجتک معلوم نہ تھا کہ کھانے کے وقت اس کلام کی بھی حاجت ہے کہ آؤ اور کھاؤ اور ایکدن اپنے دروازے پر تشریف رکھتے تھے ایک
اعرابی آیا اور آپ کی اور جناب امیر کی خدمت میں کلمات بے ادبانہ کہنے لگا امام نے فرمایا شاید تو بھوکا ہے اُس نے جواب
نہ دیا اور اُسی طرح گستاخی میں مشغول رہا تب آپ نے غلام کو ارشاد کیا کہ ایک توڑا دس درہموں کا لا کر اسے دے۔ غلام نے
توڑہ لا کر دیا۔ اور امام نے فرمایا کہ اے اعرابی معذور رکھ اس وقت یہی موجود تھا اعرابی نے جو یہ کرم دیکھا
فدا ہوا اور کہا گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول خدا کے بیٹے ہیں اور میں نے تمہاری مروت اور بردباری آزمانے کو
یہ حرکت کی تھی۔ اور صواعق میں لکھا ہے کہ جناب امام حسن کا سالیانہ ایک سال معاویہ کے پاس سے نہ آیا اور
آپ کو خرچ کی تکلیف ہوئی۔ جناب امام حسن فرماتے ہیں کہ میں نے دوات وقلم منگوایا کہ بطور یاد دہی لکھ بھیجوں پھر رک رہا
اتنے میں پیغمبر خدا صلعم کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ حسن تیرا کیا حال ہے میں نے عرض کی کہ بخیر ہوں اور سالانہ نہ
آنے کی شکایت کی فرمایا تو لکھا چاہتا ہے ایسے کو وہ بھی تیری طرح مخلوق ہیں میں نے عرض کی کہ ہاں پھر کیا کروں

فرمایا یہ دعا پڑھا کر۔ اَللّٰهُمَّ اقْذِفْ فِي قَلْبِي رَجَاءَكَ وَاقْطَعْ رَجَائِي عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰى لَا أَرْجُو أَحَدًا غَيْرَكَ
اَللّٰهُمَّ مَا ضَعُفَتْ عَنْهُ قُوَّتِي وَقَصُرَ عَنْهُ عَمَلِي وَلَمْ تَنْتَهِ إِلَيْهِ رَغْبَتِي وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْأَلَتِي وَلَمْ يَجْرِ عَلَى لِسَانِي
مِمَّا أَعْطَيْتَ أَحَدًا مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ مِنَ الْيَقِينِ فَخُصَّنِي بِهِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝

امام حسن فرماتے ہیں کہ واللہ ایک ہفتہ میں نے یہ دعا پڑھی نہ ہوگی کہ معاویہ نے میرے پاس ہزار درہم اور پانچسو درہم
بھیجدیئے میں نے اللہ کا شکر کیا کہ وہ اپنے یاد رکھنے والے کو نہیں بھولتا ہے۔ اور اپنے دعا کرنے والے کو ناامید
نہیں کرتا پھر پیغمبر خدا کو خواب میں دیکھا فرمایا حسن کیا حال ہے میں نے عرض کی بخیر ہوں اور یہ حال۔ فرمایا

ایسا ہی ہے جو خالق سے اُمید رکھے اور مخلوق سے التجا نہ کرے اور حلم آپکا اس مرتبہ میں تھا کہ بزاز نے روایت کی ہے
کہ امام حسن جب خلیفہ روئے زمین کے ہوئے ایکدن نماز پڑہتے تھے کہ ایک شخص آپ پر چڑھ بیٹھا اور خنجر چبھو دیا پھر
آپ نے خطبہ پڑہا اور فرمایا اے عراق والو! اللہ سے ڈرو ہمارے حق میں ہم امیر ہیں تمہارے اور مہمان تمہارے
اور ہم اہلبیت میں ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں فرمایا اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ
الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۔ آپ یہ فرماتے تھے اور مسجد میں کوئی باقی نہ تھا۔ کہ روتا نہ تھا ایک روز مروان نے
کہ مدینہ کا حاکم تھا آپسے درشتی کی آپ خاموش رہے پھر اُس نے ناک چھنکی دہنا ہاتھ لگا تب امام حسن نے فرمایا افسوس
تجھپر کیا نہیں جانتا کہ سیدہا ہاتھ منہ دھونے کیلئے ہے اور اُلٹا ہاتھ غلاظت دفعہ کرنیکو۔ اُف ہے تجھپر پھر مروان
ساکت ہو گیا اور ابن عساکر نے جویریہ بن اسماء سے روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسنؑ کا انتقال ہوا۔ مروان آپکے
جنازے پر رونے لگا۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ اب تو اُن پر روتا ہے اور زندگی میں کیا کیا کڑوے گھونٹ نہیں پلاتا
تھا تب اُس نے پہاڑ کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ میں وہ باتیں ایسے کیساتھ کرتا تھا۔ جو اس پہاڑ سے حلیم زیادہ
اور جناب امام حسنؑ سے کرامات جلیہ اور خرق عادات علیہ ظاہر ہوتے ہیں چنانچہ شواہد النبوۃ میں لکھا ہے کہ ایکبار
جناب امام حسنؑ اور ایک بیٹے حضرت زبیر کے ہمسفر تھے اثنائے راہ میں کسی باغ میں پہونچے ایک خرمے کے درخت کے نیچے
آپ کا فرش لگا اور دوسرے کے تلے حضرت زبیر کا بستر بچھا زبیر نے کہا کاش! اس پیڑ میں خرمے لگے ہوتے کہ ہم
کھاتے امام نے پوچھا کہ تم خرمے کھایا چاہتے ہو زبیر نے کہا ہاں۔ امام حسنؑ نے ہاتھ اُٹھایا اور ہونٹھوں میں کچھ
پڑھا اُسیوقت درخت ہرا ہو گیا۔ اور پتے نکلے اور رطب پھلے شتربان نے کہا یہ سحر ہے امام نے کہا یہ سحر نہیں ہے
بلکہ پیغمبر خدا کے فرزند کی دعا مستجاب ہوئی۔ پھر اُس پیڑ پر چڑھکر خرمے توڑے اور سب نے کھائے اور امام حسن عورتوں کو
بہت طلاق دیتے تھے اور اُنہیں کو چھوڑ دیتے تھے جو آپ کو بہت چاہتی تھیں صواعق میں لکھا ہے کہ آپ نے
نوّے عورتوں سے نکاح کیا ہے ابن سعد محدث نے جناب امیر سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا اے اہل کوفہ امام
حسن سے اپنی لڑکیوں کا نکاح نہ کرو کہ یہ بڑے طلاق دینے والے ہیں اُسیوقت قبیلہ ہمدان کے ایک شخص نے کہا
واللہ ہم اپنی لڑکیوں کو اُنہیں دیا کرینگے پھر یہ جسے پسند کیا کرینگے رکھیں گے اور جسے ناپسند کرینگے اُسے طلاق
دینگے امام حسن نے یہ کلام سنا فرمایا کہ اگر میں جنت کے دروازہ پر ہونگا اسکے قبیلے کو پہلے بہشت میں لیجاؤنگا بعضوں نے
لکھا ہے کہ از بسکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایام طفولیت میں جناب امام حسنؑ کی ناف پر بہت بوسے دیئے
تھے عورتیں اس اُمید سے کہ بدن اُنکا موضع مساس خیر البشر سے مس ہوا اور اُسکی برکت سے آتش دوزخ سے

نجات پائیں جناب امام حسن کے نکاح کی طرف بہت راغب تھیں اور آپ کو بھی یہی منظور تھا کہ اسی بہانے ہشتو کی
نجات ہو اور جب شب یکشنبہ انیسویں تاریخ رمضان شریف کی سنہ چالیس ہجری میں امیر المومنین حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کی شہادت ہوئی امیر المومنین امام حسن کوفہ میں مسند خلافت پر بیٹھے اور چالیس ہزار آدمیوں
نے آپ کی بیعت کی۔ اور چھ مہینے اسلام کے خلیفہ رہے اور خلافت راشدہ پیغمبر خدا کی جناب رسول
اللہ کے بعد مطابق حدیث صحیح کے تیس برس تک تھی۔ اس میں سے بعد جناب امیر کے چھ مہینے باقی رہے
تھے۔ سو وہ چھ مہینے آپ کے عہد دولت میں ختم ہو گئے۔ پھر معاویہ بن ابی سفیان نے جناب حیدر کرار کی
شہادت کی خبر سنکر ساٹھ ہزار سپاہ جمع کر کے عراق کی طرف کوچ کیا۔ امیر المومنین امام حسن نے چالیس
ہزار کی جمعیت سے نہضت فرمائی۔ صواعق میں لکھا ہے کہ جب دونوں فوجیں سامنے ہوئیں۔ امیر المومنین
امام حسن نے دیکھا کہ انمیں سے ایک لشکر نہ غالب ہوگا جب تک دوسرے کے اکثر لوگ نہ مارے جاوینگے تب آپ نے معاویہ بن
ابی سفیان کو ملک اور سلطنت سپرد کرنے کا پیغام دیا ان شرطوں پر کہ بعد معاویہ کے پھر آپ ہی خلیفہ ہوویں اور
اہل مدینہ اور حجاز اور عراق سے آپکے والد ماجد کے معاملوں پر کسی طرح کا مواخذہ نہ ہووے اور جناب پر قرضہ ہے
ادا ہو جاوے پھر بعد رد و بدل کے امیر معاویہ نے سفید کاغذ بھیجدیا۔ اور کہا اسمیں لکھدیجئے جو چاہئے کریں قبول
کرونگا۔ یہ تو تواریخ میں لکھا ہے۔ اور صحیح بخاری میں خواجہ حسن بصری سے روایت ہے کہ امام حسن نے پہاڑ
سے فوجیں لیکر معاویہ کا سامنا کیا۔ تب عمرو بن عاص نے کہا میں فوجیں دیکھتا ہوں کہ نہ پھرینگی جبتک اپنے برابر والوں کو
قتل نہ کرینگی معاویہ نے کہا اور وہ واللہ ان دونوں میں بہتر تھا اے عمرو اگر مارا انہوں نے انہیں اور انہوں نے انہیں
پھر کون مسلمانوں کے کام آویگا۔ کون انکی عورتوں کا متکفل ہوگا۔ کون ان کے مال و زمین کی خبر لیگا۔ پھر دو شخص
بنی عبد شمس بن عبد مناف سے ایک عبد الرحمن بن سمرہ دوسرے عبد اللہ بن عامر کو مقرر کیا۔ اور کہا تم دونوں
امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں جاؤ اور ان سے عرض کرو اور کہو کہ صلح کی رغبت ہے۔ پھر دونوں حضرت کی خدمت
شریف میں آئے اور باتیں کیں اور مصالحہ کی بحث کرائی تب امام نے فرمایا کہ ہم بنی عبد المطلب منتفع ہوئے اموال
سے اور یہ گروہ اپنے لہو میں ڈوبے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ معاویہ پیشکش کرینگے اور مصالحہ پر
راضی ہیں۔ امام نے فرمایا کون ان باتوں کا متکفل ہوگا وہ دونوں ذمہ دار ہوئے پھر جو آپ نے سوال کئے انہوں نے کہا
ہم ذمہ دار ہیں پھر امام نے مصالحہ کیا اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے معاویہ ابن ابی سفیان نے صلح کی طلب کی تھی اسکے لئے ہم نے
بھی لکھا ہے کہ الغرض جب مصالحہ ٹھیرا امام حسن نے جو عہد صواعق میں بیان کئے یہ صلحنامہ لکھدیا کہ صواعق سے بعینہ ترجمہ کیا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ ہے جس پر صلح کی حسن بن علی نے معاویہ ابن ابی سفیان سے اُسپر کہ سپرد کردیں۔ اُسے مسلمانوں کی ولایت ان شرطوں پر کہ وہ انہیں موافق کتاب اللہ اور سنت پیغمبر صلعم اور سیرت خلفاء راشدین مہدیین کے عمل کرے اور معاویہ کو نہیں پہونچتا ہے کہ اپنے بعد کسیکو ولیعہد کرے بلکہ بعد خلافت اس کے مسلمانوں کی مشورے پر ہو اور لوگ اللہ کی زمین میں کہیں ہوں شام میں خواہ عراق میں خواہ حجاز میں خواہ یمن میں خواہ جہاں کہیں ہوں سب امن وامان سے رہیں اور اصحاب علی اور گروہ انکا کہیں ہوں اپنے جان و مال و زن و بچہ سمیت امان میں رہیں۔ ان شرطوں پر معاویہ کا عہد اور میثاق ہے اور حسن بن علی اور بھائی ان کے حسین اور کسی اہلبیت رسول صلعم کے حق میں شر نہ چاہے اور کسیکو انمیں سے کہیں ہو تکلیف نہ دے گواہ کرتا ہوں اسپر فلانے فلانے کو اور کافی ہے اللہ کی گواہی الغرض بعد اس کے جناب امام حسن نے ترک سلطنت معاویہ کو سپرد کیا اور بیعت کی اور پیغمبر خدا کا معجزہ ظاہر ہوا کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ یہ بیٹا میرا امیر ہے عنقریب صلح کروائیگا اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں یہ مصالحہ سنہ ہجری ربیع الاول کے مہینے میں واقع ہوا اور بعضوں نے لکہا ہے کہ پندرہویں جمادی الاول کی تھی۔ اور اس سال کا نام عام جماعت ہوا۔ اور امام حسن نے فرمایا کہ یہ صلح میں نے دب کر نہیں کی بلکہ مسلمانوں کا خون بچایا اور فرمایا کہ عرب کے کھوپڑیاں میرے ہاتھ میں ہیں جس سے کہیں صلح کروں صلح کریں اور جس سے میں لڑوں وہ لڑیں میں نے اس سلطنت کو اللہ کیواسطے اور مسلمانوں کے خون بچانے کے لئے چھوڑ دیا بعد اس کے آپ مدینہ میں آئے اور آخر عمر تک وہیں رہے

بیان شہادت شریف امام عالی مقام علیہ التحیۃ والسلام کا!

اور شہادت آپکی اسطرح ہوئی آپ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی کو یزید نے بہکایا اور کہا کہ اگر تو امام حسن کو زہر دے تو میں تجھ سے نکاح کرونگا اس نے آپ کو زہر دیا چالیس دن بیمار رہے اسہال کبدی ہو گیا کلیجہ اور آنتیں کٹ کٹ کر دستوں میں نکلتی تھیں پھر انتقال فرمایا تب جعدہ نے یزید سے چاہا کہ وعدہ وفا کرے اس نے کہا کہ میں امام حسن کے پاس تیرے رہنے کو روادار نہ تھا اپنے پاس کب روادار ہونگا پس دین اور دنیا اس کی دونوں برباد ہوئیں۔ عمر بن اسحاق سے روایت ہے کہ میں امام حسن کی خدمت میں گیا فرمایا کہ میرے کلیجے کے ٹکڑے کٹ کر دستوں میں آگئے اور مجھے کئی بار زہر دیا مگر ایسا تیز کبھی نہیں دیا پھر میں آپ کی خدمت میں گیا آپ کا دم ٹوٹتا تھا اور جناب امام حسین سرہانے بیٹھے تھے اور پوچھتے تھے کس نے آپ کو زہر دیا فرمایا اگر وہ ہے جس پر میرا گمان ہے تو اللہ بڑا منتقم ہے والا میں نہیں چاہتا کہ میرے لئے کوئی بے گناہ مارا جاوے واللہ نہ کہونگا کس نے دیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا ہم اہلبیت نبوت ہیں بدگمانی کرنا ہمارا طریقہ نہیں ہے۔ اور وفات کے وقت امام حسین سے فرمایا

جناب امام حسین کو وصیت کی اور فرمایا کہ واللہ میں نہیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم میں نبوت اور خلافت جمع کرے سو فرینہ کوانا سفہاے کوفہ سے کہ تمہیں ابھاریں اور خروج کروائیں اور دشمنوں میں پھنسائیں پھر پچھتاؤگے اور بچاؤ کا وقت نہ رہیگا ۔ اور فرمایا ۔ کہ میں نے حضرت عائشہ سے زمین مانگی تھی کہ رسول اللہ صلعم کے پاس دفن ہوں انہوں نے قبول کیا تھا تم میری وفات کے بعد اُن سے مانگیو اور میرے گمان میں ہے ۔ کہ لوگ روکیں گے پھر اگر روکیں اُن سے رد و بدل نہ کرنا اور بقیع غرقد میں دفن کر دینا کہ مجھے وہاں والوں کی اقتدا ہے اور مہران بن عبداللہ بن طلحہ سے روایت ہے کہ جناب امام حسنؑ نے خواب میں دیکھا کہ گویا آپکی دونو آنکھوں کے مابین میں قل ہو اللہ احد لکھی ہے گھر والے خوش ہوئے سعید بن مسیب نے سنا اور کہا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو آپ کی اجل میں بہت کم باقی رہا ہے اور ویسا ہی ہوا کہ کئی دن کے بعد آپنے انتقال کیا ۔ اور وفات شریف آپکی بقول مشہور صفر کی اٹھائیسویں تاریخ یا ربیع الاول کی پانچویں تاریخ سنہ ۵۰ھ ہجری میں واقع ہوئی ۔ لیکن واقدی کے نزدیک تحقیق یوں ہے کہ وفات آپکی سنہ ۴۹ھ ہجری میں ہوئی اور شیخ ابن حجر عسقلانی نے تقریب میں اسی کو اختیار کیا ہے اور تحریر شہادتین میں لکھا ہے کہ قول اصح یہی ہے پس بقول مشہور سن مبارک آپ کا چھیالیس برس پانچ مہینے چند روز اوپر تھا اور مطابق روایت مختار شہادتین سینتالیس برس چھ مہینے کچھ دن اوپر ہوا ۔ اور جب وفات ہوئی امام حسینؑ اور محمد بن حنفیہ اور عباس بن علی نے آپکو غسل دیا اور سعید بن العاص حاکم مدینے نے آپکے جنازے پر نماز پڑھی اور جناب امام حسینؑ نے موافق وصیت کے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے مقبرہ نبوی میں مدفن کیلئے جگہ مانگی انہوں نے اجازت دی اور فرمایا نعم حبا و کرامۃ یہ خبر مروان کو پہونچی اس نے کہا یہ جھوٹ ہے کبھی وہاں دفن نہونے پائینگے حضرت عثمان کو وہاں دفن نہونے دیا اور حسن بن علی کو دفن کیا چاہتے ہیں یہ خبر جناب امام حسینؑ نے سنی آپ مع ہمراہیوں کے مسلح ہوئے اور مروان بھی ہتھیار سنبھالے ابوہریرہ نے یہ حال سنا کہا واللہ یہ سراسر ظلم ہے امام حسنؑ تو بیٹے رسول اللہ کے ہیں سو نبی باپ کے پاس دفن نہونے پائے پھر حضرت امام حسین کی خدمت میں گئے اور کہا کہ آپ کی بھائی یہ بھی تو فرما گئے ہیں ۔ کہ اگر لڑائی جھگڑے کا کھٹکا ہو تو مجھے مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کرنا پھر آپ کے جنازے کو بقیع میں لائے ۔ اور آپ کی دادی فاطمہ بنت اسد علیہا الرحمۃ کی قبر کے قریب دفن کیا اور حضرت عباس عبدالمطلب کی قبر بھی وہیں ہے

ذکر اولاد امام کرام علیہ السلام کا

حافظ ابرو کی تاریخ میں لکھا ہے کہ جناب امیر المومنین امام حسن علیہ السلام کے پندرہ بیٹے تھے حسن مثنیٰ زید عمر

حسین عبداللہ عبدالرحمن عبیداللہ اسمعیل محمد یعقوب جعفر طلحہ حمزہ ابوبکر قاسم اور پانچ بیٹیاں تھیں ام حسن
زینب ام عبداللہ ام سلمہ فاطمہ اور حسن مثنیٰ اور زید ابن حسن سے اولاد باقی رہی اور کسی صاحبزادے
کی اولاد باقی نہیں اور اسماء الرجال مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ حسن مثنیٰ کی پانچ بیٹوں سے اولاد باقی رہی *
عبداللہ محض کہ سو برس کے ہوئے اور حسن مثلث اور ابراہیم یہ تینوں فاطمہ بنت حسین بن علی سے
پیدا ہوئے چوتھے جعفر پانچویں داؤد یہ دونو ام ولد سے پیدا ہوئے تھے اور زید بن حسن کی اولاد فقط
ایک بیٹے سے باقی رہی انکا نام حسن بن زید بن حسن تھا!

ذکر شریف جناب سید الشہداء امام حسین شہید کربلا علیہ وعلیٰ آبائہ الصلوٰۃ والسلام کا

کنیت آپ کی ابو عبداللہ اور لقب شہید اور سید الشہداء اور سبط اصغر ہے اور نقش آپکے خاتم کا ان اللہ بالغ امرہ
تھا آپ تیسری خواہ پانچویں تاریخ شعبان کی ۴ سنہ ہجری میں پیدا ہوئے اور پیغمبر خدا نے آپ کا نام حسین رکھا
اور عقیقہ کیا روایت ہے کہ آپکو ام الفضل بنت حارث حضرت عباس بن عبدالمطلب کی بی بی نے دودھ
پلایا ہے اسی سبب سے عبداللہ بن عباس اور فضل بن عباس آپکے دودھ شریکی بھائی ہوتے ہیں جناب
امام حسین ناف سے قدم تک جناب رسالتمآب کی کمال اشبہ تھے اور پیغمبر خدا نے آپکے اور جناب امام حسن ع
کے فضائل میں بہت حدیثیں فرمائیں چنانچہ ترمذی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے
نے فرمایا کہ حسن اور حسین بہشت کی جوانوں کے سردار ہیں اور ترمذی نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہے
کہ حضرت نے فرمایا کہ یہ دونو میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں الٰہی میں انہیں دوست رکھتا ہوں
تو بھی انہیں دوست رکھ اور اسے جو انہیں دوست رکھے اور ترمذی میں انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ
حضرت سے پوچھا گیا کہ تمام اہلبیت میں آپکو کس سے محبت زیادہ ہے فرمایا حسن اور حسین سے اور آپ حضرت فاطمہ
علیہا السلام کو فرماتے تھے کہ میرے دونو بیٹوں کو لے آ پھر آپ دونوں کو سونگھتے اور سینے سے چپٹا لیتے - اور
جناب امام حسین کے حق میں بھی حدیثیں آئی ہیں چنانچہ ترمذی میں یعلی بن مرہ سے روایت ہے - کہ حضرت
نے فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے دوست رکھے اللہ اسے جو حسین کو دوست رکھے حسین ؑ
سبط ہے اسباط سے اور صحیح بخاری میں روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر سے ایک عراقی نے پوچھا - کہ
حالت احرام میں مکھی مارنا درست ہے انہوں نے کہا اہل عراق مجھ سے مکھی مارنیکو پوچھتے ہیں حالانکہ رسول
اللہ کے نواسے کو شہید کیا اور پیغمبر خدا صلعم فرماتے تھے کہ حسن و حسین میرے دنیا کے ریحان ہیں اور مشکوٰۃ میں *

ام الفضل بنت حارث سے روایت ہے کہ وہ پیغمبر خدا کی خدمت میں گئیں اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آج کی رات
میں نے خواب دیکھا ہے فرمایا کیا دیکھا ہے کہا میں نے دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا آپ کے بدن مبارک کا میں نے کاٹ کر
اپنی گود میں رکھ لیا حضرت نے فرمایا تو نے اچھا خواب دیکھا انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ کا بیٹا ہوگا۔ وہ تیری گود میں
رہیگا۔ جب حضرت امام پیدا ہوئے وہ میری گود میں رہنے لگے پھر ایک روز میں حضرت کی خدمت میں انہیں
لیگئی اور گود میں دیا حضرت کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے میں نے پوچھا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں
یہ آپکو کیا ہوا فرمایا جبرائیل میرے پاس آئے اور خبر دی کہ میری امت میرے اس بچہ کو قتل کرے گی تب
میں نے پوچھا یہ ہوگا انہوں نے کہا کہ ہاں پھر میرے پاس لال مٹی لے آئے یعنی کربلا کی نشانی سا اور
شواہد النبوۃ میں لکھا ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا کے داہنے زانو پر حضرت امام حسین اور بائیں زانو پر حضرت
ابراہیم آپ کے صاحبزادے بیٹھے تھے۔ حضرت جبرائیل آئے اور کہا کہ حقتعالیٰ دونو کو آپکے پاس نہ رکھیگا۔ دونو
میں سے ایک کو اختیار کیجئے حضرت نے فرمایا کہ اگر مرا حسین ہوگا تو علی اور فاطمہ کا دل رنج پائیگا اور اگر
ابراہیم ہوگا تو میری جان ہی جان پر رنج گذریگا میں نے اپنا رنج اختیار کیا پھر تین دن کے بعد حضرت ابراہیم ع کا
انتقال ہوا پھر جب حضرت امام حسین پیغمبر خدا کی خدمت میں آئے آپ بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے
اھلاً و مرحبا بمن فدیتہ بابنی یعنی مرحبا ایسے کو کہ فدا کیا میں نے اسپر بیٹا اپنا اور کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ ایک
دن حضرت عمر پیغمبر خدا کی خدمت میں گئے دیکھا کہ جناب امام حسین آپکی پیٹھ پر سوار ہیں اور حضرت ایک ڈوری
دہن مبارک میں لیے ہیں کہ سرا اُس کا باگ کی طرح جناب امام حسین کے ہاتھ میں ہے۔ جناب امام حسین ع
ہانکتے ہیں اور آپ زانو کے بل چلتے ہیں اور حضرت عمر نے عرض کی کیا اچھی سواری ہے حضرت نے فرمایا اور کیا
خوب سوار ہے اور جناب امام حسین بہت خوبصورت اور نہایت باجمال تھے چہرہ مبارک ایسا روشن تھا
کہ اندھیرے میں جیٹھے ہوتے تو پیشانی اور چہرے کی چمک سے صاف معلوم ہو جاتے تھے اور آپ تیسرے
امام ہیں دوازدہ امام میں سے اور جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ اور ایسے
حقائق اور معارف آپ سے منقول ہیں ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ بندگی کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ
بندہ وہی ہے کہ اپنے اختیار کو چھوڑ دے کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ ایک دن ایک شخص جناب امام حسین
کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ بہت درماندہ اور محتاج ہوں اور عیال و اطفال رکھتا ہوں!
آپ نے اسے ٹھیرایا اتنے میں پانچسو توڑے دیناروں کے معاویہ بن ابی سفیان نے بھیجے امام نے پانچوں

تو دے اُس نقیر کو عنایت کئے اور عذر کیا کہ تجھے انتظار میں بہت تکلیف ہوئی اور فصل الخطاب میں لکھا ہے کہ ایک دن آپ مہمانوں کے ساتھ کھانے کو بیٹھے خادمہ آش گرما گرم کاسے میں بھرا ہوا مجلس میں لائی۔ اتفاقاً اُسکا پاؤں لغزش کیا اور کاسہ آپ کے سر مبارک پر گر کر ٹوٹ گیا۔ امام نے تادیب کی نظر سے اُسے دیکھا اُسنے کہا والکاظمین الغیظ امام نے فرمایا میں نے غصہ روکا اُسنے کہا والعافین عن النّاس آپ نے فرمایا میں نے معاف کیا۔ اُسنے کہا واللہ یحب المحسنین آپنے فرمایا میں نے تجھے اللہ کی راہ میں آزاد کیا

یزید کا جناب امام حسین سے بیعت طلب کرنا اور امام کا مکہ معظمہ کو سدھارنا اور حضرت مسلم بن عقیل کو کوفے کی طرف بھیجنا اور اُن کا شہید ہونا

بیان اُسکا بطریق اجمال یہ ہے کہ سنہ ۶۰ ہجری میں آٹھ دن رجب کے باقی تھے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے انتقال کیا اور یزید بن معاویہ تمام ممالک اسلام پر مسلط ہوا اور ولید بن عقبہ کو کہ مدینے کا حاکم تھا۔ لکھا کہ میری بیعت امام حسین وغیرہ عمائد مدینہ سے لے ولید نے آپ کو طلب کیا جناب امام حسین تیس جوان مسلح ہمراہ لیکر تشریف لیگئے اُسنے حکم سنایا۔ امام نے فرمایا کل مسجد میں جب معاویہ بن ابی سفیان کی وفات اور یزید کی سلطنت کی خبر لوگوں کو سناؤ گے اُسوقت جو مصلحت ہوگی عمل میں آئے گی ولید چپ رہا مروان نے کہا ابھی انہیں روکنا مناسب ہے پھر قابو نہ ملیگا امام نے افروختہ ہوکر فرمایا جو میری طرف قصد کرے گا۔ زمین کو خون سے تر کرونگا اور اُٹھکے چلے آئے اور شب کو روضۂ منورہ خیر البشر میں بسر کی حضرت کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ عنقریب تم تشنہ شہید ہوگے اور بہشت میں تیرے درجے ہیں کہ بدون شہادت کے انہیں پا نہیں سکتے امام بیدار ہوئے اور سامان سفر تیار کیا۔ اور چوتھی تاریخ شعبان کی مع اہل و عیال اور خدام اور موالی کے مکہ معظمہ کو کوچ کیا۔ وہاں پہونچکر بقیہ شعبان اور تمام رمضان اور شوال اور ذیقعدہ امن امان سے رہے اور کوفے کے لوگ معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے سے ہمیشہ آپ کو طلب خلافت اور خروج کی تحریص کیا کرتے تھے۔ لیکن آپ اُن کے قول و فعل پر اعتماد نہ کرتے تھے۔ جب اُنہوں نے یزید کی سلطنت اور آپ سے بیعت طلب کرنا اور آپ کا انکار کرنا اور مکہ میں تشریف لانا سنا متواتر عرائض آپ کی طلب میں لکھے اور قیس بن عمرو اور حبیب بن عمیر وغیرہ رئیسان کوفہ نے انواع و اقسام کے عہد و پیمان اطاعت اور جانفشانی کے اپنے عرائض میں مندرج کیے امام نے احتیاطاً اول مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو مع کچھ لوگوں کے کوفے کی طرف روانہ کیا۔ روضۃ الصفا میں

لکھا ہے کہ حضرت مسلم مدینۂ منورہ کی راہ سے چلے اور حرم نبوی میں پہونچکر مسجد شریف میں دوگانہ ادا کرکے دو راہبر بنی قیس بن غیلان سے ساتھ لیکر جدہ کی راہ چھوڑکر شبا شب آگے بڑھے راہبر اندھیری رات میں راہ بھٹکے دن کو تمازت آفتاب اور نایابی آب سے کمال تکلیف اٹھائی آخر ان راہبروں نے ایک راہ بتائی کہ ادھر سے چلے جاؤ اور دونوں کہ جان بلب رسیدہ تھے ہلاک ہوئے حضرت مسلم نے وہ مصائب جناب امام کی خدمت میں لکھے اور یہ بھی لکھا کہ آثار سے یہ سفر نامبارک معلوم ہوتا ہے اگر ارشاد ہو پلٹ کر آؤں کسی اور کو اس کام پر مامور فرمایئے امام نے لکھ بھیجا کہ ایسے خیالات علامت جبن اور بزدلی کے ہیں - ہمت بلند کرو اور جس کام پر مامور ہوا انجام دو مسلم مطابق حکم محکم کے کوفہ کو روانہ ہوئے وہاں پہونچکر مختار بن ابی عبیدہ کے گھر میں اترے خلقت جمع ہوئی حضرت مسلم نے جناب امام کا نامہ سنایا بارہ ہزار مرد سے زیادہ نے امام عالیمقام کی بیعت حضرت مسلم کے ہاتھ پر کی یہ خبر نعمان بن بشیر صحابی کو کہ حاکم کوفہ تھے پہونچی انہوں نے ظاہر میں لوگوں کو دھمکایا پر فقط دھمکی پر ٹالا اور کچھ تعرض نہ کیا پھر مسلم بن یزید حضرمی اور عمارہ بن ولید بن عقبہ نے یزید کو یہ خبر لکھ بھیجی یزید نے سرجون رومی کی صلاح سے کہ اس کا وزیر تھا نعمان بن بشیر کو معزول اور عبید اللہ بن زیاد کو کہ بصرہ کا حاکم تھا - کوفہ پر مامور کیا ابن زیاد بصرہ سے کوفہ میں آیا اور ان دنوں جناب امام حسین کی آمد آمد کی خبر کوفہ میں مشتہر تھی - اسلئے بھیس بدلا سیاہ عمامہ باندھا اور چادر اوڑھی اور بصرہ کی راہ کترا کر حجاز کی راہ رات کو کوفہ میں داخل ہوا اور دھوکا دیکر اپنے تئیں جناب امام حسین ظاہر کیا اہل کوفہ سمجھے کہ امام عالیمقام تشریف لائے استقبال کو نکلے اندھیری رات میں امام ع کے دھوکے سے اسے سلام کیا اور کہا - مَرْحَبًا یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَدِمْتَ خَیْرَ مَقْدَمٍ یعنی خوب آئے آپ ای فرزند پیغمبر آپ کا آنا مبارک ہو - ابن زیاد کیا جو چپکا رہا یہانتک کہ حاکم نشین مکان میں داخل ہو گیا اسوقت سبکو رخصت کر دیا اور صبح کو اکابر کوفہ کو جمع کرکے اپنی حکومت کا فرمان سنایا اور سب کو بہت دھمکایا اور یزید کی عنایت سے ڈرایا اور حیلہ اور فریب سے مسلم کی جماعت کو توڑ دیا مسلم مضطر ہوئے اور ہانی بن عروہ کی گروہ میں چھپ رہے ابن زیاد نے محمد بن اشعث کو کچھ لوگ لیکر بھیجا ہانی کو پکڑ لائے پھر ہانی اور تمام رئیسان کوفہ کو اپنے پاس قید کیا یہ خبر حضرت مسلم کو پہونچی انہوں نے ہجوم کیا قریب چالیس ہزار آدمی کے جمع ہوئے اور مکان حاکم نشین کا گھیر لیا تب ابن زیاد نے رئیسان کوفہ کثیر بن شہاب اور محمد بن اشعث اور حجر بن ابجی اور شمر ذی الجوشن وغیرہ تھے ان کو حکم دیا کہ انکو فہمائش کرکے مال دو انہوں نے سمجھا کر سب کو متفرق کر دیا شام تک پانچ آدمی رہ گئے جب اندھیرا

وہ بھی چل دیئے اور حضرت مسلم اکیلے رہ گئے جب حضرت مسلم نے اُس گروہ کوفی لائونی کی بیوفائی اور جو فروشی گندم نمائی کا یہ انجام دیکھا ناچار وہ بھی چل کھڑے ہوئے راہ میں ایک عورت کے گھر پہونچے اُس سے پانی مانگا۔ اُس نے پلایا اور گھر میں چھپا رکھا اتفاقاً اُس عورت کا بیٹا محمد بن اشعث کا چیلہ تھا اُسنے اپنے آقا کو یہ خبر پہونچائی۔ اُس نے ابن زیاد کو سنائی ابن زیاد نے عمرو بن حارث کوتوال شہر اور محمد بن اشعث کو معہ تین سو سپاہی کے بھیجا انہوں نے آکر وہ گھر گھیر لیا تب حضرت مسلم تلوار لیکر باہر نکلے اور خوب تھیار کیا اور بہت لوگوں کو فی النار کیا آخر زخمی ہو کر گرے دشمنوں نے گرفتار کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بعد زخمی ہونیکے محمد بن اشعث نے امان دی پھر ابن زیاد کے پاس لیگئے جب حضرت مسلم آیہ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ پڑھتے ہوئے ابن زیاد کے مکان میں جانے لگے سپاہیوں نے کہ پہلے سے حاکم کے اشارے پر لگے تھے آپ کو شہید کیا یہ حادثہ تیسری تاریخ ذالحجہ کی سنہ ہجری میں واقع ہوا۔ پھر ابن زیاد نے ہانی کو سولی دیا اور دونوں کے سر یزید کے پاس بھیجد یئے اور حضرت مسلم کے ہمراہ محمد اور ابراہیم دونو صاحب زادے اُن کے کوفہ میں آئے تھے اُن معصوموں پر یہ مصیبت گذری کہ روضۃ الشہدا وغیرہ میں لکھا ہے۔ کہ جب حضرت مسلم شہید ہوئے قاضی شریح نے کہ کوفی کے قاضی تھے اُن دونو معصوموں کو کہ سات آٹھ برس کا سن سال اُنکا تھا۔ نادرراہ دیکر مدینہ کے طرف روانہ کیا قضای الٰہی سے وہ راہ بھٹک گئے اور کوتوال کے ہاتھ لگے اُس نے انہیں قید کیا داروغہ مجلس نے رحم کھا کر دوسری شب اُنہیں قید خانہ سے نکال کر قادسیہ کی راہ پر پہونچا دیا۔ تقدیر سے اُس رات کو بھی راہ بھٹک گئے جب دن ہوا ایک درخت کے کول میں چھپے رہے اتفاقاً ایک لونڈی نے دیکھا۔ اپنے گھر لے گئی بی بی اُس کی دیکھ کر خوش ہوئی اور لونڈی کو آزاد کیا رات کو خاوند اُس کا کہ نام اُس کا حارث بن عروہ تھا۔ گھر میں آیا اور کہنے لگا کہ ابن زیاد نے حکم دیا ہے کہ جو مسلم کے لڑکوں کو پکڑ لاوے اُسے انعام دونگا اس لیئے میں آج تمام دن اُنکی تلاش میں سرگردان رہا اور گھوڑا ماندہ ہو گیا عورت نے اُس کے خوف سے لڑکوں کو چھپا رکھا اور نبتایا پھر اُس نے کھانا کھایا اور سو رہا حسب تقدیر شب کو لڑکوں نے خواب دیکھا۔ اور اُٹھے اور حارث جاگ پڑا اور انہیں دیکھا اور پہچانا اور مضبوط باندھا اور دروازے میں قفل لگایا۔ صبح کو دونوں کو گھوڑے پر بٹھایا اور لے چلا اُنکی بی بی رونے لگی پیچھے دوڑی اور بیٹا اور غلام اُس کا بھی آن کر اُس بی بی کی تائید کرنے لگے اُس شقی نے بیٹے اور غلام کو قتل کیا اور دونو معصوموں کا سر کاٹ کر توبڑے میں رکھا۔ اور ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ اُس نے کہا انہیں کیوں قتل کیا۔ کہا لوگوں کے خوف سے۔ ابن زیاد جہناد نے

کہا کیوں زندہ نہ لے آیا اور مجھے خبر نہ کی وہ جواب میں عاجز رہا پھر ابن زیاد نے اسکو بھی قتل کیا ۝

تشریف لیجانا جناب سید الشہدا کا مع اہلبیت طہارت کے کوفے کی طرف اور میدان کربلا میں شہادت پانا

جب حضرت مسلم نے کوفہ میں اکثر خلایق سے اطاعت امام عالیمقام کی بیعت لی اور روز بروز رجوعات خلق زیادہ تر ہونے لگی تب یہ حال مفصل جناب امام کی خدمت میں لکھا اور آپکے تشریف لانے کی استدعا کی۔ امام ذوالاحترام نے بعد دریافت حقیقت حال کے کوفہ کی طرف عزیمت مصمم کی اور عزیزوں اور رفیقوں کو سامان سفر کی تیاری کی لیئے فراخور حال نقد وجنس عطا فرمایا اور مخدرات حجاب عصمت کیواسطے محمل آراستہ کیے۔ جب سارا سامان درست ہوا اور چلنے کی تیاری ہوئی یہ خبر شہر میں پھیلی عبداللہ بن عباس نصحتاً آئے اور منع کیا اور کوفیوں کے مکر و فریب اور بد عہدیاں اور آپکے والد ماجد کو شہید کرنا اور جناب امام حسن سے دغا کرنا سب مفصل بیان کیا آپنے پذیرا نہ کیا اہل و عیال کے لیجانیکو روکا آپنے وہ بھی نمانا تب ابن عباس نے مکرر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی عورتوں میں شہید ہونگے جیسے حضرت عثمان شہید ہوئے آپنے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو خواب میں دیکھا حضرت نے مجھے ایک حکم کیا ہے میں آپکے حکم کو بجالاؤں اور رضا انکی اللہ کی رضا ہے وہ اپنے ملک میں تصرف کرتا ہے جو چاہتا ہے اور اسیطرح عبداللہ بن زبیر نے منع کیا آپنے فرمایا کہ میں نے پیغمبر خدا صلعم سے سنا ہے۔ کہ ایک مینڈھے کے سبب سے مکہ میں خونریزی ہوگی وہ مینڈھا میں نہ ہونگا۔ اسی طرح ابو سعید اور خدری اور ابو واقد لیثی اور جابر انصاری وغیرہ نے سمجھایا لیکن آپنے عزیمت پر اصرار کیا محمد بن حنیفہ نے کہ آپکے علاقی بھائی تھے ایسا اتنا روئے کہ انکے آنسوؤں کا طشت بھر گیا اور تمام مکہ کے لوگوں کو رنج اور غم ہوا پھر آپنے آٹھویں تاریخ ذیحجہ کی کہ یوم ترویہ کہلاتا ہے خواہ تیسری تاریخ کہ حضرت مسلم کی شہادت کا دن تھا مع اہل و عیال اور عزیزوں اور رفیقوں کے کہ ان میں ستر سوار تھے اور باقی پیادے تھے کوفے کی طرف کوچ کیا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ آپکے اہلبیت اور اصحاب اور موالی سے بیاسی مرد آپکے ہمراہ تھے اور جس وقت آپنے کوچ کیا عمرو بن سعد نے کہ مکے کا حاکم تھا سپاہی بھیجے کہ آپ کو پھیر لادیں امام عالی مقام نے پھر جانے سے انکار کیا قریب تھا کہ فساد ہوتا کہ فتنہ سے ڈرا اور لوگوں کو بلوالیا آپنے آگے کوچ کیا جب موضع بطن رملہ میں پہونچے تو ایک نامہ اپنی روانگی کے مضمون کا اہل کوفہ کے نام لکھکر روانہ کیا قاصد قادسیہ میں لیگیا وہاں سے حصین بن نمیر نے اسے کوفے میں پہونچایا ابن زیاد نے اُسے قتل کیا اور شعبی سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر

مدینے میں گئے تھے اتنے میں سُنا کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف کوچ کیا۔ تب ابن عمر وہاں سے چلے اور موضع ربدہ سے دو منزل اُدھر امام انام سے جا ملے اور سمجھایا۔ کہ حقتعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو دُنیا اور آخرت میں مختار کیا تھا۔ آپ نے آخرت اختیار کی اور دُنیا نہ چاہی اور آپ حضرت صلعم کے جگر پارے ہیں۔ واللہ تم میں سے کسی کو دُنیا نہ ملیگی۔ اور اللہ نے آپ کو تم سے باز نہیں رکھا۔ مگر تمہاری بہتری کے لیے مناسب ہے کہ آپ پھر چلیں جناب امام نے انکار کیا تب ابن عمر گلے لگ کر ملے اور کہا۔ کہ تمہیں اللہ کی سپرد کرتا ہوں اے شہید ہونے والے اور تحقیق یہ ہے کہ پہلے حضرت عبداللہ بن جعفر آپ کی خدمت میں پہونچے بعد اُس کے آپ منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے بطن رملہ میں تشریف لائے اور عبداللہ بن یقطین کو ہاتھ کہ آپ کے دودھ شریکی بھائی تھے کوفیوں کے نام نامہ بھیجا اور اس عرصہ میں ابن زیاد نے آپکی آمد کی خبر سنکر حصین بن نمیر مذحج کے روانہ کیا تھا۔ اُس نے قادسیہ کے گرد وپیش کی راہیں روکیں تھیں اس سبب سے حضرت عبداللہ بن یقطین پکڑے گئے آخر ابن زیاد نے شہید کیا الغرض جب آپ بطن رملہ سے آگے بڑھے زہیر بن قین بجلی کوچ سے پھرے تھے آپ کو ملے اور اہل وعیال کو چھوڑ کر ہمراہ ہوئے جب منزل ثعلبیہ میں پہونچے بکر اسدی کوفے آتا تھا اُس نے عبیداللہ بن زیاد کا کوفے میں آنا اور کوفیوں کا اُس سے مل جانا اور جناب مسلم بن عقیل اور ہانی کا شہادت پانا مفصل عرض کیا تب لوگوں نے مراجعت کی صلاح دی آپنے چاہا کہ پلٹ چلیں حضرت مسلم کے بھائیوں نے کہا کہ واللہ ہم جب تک بدلا نہ لینگے یا مارے نہ جائینگے نہ پلٹیں گے امام نے فرمایا تمہارے بعد زندگی بے لطف ہے پھر جو لوگ طمع دُنیا سے ہمراہ ہوئے تھے متفرق ہو گئے اور رفیق اور عزیز باقی رہ گئے اور آپ نے آگے کوچ کیا پھر فرزدق شاعر آپ کو ملا اور کوفیوں کی بیوفائی اور حضرت مسلمؑ کی شہادت مفصل عرض کی آپ چشم پُرآب ہوئے اور فرمایا شعر فَلَئِنْ تَكُنِ الدُّنْيَا تُعَدُّ نَفِيسَةً ۞ فَدَارُ ثَوَابِ اللهِ أَعْلَى وَأَنْبَلُ ۞ وَإِنْ تَكُنِ الْأَبْدَانُ لِلْمَوْتِ أُنْشِئَتْ ۞ فَقَتْلُ امْرِءٍ بِالسَّيْفِ فِي اللهِ أَفْضَلُ ۞ پھر آگے بڑھے جب زبالہ میں پہونچے عبداللہ بن یقطین کی شہادت کی خبر سُنی بہت افسوس کیا اور آگے بڑھے جب دو منزل کوفے سے رہے حر بن یزید ریاحی ہزار سوار کی جمعیت سے حسب الحکم ابن زیاد کے آ پہونچے۔ اور عرض کی۔ کہ ابن زیاد نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کو اُس کے پاس لیچلوں اور واللہ میں مجبور ہوں امام نے فرمایا۔ کہ تجھے اہل کوفے کے اصرار سے ادھر کا قصد کیا اور تم بھی اہل کوفہ ہو۔ اگر تم اپنے عہد پر قایم رہو تو میں تمہارے شہر میں چلونگا نہیں تو پلٹ جاؤنگا پھر اہل کوفہ کے خطوط دکھلائے حر نے قسم کھائی کہ مجھے اسکی خبر نہیں اور کہا

کہ اب میں آپ کو چھوڑ نہیں سکتا جب تک ابن زیاد کے پاس نہ لیجاؤں پھر آپنے چاہا کہ کسی گاؤں کے قریب
پانی کے متصل اتریں حر نے نہ مانا۔ ناچار امام عالیمقام راہ سے ہٹ کر دوسری تاریخ محرم کی سنہ ۶۱ ہجری میں میدان
بے آب وگیاہ میں اترے اور لوگوں سے اس کا نام پوچھا عرض کی کہ کربلا کہتے ہیں فرمایا یہ کرب وبلا کا مقام ہے
ترجمہ طبری میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسین کربلا میں پہنچے حر نے بطریق خیرخواہی عرض کی کہ فوجیں متواتر چلی
آتی ہیں آپ شبا شب کسی سمت کو کوچ کر جایئے حضرت نے شب کو کوچ کیا۔ اور تمام شب قطع مسافت کی۔ اور تڑکے
سے صبح کو دیکھا کہ وہی میدان کربلا ہے اور بعضی روایت میں ہے کہ سات دن برابر یوں ہی اتفاق ہوا۔ آخرالامر یہ
نوبت پہونچی کہ اونٹوں کو مارتے تھے اور وہ جگہ سے نہ ہلتے تھے۔ اور جہاں میخ گاڑتے تھے۔ یا لکڑی توڑتے
تھے۔ وہاں سے خون نکلتا تھا۔ تب آپ نے فرمایا کہ معلوم ہوا۔ کہ یہی مقتل ہمارا ہے۔ الغرض جب آپنے
کربلا میں نزول فرمایا۔ ابن زیاد کا خط بیعت یزید کی طلب میں آپ کی خدمت شریف میں آیا۔ آپ نے پڑھ کر
پھینک دیا اور فرمایا کہ میرے پاس اسکا جواب نہیں ہے ابن زیاد سن کر غیظ میں آیا اور فوج جمع کی اور عمر بن سعد
کو کہ حکومت رے یعنی ولایت خراسان کی امارت اُسے دی تھی اس مہم کا سردار کیا ابن سعد نے جناب امام
کے مقابلہ سے انکار کیا اس نے کہا یا فوج لیکر جا۔ یا حکومت رے سے باز آ اور اپنے گھر بیٹھ رہ۔ اس نے
باغوائے شیطانی دنیا کو اختیار کیا۔ اور فوج لے کر کربلا میں آیا۔ پھر آپ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ آپ کیوں تشریف
لائے ہیں آپ نے فرمایا کوفیوں کی طلب سے آیا تھا جب انکی بیوفائی معلوم ہوئی۔ چاہا کہ پلٹ جاؤں حر نے
روک رکھا ہے تو اگر قرابت کا پاس کرے اور مزاحمت سے باز رہے تو وطن کو چلا جاؤں ابن سعد نے ابن زیاد کو اسکی
اطلاع دی۔ اسنے سوا بیعت یزید کے پر اصرار کیا اور شمر ذی الجوشن اور شبث بن ربعی وغیرہ اشقیا کو فوجیں
دے کر بھیجا اور پانی بند کرنے اور ہر طرح کی اذیت دینے کا حکم دیا اور برابر فوج پر فوج بھیجا چلا جاتا تھا۔ کہ
یہانتک کہ بائیس ہزار سوار وپیادے جمع ہوئے اور دریائے فرات کے کنارے اترے۔ اور آپ کے لوگوں کو
پانی سے مانع ہوئے اور اکثر ان میں وہی لوگ تھے جنہوں نے عرائض لکھ کر اور عہد وپیمان کر کے آپ کو
مکے سے بلوایا تھا۔ اور حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ روایت ہے کہ جب امام عالیمقام نے دیکھا کہ
یہ لوگ بیوفائی پر مصر ہیں اور اب لڑائی سے چارہ نہیں تب آپ نے خیمہ گاہ کی گرد ایک کھائی کھدوائی۔ اور
ایک راہ رکھی۔ اس کھائی میں آگ جلادی تھی۔ تاکہ کوئی شقی وہاں تک نہ جاسکے الغرض ساتویں تاریخ سے
کوفیان بے ایمان نے قافلے کو آب فرات سے روکا حضرت کے لشکر میں تلاطم پڑا۔ اور العطش کا غل

قتل ہوا آپ نے حضرت عباس کو تیس سوار اور بیس پیادے کی جمعیت سے بھیجا وہ اشقیا سے جنگ کرکے غالب
آکر مشکیں بھر لائے آٹھویں تاریخ پھر پانی نہ رہا آپ نے ایک جگہ کو کھدوایا تھوڑی دور پر چشمہ نکلا سب سیراب
ہوئے پھر خشک ہوگیا روایت ہے کہ جب پیاس سے دم لبوں پر آئے یزید ہمدانی حضرت کی اجازت سے ابن
سعد کے پاس گئے اور کہا وائے اس مسلمانی پر کہ کتے اور سور فرات کا پانی پئیں اور تو اہلبیت رسول ؐ کو
اس سے مانع آئے ابن سعد نے کہا سچ ہے پر حکومت رے کی مجھ سے چھوڑی نہیں جاتی۔ روایت ہے
کہ جب پیاس سے کسی کو طاقت بات کرنے کی نہ رہی جناب امام حسینؑ نے کچھ لوگ لیکر پانی لانے کو بھیجا یزید والوں
نے پانی پینے نہ دیا اور حضرت عباسؑ کو زخمی اور ہمراہیوں کو شہید کیا۔ روایت ہے کہ آخر امام مظلوم نے ابن سعد
کو کہلا بھیجا کہ تین کام میں ایک کر یا مجھے چھوڑ دے کہ وطن کو جاؤں یا کسی اور ہی طرف جانے دے یا یزید کے پاس
بھیج دے ابن سعد نے یہ حال ابن زیاد کو لکھ بھیجا اس مایہ فساد نے ابن سعد کو دھمکا کر لکھ بھیجا کہ اگر امام حسینؑ یزید کی
بیعت کریں تو بہتر نہیں تو بیدرنگ قتل کر کہ میں نے تجھکو لڑنے کو بھیجا ہے۔ نہ صلح کرنے کو اور جو تو نے اس میں
سستی کی تو اپنی جگہ دوسرے کو پہونچا جان ابن سعد نے اس نامے کو دیکھتے ہی لشکر تیار کیا۔ اور امام عالیمقام
کی خدمت میں کہلا بھیجا۔ کہ میں نے ہرچند چاہا کہ آپ یزید کی بیعت کریں اور میں آپ کے خون میں مبتلا نہوں پر
آپ نے نہ مانا اب سرانجام لڑائی کا کیجیے۔ آپ نے اس روز ٹالا اور دوسرے روز پر حوالہ کیا۔ روایت ہے کہ شب شہادت
کو امام عالیمقام نے خواب میں دیکھا۔ کہ کتوں نے آپ پر حملہ کیا۔ اور ایک انہیں کہ سپید داغ رکھتا تھا۔ وہ زیادہ تر
آپ سے بھڑا اس کی تعبیر امام نے یہ فرمائی کہ قاتل میرا سپید داغ رکھتا ہوگا اور ترجمہ طبری میں لکھا ہے کہ آپ نے
خواب میں دیکھا جناب رسالتمآب فرشتوں کی جماعت کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کہ دشمن
تیرے مارنے کے درپے ہیں قیامت میں میری شفاعت سے محروم رہینگے اور عنقریب تو شہید ہوگا
بہشت تیرے لیے سجی جاتی ہے ماں باپ تیرے منتظر ہیں پھر دست مبارک آپ کے سینے پر پھیرا اور فرمایا
اَللّٰهُمَّ اَعْطِ حُسَيْنَ صَبْرًا وَّ اَجْرًا یعنے خدایا حسین کو صبر دے اور اس کا اجر عطا کر کہ دسویں تاریخ ماہ محرم کی
تھی ابن سعد نے فوج تیار کی اور میدان میں آیا امام عرش مقام نرغہ شیاطین لیسام سے آگاہ ہوئے اور
مسلح ہوکر باہر تشریف لائے اور شجاعان بنی ہاشم اور اصحاب اور موالی آپ کے کمال شجاعت اور جلادت سے
ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوئے اور حضرت عباسؑ اس گروہ فلک شکوہ کے پیش پیش علم لیے کر چلے جب
خیمہ گاہ سے باہر نکلے آپ پہلے اتمام حجت کے لیے اونٹ پر سوار ہوکر میدان معرکہ میں تشریف لائے اور اپنی

حقیقت کے دلائل اور بے جرمی اور مظلومی کا حال اور ظالمون کا مآل اور عہد شکنوں کا وبال اعمال بفصاحت اور بلاغت کے بیان فرمایا لیکن کسی نے سوا سرکشی اور بیحیائی کے جواب باصواب نہ پایا ناچار گھوڑے پر سوار ہوئے اور مقابلہ کا ارادہ کیا وابستگان رکاب کرامت انتساب نے عرض کی کہ جبتک ہم لوگ زندہ ہیں آپکو مقابلہ نہ کرنے دینگے پھر آپ کے اصحاب وفا شعار ایک ایک نکلے اور دشمنوں سے مقابل ہوکر صدہا کو واصل جہنم کیا آخر خود بھی سلسبیل شہادت سے سیراب ہوئے جب قریب پچاس جانباز و طرز کے شہید ہوئے تب جناب سید الشہدا نے باواز بلند ندا فرمائی۔ کہ ہے کوئی فریاد پہونچنے والا ہماری فریاد کو اللہ کیواسطے ہے کوئی بچانیوالا کہ بچائے حرم رسول اللہ کو یہ خبر سنکر حر بن یزید ریاحی گھوڑا بڑھا کر حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے فرزند رسول اللہ میں نے پہلے آپسے فوج کشی کی تھی اب میں بھی آپ کے گروہ میں آپہونچا ارشاد کیجیے کہ آپ پر فدا ہوں اور قیامت میں آپ کے جد نامدار کی شفاعت پاؤں پھر حر اور اُن کا بھائی اور اُن کا بیٹا اور غلام آزاد چاروں نے فوج اعدا پر حملہ کیا اور بہت اشقیا کو تلوار کے گھاٹ اُتارا آخر کار سوجہ شہادت سے چاروں کا بیڑا پار کیا پھر باقی اصحاب جان نثار اور شیران نامدار اہلبیت اطہار ایک ایک رونق بخش میدان کارزار ہوئے اور تیغ زنی اور دشمن کشی میں عوض رستم واسفندیار ہوئے ہزاروں اعدا طعمہ شمشیر آبدار کیے اور صدہا صید اجل گرفتہ تیر و نیزہ سے شکار کیے آخر رفتہ رفتہ جام شہادت سے سیراب اور چشمہ کوثر و تسنیم سے کامیاب ہوئے چنانچہ کتب مصائب اور تواریخ میں اکثروں کا حال اور اُن کا نبرد و قتال مفصل مذکور ہے اس مختصر میں تبرکا انکے اسامی کے ذکر پر اکتفا کی روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ بہتر آدمی آپکے متعلقوں سے معرکہ کربلا میں شہید ہوئے ظاہرا متعلقوں سے یہی لوگ مراد ہیں کہ اُنہوں سے باسٹھ کا نام مذکور ہوتا ہے ۰

ذکر اسامی اصحاب شہادت مآب جناب سید الشہدا خامس آل عبا علیہ وعلے آبائہم وذریتہ واصحابہ التحیۃ والثنا کا کہ معرکہ کربلا میں راہ خدا میں فدا ہوئے ۔ ۔ ۔

مسلم بن عوسجہ اسدی سعید بن عبد اللہ حنفی بشیر بن عمر حضرمی بریر بن خضیر ہمدانی نعیم بن عجلان انصاری زہیر بن قین بجلی حبیب بن مظاہر اسدی عبد اللہ بن عمیر کلبی ہلال بن نافع بجلی انس بن کاہل اسدی قیس بن مسہر صیداوی عبد اللہ اور عبد الرحمن دو بیٹے عروہ بن حراق غفاری کے جون غلام آزاد ابوذر غفار کا شبیب بن عبد اللہ نہشلی قاسط اور کردوس دو بیٹے زہیر ثعلبی کے کنانہ بن عتیق ضرغامہ بن مالک جویر بن مالک عمر بن ضبیعہ ضبعی یزید بن ثبیت قیسی عبد اللہ اور عبید اللہ دو بیٹے یزید

بن حبیب قیسی کے عامر بن مسلم قیعث بن عمرو نمری سالم غلام آزاد عامر بن مسلم کا سیف بن مالک زہیر
بن بشیر خثعمی بدر بن معقل بن جعفی حجاج بن مسروق اور اُنکا بیٹا مجمع بن عبداللہ عائذی عمار بن حسان بن شریح
بن طائی حبان بن حارث سلمانی اسد کے جندب بن حجر خولانی عمر ابن خالد صیداوی سعید غلام آزاد اُن کا
یزید بن زیاد بن مظاہر کندی طاہر غلام آزاد دین الحق خزاعی کا جبلہ بن علی شیبانی سالم کلبی غلام آزاد
بنی مدینہ کا اسلم بن کثیر بن اعرج ازدی زہیر بن سلیم ازدی قاسم بن حبیب ازدی عمرو بن جندب حضرمی
ابو ثمامہ عمرو بن عبداللہ صائدی حنظلہ بن اسعد شیبانی عبدالرحمن بن عبداللہ بن کدن ارحبی عمار
بن ابی سلامہ عابس بن حبیب شاکری شوذب غلام آزاد شاکر کا شبیب بن حارث بن سریع مالک بن
سریع حر بن یزید ریاحی اور اُن کا بھائی اور بیٹا اور غلام آزاد اور سلیمان اور قارب اور منجح میثون غلام
آزاد جناب سید الشہدا علیہ السلام کے +

ذکر اسامی شہدا عالی تبار اہلبیت اطہار کا کہ میدان کربلا میں شہید تیغ جفا ہوئے

اس معرکہ میں عترت رسول مقبول سے حضرت عباسؑ اور حضرت عثمانؑ اور حضرت محمدؑ اور حضرت عبداللہؑ اور
حضرت جعفرؑ اور حضرت عبید اللہؑ جناب امیر المومنینؑ کے صاحبزادے اور حضرت قاسمؑ اور حضرت عبداللہؑ اور حضرت
عمرؑ اور حضرت ابوبکرؑ جناب امام حسنؑ کے جگر پارے اور حضرت علی اکبرؑ اور حضرت عبداللہ معروف علی
اصغر جناب امام حسینؑ کے لخت جگر اور حضرت محمدؑ اور حضرت عون عبداللہ بن جعفر طیار کے فرزند
اور حضرت عبداللہ اور حضرت جعفر اور حضرت عبدالرحمن عقیل بن ابی طالب کے بیٹے اور حضرت عبداللہ حضرت مسلم
بن عقیل کے لڑکے اور حضرت محمد بن ابی سعد بن حضرت عقیل تشنہ زبان تفتہ جان کشتۂ تیغ و تیر سنان ہو کر گلشن
فردوس کو سدھارے اور صواعق میں لکھا ہے کہ حضرت سید الشہدا کے بھائی اور بھتیجے اور بیٹے اور حضرت
جعفر طیار اور حضرت عقیل کی نسب اولاد اُنیس نامدار معرکہ کربلا میں شہید ہوئے اور بعضے اکیس کہتے ہیں +

تتمہ ذکر شور و شین شہادت جناب امیر المومنین امام حسین سلام اللہ علیہ و علی آبائہ کا !

الغرض جب سارے اصحاب اور موالی اور تمام شجاعان اہلبیت عظام کہ ہر ایک رستم میدان قتال اور
صاعقۂ آسمان جلال تھے اُس میدان قیامت سامان میں ضرار با اعدا اور بے انتہا اشقیا کو فی النار کر کے
تشنہ لبان العطش گویان ہو کر با الحیات شہادت سے زندہ جاوید ہوئے تب یکہ تاز میدان کرب و بلا شبیر
بن شیر خدا جناب سید الشہدا بنفس نفیس معرکہ قتال میں تشریف لائے اور شمشیر آبدار میان سے لیکر

لیکم جزیئا انا ابن علی خیر من آل ہاشم	کفانی بہذا مفخرا حین افخر	وجدی رسول اللہ اکرم من مشی
ونحن سراج اللہ فی الارض نزہر	وفاطمۃ امی سلالۃ احمد	وعمی یدعی ذالجناحین جعفر
وفینا کتاب اللہ انزل صادقا	وفینا الہدی والوحی والخیر یذکر	

پھر صف اعداء پر حملہ فرمایا اور جو مقابل ہوا قعر جہنم کو پہونچا یا جہنم وار کیا ایک ہی ہاتھ میں فے النار کیا اور جدھر نگاہ پلٹی صف کی صف الٹی اتنے میں شمر ذی الجوشن شقی ایک لشکری فوج کی لیکر آپ کے حرم سرا کے درمیان میں حائل ہوا جناب امامت مآب نے للکار کر فرمایا اے گروہ شیطان میں تم سے لڑتا ہوں عورتیں تو نہیں لڑتیں پھر حرم سرا سے تعرض کرنا نہایت بے جا ہے شمر نے لوگوں سے کہا کہ عورتوں کی طرف نہ جاؤ انہیں پر حملہ کرو پھر وہ شیاطین امام مظلوم کی طرف جھکے تیروں کی بوچھار اور نیزوں کی مار شروع کی اور تمام جسم مبارک زخموں سے چور ہوا۔ آخر وہ شیر بیشۂ کبریائی گھوڑے سے جدا ہوئے پھر نضر بن خرشہ نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا مگر ہیبت سے ہاتھ کپا۔ تب خولی بن یزید اترا اور سر انور کو جسم اطہر سے جدا کیا۔ اور ایک روایت میں یوں تفصیل ہے کہ ایک لعین کا تیر حضرت کے تالو سے پار ہو گیا تب آپ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے اور شمر نے چہرہ مبارک پر تلوار ماری جس سے روح مقدس گلشن فردوس کو سدہاری۔ پھر سنان بن انس نخعی نے نیزہ مارا اور خولی بن یزید سر ہمایون کے کاٹنے کو اترا اس کے ہاتھ رعب سے کانپنے لگے تب بھائی اس کا شبل بن یزید اترا اور اس ملعون نے سر نور آگین تن نازنین سے جدا کیا۔ اور خولی کو دیا۔ تحریر الشہادتین میں لکھا ہے اگرچہ امام حسین علیہ السلام کے قتل میں بہت ملعون شریک تھے پر پرواز روح مبارک شمر کی تلوار اور سنان بن انس کے نیزہ لگنے کے ساتھ واقع ہوا۔ اسی جہت سے یہ دونو قاتل مشہور ہیں پھر وہ شیاطین حرم شریف میں گھسے اور بارہ صاحبزادے کہ اہلبیت نبوت سے یہ ہمراہ تھے اور مخدرات حجاب عصمت کو اسیر کیا اور شمر اور ابن سعد کے حکم سے سواروں نے لاش کرامت پاش پر گھوڑے دوڑائے اور سر اعجاز گستر مع سرہائے شہدائے نامدار اور مظلومان اہلبیت اطہار کے مطابق ایک روایت کے اٹھتر سر تھے بشیر بن مالک اور خولی بن یزید کے ہمراہ ابن زیاد کے پاس بھیجدیئے سروایت ہے کہ جب کوفے میں پہونچے خلقت وہاں کی دیکھکر رونے پیٹنے لگی جناب امام سجاد علیہ السلام نے باواز حزین فرمایا کہ یہ لوگ ہمارے لئے نوحہ کرتے ہیں پھر وہ کون تھے جنہوں نے ہمیں قتل کیا۔ کہتے ہیں کہ ابن سعد نے کربلا میں ایک دن مقام کرکے اپنے طرف کے کشتوں کو دفن کیا اور شہیدوں کی لاشیں تین دن تک ویسی پڑی رہیں تیسرے دن فرات کے کنارے ایک گاؤں سے غاضریہ نام وہاں کے لوگوں نے کہ قبیلۂ بنی اسد سے تھے جمع ہو کر جناب

جناب امام حسین کو ایک قبر میں دفن کیا اور بنی ہاشم کو پائین آپ کے ایک جا اور باقی گنج شہیدان کو ایک جا دفن کیا
کہ حضرت عباسؓ کہ غاضریہ کی راہ پر جہاں شہادت پائی تھی۔ وہیں دفن ہوئے۔ اور ابن زیاد بدنہاد شقاوت بنیاد نے
اُن سروں کو کوفہ میں تشہیر کیا پھر مع اسیران اہلبیت طہارت کے شمر ذی الجوشن شقی کے ہمراہ دمشق میں
یزید کے پاس بھیجدیا۔ سر الشہادتین میں لکھا ہے کہ یزید نے اسیران اہلبیت اور سر مبارک جناب امام حسینؑ کو
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے ہمراہ مدینہ طیبہ کو روانہ کیا۔ اور تحریر الشہادتین میں مذکور ہے۔ کہ سر
مبارک کے دفن میں اختلاف ہے قرطبی نے لکھا ہے۔ کہ صحیح تر یہ ہے کہ یزید نے سر اطہر کو مدینہ نہیں بھیجا
اور تجہیز و تکفین کر کے بقیع میں حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پہلو میں دفن کیا اور خلاصۃ الوفا میں لکھا ہے
کہ جناب امام حسنؑ کے پہلو میں مدفون ہے۔ اور بعضی روایت میں ہے کہ یزید کے خزانے میں رہا آخر سلیمان
بن عبد الملک نے اپنے عہد میں خوشبو لگا کر اور کفن دیکر نماز جنازہ پڑھکر مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کیا۔
پر کسی روایت میں یہ نہیں ثابت ہوا کہ کربلا میں آپ کے جسد مبارک کے پاس دفن ہوا۔ اور واقعہ ہائلہ شہادت کا روز جمعہ
عاشورہ کے دن یعنے دسویں تاریخ محرم کی سنہ اکسٹھ ہجری میں واقع ہوا اور سن مبارک امام انام کا بروایت
سر الشہادتین چھپن برس پانچ مہینے پانچ دن کا تھا اور صواعق وغیرہ میں مصرح ہے کہ جب امام عالیمقام کی
شہادت ہوئی آسمان سے خون برسا اور دیواریں رنگین ہوگئیں جیسے کسم سے رنگین ہوں اور آسمان سیاہ ہوگیا
اور سورج میں گہن اور دن کو ستارے جھلملاتے نظر آئے اور جو پتھر اُٹھایا اُس کے نیچے تازہ خون پایا اور
یہ حال ہوا کہ لوگوں نے جانا کہ قیامت آئی اور چھ مہینے تک آفاق عالم میں شفق کی سرخی رہی اور ایک اونٹنی
لشکر اعدا میں ذبح ہوئی اُس کے مُنہ سے آگ نکلتی تھی اور جب پکی خون کا لوتھڑا ہوگیا اور سوا اُسکے بہت آثار
غضب الٰہی کے ظاہر ہوئے اور جنات مرثیے پڑھتے تھے اُنمیں سے ایک یہ تھا۔ مسح الرسول جبینہٗ
فلہ بریق فی الخدود ٭ ابواہ فی علیا قریش ٭ وجدہٗ خیر الجدود ٭ اور بعضے جنات یہ مرثیہ پڑھتے تھے
الا یا عین انا ہملی بجہد ٭ ومن یبکی علی الشہداء بعدی ٭ وعلی رہط تقودھم المنایا ٭ الی متجبر فی ملک عبد
اور بعضے جن یہ پڑھتے تھے۔ الغنی حسینا ہبلاً ٭ وکان حسینا جبلاً ٭ اور اس واقعہ ہائلہ کی خبر اول سے جناب
خیر البشر کو وحی الٰہی سے دریافت ہوگئی تھی اور آپ نے بالاجمال بارہا ارشاد فرمایا تھا۔

چنانچہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ جبرائیل نے مجھ
سے کہا۔ کہ میرا بیٹا حسین مارا جائے گا طف کی سرزمین میں یعنے کربلا میں۔ اور وہاں کی

مٹی میرے پاس لائے کہ خوابگاہ اُنکی ہوگی اور انسؓ سے روایت ہے کہ مینہ کا فرشتہ حضرت ام سلمہ کے گھر میں
پیغمبر خدا کی زیارت کو آیا اتنے میں جناب امام حسینؑ آئے اور حضرت کے اوپر کودنے لگے۔ اور آپ اُنکے بوسے
لینے لگے تب اُس فرشتے نے کہا آپ اُن کو پیار کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اُس نے عرض کی آپ کی
اُمت اُن کو شہید کریگی اور لال انبہ مدرہ کی مٹی لاکر دکھائی یہ اُن کا مدفن ہوگا ام سلمہ نے لے لی اُسکو باندھ رکھا راوی
کہتا ہے کہ ہم اُسے کربلا کہتے ہیں اور ام سلمہ کی روایت میں ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا تھا کہ جب یہ مٹی خون ہو جائے
تو جانو کہ میرا بیٹا مارا گیا پھر میں نے اُسے شیشے میں رکھ چھوڑا اور یہ روایت طریق کثیرہ سے مستند المسنی آئی ہے
اور یحییٰ حضرمی سے روایت ہے کہ میں جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؑ کے ہمراہ سفر صفین میں تھا جب نینوی
کے مقابل پہونچے فرمایا ٹھیر اے ابا عبد اللہ فرات کے کنارے میں نے عرض کی یہ کیا؟ ارشاد ہوا فرمایا پیغمبر خدا
نے فرمایا ہے کہ جبرائیل نے مجھے کہا کہ حسینؑ شہید ہوگا فرات کے کنارے اور دکھائی مجھے وہاں کی مٹی اور
اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ ہم جناب امیر المومنین علی مرتضیٰؑ کے ساتھ موضع قبر جناب امام حسینؑ پر پہونچے
آپنے فرمایا کہ یہ شہیدوں کے اونٹ بندھنیکا اور اُن کے کجاوے رکھنے کا اور خون بہنے کا مقام ہوگا ایک گروہ
آل محمد سے مارے جائینگے اس مقام میں روئیگا اُنپر آسمان اور زمین اور محمد بن عمر بن حسن رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ میں جناب امام حسینؑ کے ساتھ کربلا کی دو نہروں پر تھا کہ آپنے شمر ذی الجوشن کو دیکھا فرمایا کہ
اللہ اور پیغمبر اُس کے سچے ہیں پیغمبر خدا نے فرمایا تھا کہ میں دیکھ رہا ہوں ابلق کتے کو منہ ڈالتا ہے میری اہلبیت
کے خون میں یہ کلام اس جہت سے فرمایا کہ شمر کے بدن میں سفید داغ تھے اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایکدن دوپہر
کو میں نے رسول اللہ صلعم کو خواب میں دیکھا بال بکھرے غبار آلودہ اور ہاتھ میں ایک شیشہ خون سے بھرا
میں نے پوچھا یہ کیا ہے فرمایا حسینؑ اور اُنکے اصحابوں کا لہو ہے آج ابتک میں اُسے اُٹھا رہا ہوں ابن عباسؓ
کہتے ہیں میں نے وہ وقت یاد رکھا پھر معلوم ہوا کہ اُسی روز جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تھے
اور ابن عباس سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے پیغمبر خدا کو وحی بھیجی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام
کے خون کے عوض میں ستر ہزار کو مارا اور تیرے نواسے کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار مارونگا۔ اور
منہال بن عمرو سے روایت ہے کہ میں دمشق میں تھا جب سر مبارک جناب امام حسینؑ کا گیا۔ ایک شخص سورہ کہف
پڑھتا تھا جب اس آیت پر پہونچا حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا
تب اللہ تعالیٰ نے سر اطہر کو گویا کر دیا بزبان فصیح فرمایا کہ اصحاب کہف کے قصے سے بھی عجب ہے میرا قتل کرنا اور

ابی قنبل نے کہا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے اور سر کاٹ کر لوگ شام کو لیچلے پہلی منزل میں بیٹھکر نبیذ پینے لگے اتنے میں غیب سے ایک لوہیکا قلم ظاہر ہوا۔ اور خون سے یہ شعر لکھا ۔ اترجوا امۃ قتلت حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب ۔ یعنی آیا امید رکھتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے امام حسینؑ کو قتل کیا شفاعت انکے نانا کی روز قیامت کو۔ اور شواہد النبوۃ میں لکھا ہے صحیح اور ثابت ہوا ہے۔ کہ جناب امام حسین کے قاتلین سے کوئی نہیں بچا کہ موت سے پہلے گرفتار عذاب ہو گیا اندھے ہو گئے یا منہ کالا ہو گیا یا سلطنت اور حکومت کی تھوڑے دنوں میں خاک میں

ذکر اولاد کرام امام عالی مقام علیہ التحیۃ والسلام کا!

اکثر علمائے اخبار لکھتے ہیں کہ جناب امام حسین کی چھ اولاد تھیں۔ چار بیٹے اور دو بیٹیاں اور خواجہ محمد پارسا نے اپنی تحقیقات میں اسی کو اختیار کیا ہے اور ثابت ہوا ہو کہ آپکے صاحبزادوں میں تین کا نام علی تھا پہلے صاحبزادے سب سے بڑے جناب امام زین العابدین علی بن الحسینؑ تھے کہ ان کو بعضے علی اکبر اور بعضے علی اوسط اور کبھی علی اصغر لکھتے ہیں۔ والدہ انکی شہربانو یزدجرد بن شہریار بادشاہ ایران کی بیٹی تھیں اسماء الرجال مشکوۃ میں لکھا ہے کہ ولادت آپ کی بقول اصح ۳۸ھ ہجری میں واقع ہوئی اس سے آپ کا نام علی اصغر ہوا۔ اور وفات آپ کی بقول راجح ۹۴ھ ہجری میں واقع ہوئی اور معرکہ کربلا میں بیماری کے سبب جہاد سے معذور رہو اور تمام اہلبیت کیساتھ اسیر ہوئے روضۃ الصفا میں لکھا ہو کہ شمر لعین نے چاہا تھا کہ آپ کو بھی شہید کرے لیکن ابن ... کی منت اور ملامت سے اور حمید بن مسلم کی فہمائش سے باز رہا۔ آپ جناب امام حسین کے خلیفے اور حامل اسرار اور دائرہ اہل بیت سے چوتھے امام تھے اور نسل جناب امام حسین کی فقط آپ ہی کی اولاد سے باقی رہی دوسرے حضرت علی اکبر کہ بعضے انہیں علی اوسط جانتے ہیں وہ ہمشکل جناب سید المرسلین تھے ۱۸ برس کا سن تہا کہ معرکہ کربلا میں کمال شجاعت سے جہاد فرمایا اور بہت اشقیا کو تہ تیغ کیا آخر شہید ہوئے والدہ انکی لیلی دختر ابی مرہ قبیلہ ثقیف سے تھیں تیسرے حضرت عبداللہ کہ علی اصغر مشہور ہیں شیر خوار تھے والدہ انکی رباب بنت امرالقیس بن علی قبیلہ سعد سے تھیں وہ معرکہ کربلا میں پیاس سے تڑپتے تھے جناب سید الشہدا باہر لائے اور اشقیا کو انکا حال دکھایا کہ شاید وہ رحم کریں اور پانی دیں ایک لعین نے تیر مارا گلے کے پار ہو گیا آب پیکان حلق میں پہونچتے ہی زلال تسنیم نوش کیا چوتھے حضرت جعفر کہ انکی ماں قبیلہ قضاعہ سے تھیں چار برس کا سن تھا کہ جناب امام حسین کی حیات میں وفات پائی اور صاحبزادیوں میں بڑی صاحبزادی کا نام فاطمہ تھا والدہ انکی ام اسحاق طلحہ بن عبیداللہ کی بیٹی تھیں کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں جناب امام نے انکی شادی حضرت حسن مثنی جناب امام حسن کے صاحبزادے سے کی تھی چنانچہ

امام حسن کی اولاد کے ذکر میں مذکور ہوا۔ اور چھوٹی صاحبزادی کا نام حضرت سکینہ تھا وہ رباب کی بیٹی اور حضرت عبداللہ شہید کی حقیقی بہن تھیں جناب امام ان سے اور انکی والدہ سے بہت محبت رکھتے تھے ان کا مصعب بن زبیر سے بیاہ ہوا نہایت جمیلہ فصیحہ بلیغہ تھیں جب مصعب کو کوفیوں نے شہید کیا حضرت سکینہ کوفے کو گئیں اہل کوفہ استقبال کو نکلے انہوں نے فرمایا برا ہو تمہارا اے کوفیو! تم نے مجھے بچپن میں یتیم کیا اور جوانی میں بیوہ کر دیا تاریخ ابن خلکان میں لکھا ہے کہ وفات ان کی مدینہ میں پنجشنبے کے دن پانچویں تاریخ ربیع الاول کی ۱۱۷ھ میں ہوئی اور اسماء الرجال مشکوٰۃ میں ذخائر العقبیٰ سے لکھا ہے۔ کہ امام حسین کی اولاد تھیں چھ بیٹے اور تین بیٹیاں اور منازل اثنا عشرہ میں تفصیل ان چھ بیٹوں کی مذکور ہے حضرت علی اکبر اور حضرت علی اوسط مشہور بجناب زین العابدین اور حضرت علی اصغر اور حضرت عبداللہ اور حضرت جعفر اور حضرت محمد اور تاریخ معالم سے نقل کیا ہے کہ بعضوں نے محمد کے عوض عمر ذکر کیا ہے اور اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ علی اصغر اور ہی صاحبزادے تھے اور عبداللہ شہید معرکہ کربلا میں اور ہی تھے اور عمر بن حسین کا ذکر انیس الاحزان وغیرہ میں سید شریف مرتضےٰ سے یوں نقل کیا ہے کہ ان کا سن تخمیناً گیارہ برس کا تھا جب دمشق میں گئے ایک روز یزید نے ان سے کہا کہ میرے بیٹے خالد سے کہ تمہارا ہمسن ہے کشتی لڑو گے انہوں نے فرمایا کہ کشتی لڑو نگا لیکن ایک چھری مجھے دے اور ایک اسے پھر دیکھ کیسا لڑتا ہوں یزید پلید نے یہ شعر پڑھا ہے شنشنة اعرفها من اخزم ٭ هل یلد الحیة الا الحیة ٭ یعنی خصلت اسکی ایسی ہے کہ پہچانتا ہوں اخزم کی نہیں پیدا ہوتا ہے سانپ سے مگر سانپ ٭ اور قول ثانی پر تیسری صاحبزادی جناب امام کی رقیہ تھیں اور فاطمہ صغرا کہتے ہیں بعضوں نے لکھا ہے کہ رقیہ نے شام میں اپنے پدر بزرگوار کو خواب میں دیکھا اسی شب کے پچھلے پہر ان کی وفات ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون ٭

ذکر حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا

امام ابو حنیفہ عابد اور زاہد اور عارف اور خائف تھے ریاضت و مجاہدہ و خلوت و مشاہدہ ان کا خارج از بیان ہے احوال عبادت کا تو یہ ہے کہ حماد بن ابی سلیمان کہتے ہیں کہ تمام رات عبادت میں صرف کرتے تھے روایت ہے کہ اول نصف شب جاگتے تھے ایک روز راہ میں تشریف لئے جاتے تھے ایک آدمی نے کہا کہ یہ شخص تمام رات عبادت کرتا ہے بعد اس کے سب تمام رات عبادت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہوں کہ لوگ میری وہ توصیف کریں۔ جو مجھ میں ہو اور احوال زہد کا یہ تھا کہ روایت ہے ربیع ابن عاصم سے کہ بلایا مجھے یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے پس میں ابو حنیفہ کو لے گیا پس یزید نے کہا کہ بیت المال سونپنے لگے ابو حنیفہ نے انکار کیا اس نے بیس کوڑے مارے پس نظر کرو کہ کس طرح ولایت سے بھاگے! بعد